علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

(طلبہ وطالبات سے گزارش ہے کہ اسائنمنٹس صفحات کو ضائع یا ردی میں مت بیچا کریں بلکہ ضروری ہو تو تلف کر دیا کریں یہ صفحات ان پڑھ لوگوں کے ہاتھ لگ جاتے ہیں جس میں آیات مبارکہ یا احادیث لکھی ہوتی ہیں جن کی بے حرمتی کے مرتکب آپ لوگ بھی ہوتے ہیں اس سے بچیں اللہ پاک میرا اور آپ سب کا حامی وناصر ہو)

حل شدہ امتحانی پرچہ (گیس پیپر) کورس کوڈ : 3900

سیرت طیبہ سطح : بی ایس پروگرام

سوال نمبر 1۔رسول کریم ﷺ پر وحی کی ابتداء کیسے ہوئی؟ نیز وحی کی اہمیت وضرورت پر نوٹ تحریر کریں۔

جواب۔وحی کی ابتداء: حضور اکرم ﷺ بچپن سے ہی منفرد اوصاف کے مالک تھے آپ ﷺ منصب نبوت سے سرفراز ہونے سے پہلے ہی بت پرستی کو مناسب خیال نہیں کرتے تھے اور ایسی لغو عادات سے نفرت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا بچپن اور شباب ایسے ماحول میں جہاں ہر طرف مکر وفریب اور جھوٹ پھیلا ہوا تھا اس طرح گزارے کہ آپ ﷺ کے دشمن تک اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ آپ ﷺ صادق اور امین ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے تجارت اور لین دین کے معاملات میں بھی اپنی ایماندارانہ حیثیت کو منوایا۔ آپ ﷺ کو سچے خواب آنے لگے یعنی آپ ﷺ جو خواب دیکھتے وہ سچ ہو جاتا پھر آپ ﷺ مکہ کے قریب ایک پہاڑی کی غار (حرا) میں جا کر اپنے رب کی تسبیح وتعریف میں مصروف رہنے لگے اور کئی کئی دن آپ ﷺ واپس گھر تشریف نہ لاتے۔ آپ ﷺ کی ذات مقدسہ میں انقلاب کے بعد انقلاب آتا رہا۔ پھر ایک رات اچانک رحمت کی برکھا برسنی شروع ہوئی۔ روح الامین جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر غار حرا میں ظاہر ہوئے حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا پڑھیے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے پھر سینے سے لگایا اور چھوڑ دیا۔ پھر وہی عرض کیا پڑھیے آپ ﷺ نے وہی جواب دیا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو سینے سے لگایا اور چھوڑ دیا پھر عرض کیا پڑھیے آپ ﷺ نے وہی جواب دیا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تیسری بار پھر سینے سے لگا کر زور سے دبایا اور چھوڑ دیا پھر عرض کیا۔

اقراء باسم ربك الذى خلق ٥ خلق الانسان من علق ٥ اقراء و ربك اكرم ٥ الذى علم با لقلم ٥ علم الانسان مالم يعلم ٥(سورة العلق ١ ـ ٥)

ترجمہ: ”اے محبوب تم اپنے رب کے نام کی برکت سے قرآن پڑھو جس نے تمام (خلق) کو پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹکی سے پیدا کیا پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے کہ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو وہ سکھایا جو نہ جانتا تھا۔“

یہ عظیم واقعہ 27 رمضان المبارک ۴۱ میلاد النبی ﷺ مطابق ۱۶ اگست ۶۱۰ء کو مکے میں غار حرا میں پیش آیا۔ اللہ کی حکمت بالغہ یہی تھی کہ آپ ﷺ دنیا میں کسی سے نہ پڑھیں اور اللہ خود آپ ﷺ کو پڑھائے چنانچہ قرآن میں اس سعادت کا یوں اعلان فرمایا۔

﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى﴾ ترجمہ اے محبوب اب ہم تمہیں قرآن پڑھائیں گے۔ پس تم نہ بھولو گے۔

نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا اور وہ کچھ پڑھا دیا اور وہ کچھ سکھا دیا جو کسی نے نہ پڑھا اور نہ سیکھا تھا تربیت پانے والے کی عظمت کا اندازہ تربیت دینے والے کی عظمت سے ہوتا ہے کس شان کا وہ پڑھانے والا اور کس شان کا وہ تربیت پانے والا۔

وحی کی اہمیت اور ضرورت:۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو وہ بعض چیزوں کے بارے میں فطرت کی طرف سے ہدایت لے کر پیدا ہوتا ہے۔ ایک نوزائیدہ بچے کو بھی بھوک کی کیفیت اور اسے دور کرنے کا طریقہ بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ فطری طور پر بعض باتوں کا علم رکھتا ہے۔ پھر بہت سی باتیں انسان اپنے حواس سے معلوم کرتا ہے۔ مثلاً وہ محسوسات کے بارے میں دیکھ کر سن کر چکھ کر سونگھ کر اور چھو کر بہت کچھ جان جاتا ہے۔ جو چیزیں محسوسات کے زمرے میں نہیں آتیں ان کے بارے میں انسانی عقل اسکی رہنمائی کرتی ہے۔ گویا انسان کے اندر اللہ نے تین رہنما رکھے ہوئے ہیں۔

فطرت، حواس اور عقل۔ لیکن بہت سی باتیں ایسی ہیں۔ جن تک عقل کی رسائی بھی نہیں ہوتی۔ مثلاً انسان ہزاروں برس سے یہ جاننا چاہتا ہے کہ کائنات کیا ہے؟ زندگی کیا ہے؟ انسان کا آغاز وانجام کیا ہے؟ اگر اس کائنات کا کوئی خالق ہے تو اس سے رابطہ پیدا کرنے کی صورت کیا ہے؟ سکون قلب کیسے اور کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے؟ یہ ایسے سوالات ہیں کہ ہزار ہا سال کی کوشش کے باوجود انسانی عقل ان کے جواب مہیا نہیں کر سکی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ انسان کو اس معاملے میں اللہ کی مدد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انہی سوالات کا جواب دینے کے لئے اللہ نے کچھ برگزیدہ بندوں کو منتخب کیا ہے جن کی زبان سے گفتگو کرتا ہے اور اسی کا نام وحی ہے۔ جب انسان اپنی بے پناہ عقلی ترقی کے باوجود قدم قدم پر خدائی ہدایات کا محتاج ہے تو ضرورت تھی کہ اللہ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ نے یہ انتظام کیا اور اسی کا نام نبوت یا رسالت رکھا۔

سوال نمبر 2: واقعات سے ثابت کریں کہ نبوت سے ملنے سے پہلے بھی آنحضور ﷺ کی شخصیت مکہ میں ممتاز تھی۔

جواب۔ اللہ نے آپ ﷺ کو اپنا آخری نبی بنا کر بھیجا تھا اس لئے آپ کی پوری پوری حفاظت فرمائی۔ جسطرح قرآن کی حفاظت فرمائی دنیا تاریکی میں ڈوبی ہوئی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ،بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

تھی۔مگر آپ ﷺ کو تاریکی سے دور رکھا گیا کیوں کہ آپ ﷺ کو نور بنا کر بھیجا گیا۔معاشرے میں آپ ﷺ کو اتنا ممتاز کر دیا گیا کہ لوگ آپکو صادق وامین کہنے لگے آپ ﷺ کے اخلاق کو اتنا بلند بنایا گیا کہ جو آپ ﷺ کو دل کی آنکھوں سے دیکھتا آپ ﷺ کا ہو جاتا اور آپ ﷺ کو اتنا حسین اور خوبصورت بنایا گیا کہ گویا بقول صحابی حضرت حسان بن ثابت آپ نے جس طرح چاہا اسی طرح آپ ﷺ کو بنایا گیا۔

جاہلیت کی برائیوں سے دوری: آپ ﷺ کا بچپن اور جوانی ایام جاہلیت میں گزرے مگر آپ ﷺ کا رنگ سب سے الگ اور جداگانہ تھا۔آپ ﷺ اپنے ہم وطنوں کے رنگ میں نہ رنگے گئے۔ بلکہ اپنا الگ رنگ جمایا۔زندگی میں دو نازک موقعے آئے مگر اللہ نے آپ ﷺ کو بالکل محفوظ رکھا۔آپ ﷺ نے نہ ساز و سرور کی آواز سنی نہ کسی بت کو ہاتھ لگایا۔پورا معاشرہ برائیوں میں ملوث تھا مگر آپ ﷺ ہر برائی سے دور رہے۔نہ کبھی بتوں کے نام کی قربانی کا گوشت کھایا۔اس معاشرے میں لڑکیوں کو زندہ دفن کیا جاتا۔آپ ﷺ لوگوں کا ایسا کرنے سے منع فرماتے اور لڑکیاں لیکر خود پرورش فرماتے آپ ﷺ کسی لہو ولعب میں مبتلا نہ ہوئے۔

حضرت علیؓ سے ایک مرتبہ خود آپ ﷺ نے فرمایا۔میں نے کبھی ایسی برائی کا ارادہ بھی نہیں کیا جسکا زمانہ جاہلیت میں لوگ ارتکاب کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے مجھے منصب نبوت سے سرفراز فرمایا۔

لقب صادق وامین: ہمارے معاشرے سے امانت اور دیانت داری ایسے نکل گئی ہے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔مگر یہی وہ خوبی ہے جس سے اقوام و افراد پہچانے جاتے ہیں۔آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنی دیانت داری سے دوست دشمن کے دل میں گھر کیا اور ۲۵ سال کی عمر میں معاشرے میں وہ وقار حاصل کر لیا کہ سب نے ایک زبان ہو کر آپ ﷺ کو امین کا لقب دیا اور پھر آپ ﷺ کی امانت داری پر پورا پورا بھروسہ کیا۔حضرت خدیجہ نے اسی امانت داری کی وجہ سے لاکھوں روپے کا سامان دے کر آپ ﷺ کو تجارت کی مہم پر روانہ کیا۔اور آپ ﷺ کی امانت داری ہی تھی جس سے متاثر ہو کر نکاح کا پیغام بھجوایا۔جبکہ کئی سرداران قریش کی نکاح کی خواہش آپ رد کر چکی تھیں۔ تعمیر کعبہ کے موقع پر آپ ﷺ کی امانت داری کی وجہ سے اسلام قبول کیا کہ جو شخص دنیاوی معاملات میں جھوٹ اور خیانت سے کام نہیں لیتا وہ اللہ پر جھوٹ کیسے باندھ سکتا ہے اور اس کے پیغام میں کیسے خیانت کر سکتا ہے۔آپ ﷺ پر اعتماد اس حد تک تھا کہ دشمنوں سے مخالفت اور جنگ جاری تھی۔مگر ان کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھی تھیں۔چنانچہ جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو انہی دشمنوں کی خاطر حضرت علیؓ کو مکہ میں چھوڑا کہ جس جس کی امانت ہو وہ اس تک پہنچا دی جائے۔آپ ﷺ نے اپنے مال و اسباب کی کچھ پرواہ نہ کی۔وہ جاتا ہے تو جائے مگر امانتیں ضائع نہ ہوں۔یہ تھی آپ ﷺ کی کمال دیانت داری و امانت داری۔آپ ؐ کی سچائی اور صداقت کا یہ عالم تھا کہ بعثت سے قبل ایک روز ایک شخص نے وعدہ کیا کہ میں ابھی آتا ہوں آپ انتظار کریں۔وہ وعدہ بھول گیا اور اپنے کام میں لگ گیا تین دن بعد یاد آیا تو فوراً دوڑا دوڑا آیا، کیا دیکھتا ہے کہ آپ وہیں کھڑے ہیں جہاں کھڑا رہنے کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔یہ تھا وعدے کی پاس اور قول کا لحاظ۔

اخلاق حسنہ: آپ ﷺ کے اخلاق بہت بلند تھے۔صحابہ نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کے عادات و اخلاق کے بارے میں کچھ بتائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ قران سب کا آئینہ مصطفیٰ ہے۔قران آپ ﷺ کے اخلاق کو یوں گواہی دے رہا ہے کہ آپ ﷺ اخلاق کی اعلیٰ ترین بلندیوں پر فائز ہیں۔خود آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو مکمل کر دوں۔آپ ﷺ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ جنہوں نے آپ ﷺ کو قریب سے دیکھا اور پرکھا تھا۔وہ اس طرح عقیدت پیش کرتی ہے ''خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔کیونکہ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں روزگار مہیا کرتے ہیں، مہمانوں کی خاطر مدارات کرنے اور مصائب و مشکلات میں لوگوں کی مدد فرماتے ہیں۔

آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ کا اعتراف تو اغیار کو بھی ہے چنانچہ تھامس کارلائل اس الزام کی رد کرتے ہوئے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے لکھتا ہے کہ نہیں بلکہ اخلاق محمدی ﷺ نے سارے عالم کو اپنا گرویدہ بنایا۔اور جزیرہ نمائے عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔

سوال نمبر 3۔غیر مسلم اہل علم سیرت نبوی ﷺ پر کیوں توجہ دیتے ہیں؟ نیز یہ بتائیں کہ ایک مسلمان کے لیے مطالعہ سیرت کیوں ضروری ہے؟

غیر مسلم اور مطالعہ سیرت: مسلمانوں کے لئے تو مطالعہ سیرت قرآن اور حدیث کی روح سے ایک اہم دینی فریضہ ہے۔تاہم غیر مسلم اہل علم بھی آپ ﷺ کی مکی اور مدنی دور کی زندگی کے عروج کو دیکھ کر آج بھی آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنے پر مجبور ہیں تاکہ وہ بھی ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر دنیاوی لحاظ سے عروج پائیں۔ابتداء میں مطالعہ سیرت مسلمانوں کی غرض وغایت الگ ہے۔جبکہ غیر مسلمان کا سیرت نبوی پر توجہ دینا دو وجہ سے ہے۔

پہلی وجہ: غیر مسلموں کا رسول پاک ﷺ کے حالات زندگی معلوم کرنا وہ کون سی تعلیمات یا اصلاحات تھیں ہجری کہ تقریباً ۲۳ برس کے مختصر عرصے کے اندر دنیا میں ایک ایسا انقلاب برپا کر ایا تھا جسکی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔کہ جس ھادی نے عرب اقوام کی ناگفتہ بہ حالت کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ عرب کے چرواہوں کو ایک معزز مدرس بنا دیا۔علاقوں کا گورنر اور قوم کے لئے اچھے رہبر اور حکمران بنا دیا۔

دوسری وجہ: غیر مسلم اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف بغض وحسد کے اظہار کے لیئے بھی مطالعہ سیرت کو ایک ذریعہ بناتے ہیں۔اور واقعات کو توڑ مروڑ کر اپنے مقصد کی خاطر من گھڑت جواز پیش کرتے ہیں۔خود تو گمراہ ہوتے ہیں۔ساتھ دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

غیر مسلم اہل علم کا سیرت نبی ﷺ کے مطالعہ کی ضرورت واہمیت: مسلمانوں کے نزدیک سیرت نبی ﷺ کا مطالعہ دینی فریضہ ہے جب کہ غیر مسلموں کی غرض وغایت

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی، ایم فل تک تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک،ایف اے،آئی کام،بی اے،بی کام ،بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایڈ،ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی تمام اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں

اور ہے۔غیر مسلم کے لئے سیرت کا مطالعہ اس لئے ضروری ہے کہ آپ ﷺ نے کون سی تعلیمات اور اصلاحات نافذ کیں جنکی بنا پر ایک مختصر سے عرصے میں عربوں کی حالت بدل کر رکھ دی اور ایک ایسی امت تیار کی جس کی شاندار کارنامے مورخین عالم کے لئے نہایت دلچسپ ہیں۔

تاہم وہ کون سی تعلیمات و اصلاحات تھیں جن پر عمل کر کے آج بھی مسلمان عروج حاصل کر سکتا ہے یہ ہمیں حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کر کے ہی معلوم ہو سکتا ہے ایک مسلمان کے لئے مطالعۂ سیرت بہت ضروری ہے:

مسلمان اور مطالعہ سیرت: ایک مسلمان کے لئے آپ ﷺ کو آخری نبی ماننا بنیادی عقائد میں شامل ہے۔اس طرح سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنا اتنا ہی ضروری ہے۔زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں ہے یعنی صبح اٹھنے سے لے کر رات سونے تک اور رات سونے سے لے کر صبح اٹھنے تک یا پیدائش سے موت تک کی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں ہمیں بحیثیت مسلم رسول ﷺ کی سیرت مطاہرہ سے رہنمائی نہ ملتی ہو تا ہم قران اور حدیث کی روح سے بھی ہم پر سیرت طیبہ پر عمل کرنا ایک دینی فریضہ بھی ہے۔اور زندگی کا نصب العین بھی۔تاہم قرآن اور حدیث کی روشنی میں الگ الگ دلائل بیان کرنے کی سعی کی جاتی ہے کہ مسلمانوں کے لئے سیرت مطالعہ کیوں ضروری ہے۔

ا۔**قرانی مطالعہ سیرت:** حدیث اور مطالعہ سیرت مسلمانوں کے لئے مطالعہ سیرت محض ایک علمی مشغلہ نہیں بلکہ ایک اہم دینی ضرورت ہے قران مجید میں اللہ نے نہ صرف رسول ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری مسلمانوں پر واجب قرار دی ہے بلکہ فرمایا گیا ہے! مسلمانو تمہارے رسول ﷺ کی ذات گرامی میں ایک اچھا نمونہ موجود ہے۔یہ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بات کو دریافت کریں کہ آپ ﷺ کی سیرت کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

ایک مسلمان کے لئے مطالعہ سیرت کی ضرورت و اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ اسلام کو درست طور پر سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کے لئے سیرت پاک ﷺ کو پیش نظر رکھنا اور پیش کرنا ضروری ہے۔آپ ﷺ کے زمانے میں خصوصاً ابتدائی دور میں لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچنے کا باعث دو ہی چیزیں تھیں۔قران اور شخصیت رسول ﷺ یعنی کلام پاک اور سیرت پاک ﷺ آج بھی ٹھیک ٹھیک مسلمان بننے کے لئے اور دوسروں کو حقیقی اسلام سمجھانے کے لئے ان دو چیزوں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔دراصل یہ دونوں ایک ہی چیزیں ہیں اس لئے کہ رسول ﷺ قرانی تعلیمات کا بہترین عملی نمونہ ہیں آپ ﷺ نے کسی ایسی بات کی تعلیم نہیں دی جس پر خود عمل کر کے نہ دکھا دیا ہو۔

سوال نمبر4۔ میثاقِ مدینہ کی شقیں اور اُس کے اثرات تحریر کریں۔

جواب۔ میثاق مدینہ: مدینہ کے یہودی بڑے دولت مند تھے۔انہوں نے اپنی حفاظت کے لیے مدینہ کے اطراف میں چھوٹے چھوٹے مضبوط قلعے بنائے ہوئے تھے۔یہودی بڑے بزدل تھے اور کم ہمت تھے۔لیکن دوسروں کو لڑانا اور سازشیں کرنا ان کا فطری رجحان تھا۔ان کا مقصد یہ تھا کہ انصار مدینہ باہم لڑتے جھگڑتے رہیں۔چنانچہ آنحضرت نے اپنی دوررس نگاہوں سے مدینہ کے حالات کا جائزہ لیا اور سب سے پہلے کام یہ کیا کہ مدینہ کے یہودیوں سے تحفظ امن کی خاطر ایک معاہدہ لکھوایا جو 52 صفحات پر مشتمل ہے اس معاہدہ کو''صحیفہ مدینہ'' یا ''میثاق مدینہ'' کہتے ہیں۔

یہ آپ ﷺ کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ کی ریاست کو منظّم طریقے سے چلانے کے لئے مقامی آبادی سے میثاق مدینہ جیسا عظیم معاہدہ فرمایا جس میں مسلمانوں کے علاوہ مدینہ کے مشرکین و یہود بھی شامل ہوئے۔

اس معاہدے کی اہم شقیں مندرجہ ذیل ہیں:

میثاق مدینہ کی شقیں:

میثاق مدینہ کی شرائط حسب ذیل ہیں۔

(1) مدینہ کے سب لوگ امن و امان سے رہیں گے۔اور امن و امان کے قیام میں برابر کے شریک ہوں گے۔

(2) سب شرکائے معاہدہ ایک جماعت ہوں گے۔

(3) بیرونی حملہ کی صورت میں دونوں فریق مل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔

(4) فریقین ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

(5) اس معاہدے کو تسلیم کرنے والے مدینہ کو حرم مانیں گے اور اس میں فساد نہیں کریں گے۔

(6) وہ ایک دوسرے سے نیک نیتی، خیر خواہی اور بھلائی سے پیش آئیں گے۔

(7) اہل ایمان مقروض مسلمانوں کی مدد کریں گے۔

(8) اگر مسلمانوں میں کوئی شخص ظلم و تعدی کا مرتکب ہوگا تو سب نیک دل انسان اس کی مخالفت کریں گے۔

(9) کوئی فریق قریش کو پناہ نہیں دے گا۔

(10) ایک فریق کے حلیف دوسرے کے بھی حلیف سمجھے جائیں گے۔

(11) فریقین کے مابین جھگڑے کی صورت میں رسول کریمؐ کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

(12) فریقین کو اپنی مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔
(13) ہر گروہ اپنے اپنے محلّہ کے امن وضبط کا ذمہ دار ہوگا۔
(14) دانستہ قتل کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا۔
(15) ہر مجرم اپنے جرم کا وبال خود اٹھائے گا۔ اس کا حلیف ذمہ دار ہوگا۔
(16) مشترکہ جنگوں میں یہود اور مومنین کے اخراجات مشترکہ ہوں گے۔

میثاق مدینہ کے اثرات: رسول پاک ﷺ نے مقامی آبادی سے جو معاہدہ فرمایا اسے سیاسی زبان میں دستور کہہ سکتے ہیں۔ بلا شبہ یہ دنیا کا پہلا دستور ہے اس میں شامل جماعتوں نے خوشی سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔

اس معاہدہ کے اہم نتائج درج ذیل ہیں:

نمبر ا: اللہ کی حاکمیت کا قیام: مدینہ کے اس نئے منظّم معاشرے میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہوگئی اور اس کے قانون کو بنیادی اہمیت حاصل ہوگئی۔

نمبر ۲: سیاسی، قانونی وعدالتی اختیار: سیاسی، قانونی، عدالتی لحاظ سے آخری اختیار حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ میں آگیا۔

نمبر ۳: دفاعی لحاظ سے مضبوط مدینہ: دفاعی لحاظ سے مدینہ اور اس کے آس پاس کی پوری آبادی ایک متحدہ طاقت بن گئی اور دفاعی لحاظ سے بھی مرکزی اور فیصلہ کن اختیار آپ ﷺ کے پاس آگیا۔

نمبر ۴: باضابطہ اسلامی ریاست کا قیام: اس دستوری معاہدہ سے باضابطہ طور پر اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا۔

سوال نمبر 5۔ 5 ہجری کے اہم واقعات تفصیل سے تحریر کریں؟

جواب: 5 ہجری کے اہم واقعات

پانچ ہجری کے اہم واقعات درج ذیل ہیں:

1۔ غزوۂ بنو المصطلق (شعبان 5 ہجری): اُس پُر آشوب دور میں ایک فتنہ ختم ہوتا تھا تو دوسرا کھڑا ہو جاتا تھا آپ اب اصلاحی تعمیری تعلیمی اور تربیتی سرگرمیوں میں مشغول ہوئے تھے کہ بنو المصطلق کی طرف سے بغاوت کی خبریں آنے لگیں۔ پھر حضرت زید بن خصیب کے ذریعے سے اس بات کی تصدیق ہوئی کہ واقعی وہ لوگ مدینہ پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ یہ لوگ پانی کے ایک چشمے مریسیع کے کنارے آباد تھے۔ آپ ﷺ کو خبر ملتے ہی آپ ﷺ نے خود تیاریاں شروع کر دیں اور زید بن حارث کو مدینہ میں قائم مقام بنا کر بہت تیزی سے اور خفیہ طریقے سے پیش قدمی فرمائی۔ جس سے دشمن مرعوب ہوگیا اور اکثر لوگ تو بھاگ گئے البتہ ایک گروہ نے مقابلہ کیا اور تیر اندازی کی اس کے نتیجے میں خود انہیں کے دس آدمی مارے گئے جبکہ چھ سو کے قریب جنگی قیدی ہوئے اور مال غنیمت دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں بعد میں آپؐ نے بنو معطلق کے رئیس کی بیٹی حضرت جویریا سے نکاح کر لیا جس کے نتیجے میں تمام قیدی بھی رہا کر دیئے گئے۔ یہ لڑائی ایک معمولی لڑائی تھی لیکن بعض ایسے واقعات ہوئے جن کی وجہ سے اسے دیر پا یاد رکھا جاتا ہے۔ اس جنگ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ غنیمت کے لالچ میں بہت سے منافقین بھی شامل ہوگئے۔ یہ لوگ ہر وقت فساد پھیلانے کی فکر میں رہتے تھے۔ ایک دن چشمے سے پانی لینے پر ایک مہاجر اور ایک انصاری میں جھگڑا ہو گیا انصاری نے عرب کے قدیم طریقے پر انصار کو مدد کے لیے پکارا، جسکے جواب میں مہاجر نے اپنے باقی مہاجر بھائیوں کو نعرہ لگا کر خبر کی۔ یہ نعرے سن کر قریش و انصار نے تلواریں نکال لیں۔ قریب تھا کہ جنگ چھڑ جائے لیکن چند لوگوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا عبداللہ بن ابی جو منافقین کا سردار تھا اسے موقع ہاتھ آیا اس نے انصار سے کہا کہ تم نے خود مصیبت مول لی ہے مہاجرین کو تم نے اتنا دیا کہ اب وہ تم سے برابر کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اب بھی وقت ہے مدد سے ہاتھ کھینچ لو، وہ خود یہاں سے نکل جائیں گے اُس نے یہ بھی کہا کہ "مدینے پہنچ کر عزت والے (یعنی انصار) ذلت والوں (مہاجرین) کو نکال دیں گے"۔ یہ واقعہ لوگوں نے حضور ﷺ سے آکر بیان کیا عبداللہ بن ابی کو راز کھل جانے کا علم ہوا تو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قسمیں کھا کر مکر گیا آپ ﷺ نے سیاسی مصلحت اور فطری حلم کی بناء پر اُسے معاف کر دیا۔

واقعۂ افک: واقعہ افک یعنی حضرت عائشہؓ پر منافقین نے جو تہمت لگائی وہ اس لڑائی سے واپسی پر پیش آیا تھا۔ حضرت عائشہؓ جیسی بے گناہ معصوم اور پاکیزہ خاتون پر منافقین نے بدکاری کا الزام لگایا اور اپنی چرب زبانی سے کئی مسلمانوں کو بھی اس میں شامل کر لیا۔ ایک ماہ تک وہ اس من گھڑت واقعہ کا چرچا کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں ان کی برات کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی اس فتنے میں پڑنے والوں کے لیے سزا مقرر کی جو بعد میں کسی ایسے واقعہ پر دی جاسکتی ہے۔ بغیر دیکھے بھالے محض سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے اسے آگے پھیلانا کس قدر خطرناک بات ہے اس کا اندازہ اسی ایک واقعے سے ہو جاتا ہے۔

غزوۂ خندق یا جنگ احزاب (ذیقعد 5 ہجری): اگرچہ اُحد کے مقام پر قریش نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا تھا اور وہ کہتے تھے کی ہم نے بدر کی شکست کا بدلہ لے لیا ہے لیکن پھر بھی وہ جانتے تھے کہ اسلام مدینے میں اب بھی ترقی کر رہا ہے اور انکا اصل مقصد یعنی اسلام کی اشاعت کو روکنا پورا نہیں ہوا۔ اس لیے وہ حسد کے مارے جل رہے تھے۔ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے دوسری بڑی وجہ یہ تھی کی مسلمانوں کا اثر و رسوخ مدینہ سے نکل کر دور دور تک پھیل گیا تھا۔ جسکی وجہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سے شام مصر جانے والے بڑے بڑے تجارتی راستے پر ان کا اختیار تھا اور قریش کو بہت مالی نقصان اُٹھانا پڑا تھا۔ مدینہ کے جو یہودی قبائل اپنی ہی بداعمالیوں کی وجہ سے جلاوطن کر دیئے گئے تھے وہ مشرکین مکہ سے مل گئے اس کے علاوہ بھی مکہ کے آس پاس کے قبیلے قریش سے مل گئے ایک بہت بڑا لشکر تیار ہو گیا اور 2 سال تک مسلسل جنگ کی تیاری کے بعد مدینے پر حملے کے لیے روانہ ہوئے۔ حضورﷺ کو جب ان تیاریوں کا علم ہوا تو صحابہ کو مشورے کے لیے بلایا گیا۔ اتنی بڑی تعداد کے مقابلے میں کھلے میدان میں لڑنا بہت مشکل تھا۔ اس لیے حضرت سلمان فارسیؓ نے رائے دی کہ ایران کے دستور کے مطابق شہر کے گرد خندق کھود کر اندازہ کر کے دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ آپﷺ نے اس تجویز سے اتفاق رائے فرمایا اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شہر کے گرد چکر لگا کر فوجی اہمیت کے مقامات کا جائزہ لیا آخر طے پایا کہ عورتوں بچوں مویشیوں اور قیمتی سامان وغیرہ کو ان گڑھوں میں منتقل کر دیا جائے جو مدینہ میں بکثرت تھے۔ اس مدینہ کے تین اطراف میں باغات اور محلے تھے جن کی حد بندی دیواروں سے کی جاتی تھی۔ اس طرح دشمن کے اُس طرف سے حملے کا خطرہ نہیں تھا، صرف شمالی حصہ کھلا تھا اس لئے اس طرف نیم دائرہ نما خندق کھودی گئی۔ اس کی تیاری میں حضورؐ نے صحابہؓ کے ساتھ مل کر حصہ لیا، مٹی کھودی، پتھر ڈھوئے اور بھوک پیاس کی شدت برداشت کی۔ دشمن کا لشکر جب مدینہ کے قریب پہنچا تو خندق دیکھ کر حیران رہ گیا اہل عرب کے نزدیک یہ نئی چیز تھی آخر وہ دوسری جانب ٹھہر گئے۔ مسلمانوں کے مختلف گروہ باری باری پہرہ دیتے تھے۔ کبھی کبھی دشمن خندق کے زیادہ نزدیک آنے کی کوشش کرتے تو تیراندازی کی جاتی تھی۔ کبھی کوئی خندق کو پھلانگنے کی کوشش کرتا تو تلوار کے حملے سے اسے جان سے مار دیتے تھے۔

بنو قریظہ کی بدعہدی: میثاقِ مدینہ کی رُو سے یہود اس بات کے پابند تھے کہ مدینہ پر حملے کی صورت میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر دفاع کریں شروع میں تو انہوں نے تعاون کیا لیکن جب تحویل ہو گیا تو وہ بھی غداری کرنے لگے۔ اس پر حضورؐ نے تقریباً دو سو آدمیوں کا ایک دستہ ان کے مقابلے کے لیے مخصوص کر لیا تاکہ بوقت ضرورت ان اندرونی دشمنوں سے نمٹا جا سکے۔ یہودی قبیلہ بنو قریظہ نے جب دیکھا کہ مسلمانوں سے مقابلہ آسان نہیں ہے۔ تو ایک دن ان گڑھیوں کے طرف گئے جہاں مسلمان عورتیں اور بچے تھے۔ تاکہ وہ جائزہ لے سکیں کہ ان پر کیسے حملہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک یہودی حالات کا جائزہ لینے کے لیے گڑھی میں اُترا اتفاق سے حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے اُسے دیکھ لیا وہ لکڑی کا بڑا لٹھ لے کر آئیں اور اس کے سر پر دے مارا اور وہ مر گیا جس سے یہودی خوف زدہ ہو گئے کہ شائد یہاں بھی کچھ فوج موجود ہے اس طرح وہ گڑھیوں میں حملہ کرنے سے باز رہے۔

بنو قریظہ کا خاتمہ: حضورؐ نے مدینہ آتے ہی یہود کے ساتھ معاہدہ امن کیا تھا۔ لیکن انہوں نے خود ہی اس کو توڑ ڈالا۔ اس کی پاداش میں ان کے دو قبیلے بنو قینقاع اور بنو نضیر جلاوطن کر دیئے گئے۔ جنگ احزاب میں انہوں نے بھی حصہ لیا تھا۔ اب غزوہ خندق میں بنو قریظہ نے کھل کر کفار کا ساتھ دیا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ اس کے سوا کوئی صورت نہ تھی کہ ان کے ساتھ دوٹوک بات کی جائے۔ حضورؐ نے غزوہ خندق سے فارغ ہوتے ہی حکم دیا کہ ہتھیار اتارنے سے پہلے بنو قریظہ کی طرف بڑھیں۔ اگر وہ صلح سے پیش آتے تو ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا جاتا لیکن وہ جنگ کا ارادہ کر چکے تھے اس لیے وہ قلعہ بند ہو گئے اور حضورؐ کے خلاف اعلانیہ گندی باتیں کرنے لگے۔ ایک مہینے تک ان کا محاصرہ قائم کر رہا۔ آخر انہوں نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ کو اپنا حاکم بناتے ہیں وہ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہو گا۔ حضرت سعد بن معاذ اور ان کا قبیلہ اوس بنو قریظہ کا حلیف رہ چکا تھا اس لیے ان کا خیال تھا کہ وہ ان کے حق میں فیصلہ دیں گے۔ اگر وہ حضورؐ کو اپنا حاکم بناتے تو رحمۃ اللعالمین یقیناً وہی فیصلہ فرماتے جو پہلے دو قبیلوں کے لیے کیا تھا یعنی اپنے ساز و سامان سمیت مدینہ سے نکل جائیں اب حضرت سعدؓ نے توریت کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔ یعنی توریت کا حکم تھا کہ جب دشمن صلح پر آمادہ نہ ہو اس کا محاصرہ کر کے اسے مغلوب کر لیا جائے پھر لڑائی کے قابل تمام مرد قتل کر دیئے جائیں۔ عورتیں اور بچے قیدی بنا لیے جائیں چونکہ یہ فیصلہ ان کے عقیدے کے مطابق تھا اس لیے اب اسے قبول کرنے کے سوا کوئی راستہ نہ تھا چنانچہ اس فیصلہ پر عمل کیا گیا۔ اور ان کے چار سو کے قریب مرد قتل کر دیئے گئے۔ اور عورتیں اور بچے غلام بنا لیے گئے اور ان کے مال پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

پانچویں ہجری کے دیگر اہم واقعات:

1۔ حضورؐ نے اپنے پھوپھی زاد حضرت زینبؓ سے نکاح فرمایا وہ اس سے پہلے آپﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثؓ کے نکاح میں تھیں۔ منافقین نے اس بات کو بہت اُچھالا لیکن آپﷺ کے اس عمل سے ثابت ہو گیا کہ اسلام میں منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح جائز ہے۔

2۔ معصوم عورتوں پر تہمت کی سزا مقرر ہوئی۔ بدکاری کے لیے سو کوڑوں کی سزا نازل ہوئی۔ اسی طرح شوہر یا بیوی کے پاس اگر بدکاری کا ثبوت نہ ہو تو الزام کی صورت میں ''لعان'' کا طریقہ جاری ہوا یعنی قسمیں کھانے کے بعد ہمیشہ کے لیے انہیں ایک دوسرے سے الگ کر دیا جائے۔

3۔ عورتوں کے لیے پردے کا حکم نازل ہوا۔

4۔ ظہار (بیوی کو ماں، بہن کی طرح کہنا یعنی جس طرح وہ حرام ہیں اسی طرح اسے بھی کہنا) پر ''کفارہ'' کی سزا مقرر کی۔

5۔ پانی کی عدم موجودگی میں غسل یا وضو کی حاجت کے وقت تیمّم کی سہولت دی گئی۔ 6۔ صلوٰۃ خوف و حالت جنگ میں نماز کا طریقہ بتایا گیا۔

سوال نمبر 6: محمد رسولﷺ نے دین اسلام کو عالمگیر بنانے کی کوششوں کا آغاز کیسے کیا؟ تفصیل سے تحریر کریں۔

جواب: دین اسلام کو عالمگیر بنانے کی کوششوں کا آغاز:

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے سائنس کی ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334 5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

اعلان اسلام سے لے کر صلح حدیبیہ تک ایک دن بھی رسول ؐ کو مخالفین کی مخالفت کے سبب اطمینان کا سانس لینا نصیب نہ ہوا۔ اور نہ ہی پر سکون فضاء میسر آئی کہ توحید کا پیغام اطمینان سے لوگوں تک پہنچاتے۔ اس کے باوجود اسلام کا حلقہ اثر روز بروز وسیع ہوتا گیا۔ چنانچہ 6ھ تک عرب کا اکثر حصہ دائرہ اسلام میں آ چکا تھا۔ اب صلح حدیبیہ کی حیثیت سے مسلمانوں کے لیے قریش سے دس سالہ امن کا سمجھوتہ ہو جانے کا مطلب ان کی طرف سے ایک مستقل اور حقیقی خطرے کا ٹل جانا اور جزیرہ نمائے عرب کی تسخیر کی راہ ہموار ہو جانا تھا۔ چنانچہ ادھر سے فراغت ملتے ہی آپؐ نے اپنے رسالتی مشن کی تکمیل یعنی دین اسلام کو عالمگیر بنانے کی خاطر اسے بیرونی دنیا سے روشناس کرانے کی کوششوں کا آغاز کر دیا۔

آپؐ تمام بنی نوع انسان کے لیے پیغمبر اور عتام جہانوں کے لیے رحمت بن کر مبعوث ہوئے تھے۔ یہ زمانہ بادشاہت، سرمایہ داری، سرداری اور جاگیرداری کا تھا۔ لہٰذا اس عہد کے عوام کا دین مملوک ہوتا تھا۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے وسائل اور حالات کے مطابق شہنشاہوں اور ان کے احکام اعلیٰ کو دعوت اسلام دی اور سفیروں کے ذریعے انہیں خطوط بھجوائے۔

غالباً یکم محرم 7 ہجری کا دن تھا کہ حضورؐ نے صحابہ کرام کو جمع کیا اور خطبے میں ارشاد فرمایا کہ

''اے لوگوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ دیکھو! حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی طرح اختلاف نہ کرنا۔ اٹھو اور میری طرف سے پیغام حق پہنچاؤ۔''

بعد ازاں آپؐ نے ایک ہی دن میں چھ حکمرانوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط لکھوا کر سفیروں کے ذریعے بھجوائے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

(1) حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ	قیصر روم
(2) حضرت عمرو بن امیہ الضمریؓ	نجاشی بادشاہ حبشہ
(3) حضرت عبداللہ بن حذافہ السہیؓ	خسرو پرویز شہنشاہ ایران
(4) حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ	عزیز مصر
(5) حضرت سلیط بن عمرو عامریؓ	روسائے یمامہ
(6) حضرت شجاع بن دھب الاسویؓ	حارث غسانی، رئیس حدود شام

ان میں سے ہر سفیر اس ملک یا علاقے کی زبان جانتا تھا۔ جہاں اسے بھیجا گیا تھا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا سبق دیا جائے اور شرک و بت پرستی سے پرہیز کرنے اور بری عادات کو ترک دینے کی تلقین کی گئی مثلاً ہرقل قیصر روم کے نام آپ ﷺ کے خط کا ترجمہ یہ ہے۔

مکتوبات نبوی ﷺ

ہرقل قیصر روم کے نام: بسم اللہ الرحمان الرحیم

محمد ﷺ کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور رسول ﷺ ہے۔ بنام ہرقل عظیم روم سلامتی ہے اس پر جو ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ بعد ازیں میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہو جاؤ۔ سلامت رہو گے۔ اور اللہ تمہیں دوہرا اجر دیں گے۔ اگر تم نے روگردانی کی تو تمہاری جاہل رعایا کا گناہ بھی تم پر ہو گا۔ اے اہل کتاب اختلاف اور جھگڑے کی ساری باتیں چھوڑ کر اس بات پر آ جاؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں طور پر مسلم ہے۔ یعنی اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں کسی ہستی کو اسکا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنائے گا۔ پھر اگر اصول سے روگردانی کرو تو گواہ رہنا کہ ہم اللہ کے فرمانبردار بندے ہیں۔

آپ ﷺ کا مکتوب گرامی حضرت دحیہ کلبیؓ نے امیر بصریٰ کی وساطت سے قیصر روم ہرقل کو دیا جو ان دنوں ایران کے کسریٰ کو شکست دینے کی خوشی میں بیت المقدس میں سجدہ شکر ادا کرنے گیا ہوا تھا۔ ہرقل نے خط سن کر اہل دربار سے دریافت کیا کہ مدعی نبوت کی قوم کا کوئی شخص اس شہر میں موجود ہو تو اسے حاضر کرو۔ قریش مکہ کی ایک جماعت کو جو کاروبار کے سلسلے میں وہاں گئی ہوئی تھی دربار میں پیش کیا گیا۔ ہرقل نے امیر جماعت ابوسفیان سے آپ ﷺ کے متعلق مختلف سوالات پوچھے۔ ابوسفیان کا بیان ہے کہ اسے خوف ہے کہ اپنے ساتھیوں کی موجودگی میں جھوٹ بول کر بدنام نہ ہو جاؤں مجھے مجبوراً آپ ﷺ کے متعلق سچ بولنا پڑا۔

انکے سوال و جواب کا خلاصہ یہ ہے۔

محمد ﷺ عالی نسب ہیں۔ آپ ﷺ کے خاندان میں نہ کوئی بادشاہ گزرا ہے۔ اور نہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ دعویٰ نبوت سے پہلے آپ ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ کی پیروی کمزور لوگ کرتے ہیں۔ جن کی تعداد گھٹتی نہیں بڑھتی جاتی ہے۔ جنگ میں کبھی ہم کبھی آپ ﷺ غالب رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے کبھی عہد شکنی نہیں کی۔ لیکن حال ہی میں ہم نے آپ ﷺ سے معاہدہ کیا دیکھیں آپ ﷺ کیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیم ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔ اور کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ، نماز پڑھو، پاک دامنی اختیار کرو، سچ بولو، صلہ رحمی کرو۔ اس گفتگو کے بعد قیصر نے کہا تم نے شریف النسب بتایا۔ پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندانوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ تم نے کہا کہ اس کے خاندان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ خاندانی خیال کا اثر ہے۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ اس

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کے خاندان میں کوئی بادشاہ نہیں گزرا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اسے بادشاہت کی ہوس ہے۔تم مانتے ہو کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جو شخص آدمیوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا پر کیونکہ جھوٹ باندھ سکتا ہے۔تم کہتے ہو کہ کمزوروں نے اس کی پیروی کی ہے۔پیغمبروں کے ابتدائی پیروکار ہمیشہ غریب لوگ ہی ہوتے ہیں۔تم نے تسلیم کیا کہ اس کا مذہب ترقی کرتا جاتا ہے۔ سچے مذہب کا یہی حال ہے۔ کہ بڑھتا جاتا ہے۔تم تسلیم کرتے ہو کہ اس نے کبھی فریب نہیں کیا۔ پیغمبر کبھی فریب نہیں کرتے۔تم کہتے ہو کہ وہ نماز، پرہیز گاری اور پاکیزگی کی ہدایت کرتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو میری قدم گاہ تک اس کا قبضہ ہو جائے گا۔ہم یہ تو مانتے ہیں کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔لیکن اس کا علم نہیں کہ اس کا ظہور تم لوگوں میں سے ہوگا۔اس نے عقیدت کا اظہار بھی کیا لیکن اسلام نہ لایا۔ کیونکہ اس کی گفتگو سن کر اہل دربار سخت برہم ہو چکے تھے۔اس دعوت کا فائدہ یہ ہو کہ تحریک اسلام کو شاہی دربار میں اپنے اظہار کا اور اہل دربار سے اپنے آپ کو متعارف کرانے کا کا موقع مل گیا۔ یہ ایک اہم تاریخی واقعہ تھا۔اس کا چرچا ہونا تھا اور خوب ہوا۔

کسریٰ، شاہ فارس کے نام:۔آپ ﷺ کا دوسرا خط شاہ فارس کسریٰ پرویز کے نام تھا۔اس نے خط سنا تو غصے سے آگ بگولا ہو گیا۔اور اسے چاک کر کے پرزے پرزے کر دیا۔لیکن تھوڑے عرصے کے بعد وہ خود ہلاک ہو گیا۔اور پھر اسکی سلطنت کے پرخچے اڑ گئے۔ دراصل آپ ﷺ پیغمبر خدا تھے۔اور آپ ﷺ کے خط کا وہ اسلوب پیغمبرانہ تھا۔اس لئے سرنامے پر آپ ﷺ کا پھر شہنشاہ ایران کا نام لکھا ہوا تھا۔اسنے اپنی توہین سمجھا۔اور فوراً دائی یمن کو حکم دیا کہ وہ حجاز سے مدعی نبوت کو گرفتار کر کے دربار میں حاضر کرے۔ دائی یمن نے دو اہل کاروں کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا۔انہوں نے بارگاہ رسالت میں پہنچ کر آپ ﷺ کو ایران چلنے کو کہا اور دھمکی دی کہ انکار کی صورت میں شہنشاہ ایران مدینہ پر چڑھائی کر دے گا۔آپ ﷺ نے ایلچیوں سے فرمایا کہ تمہیں کل تمہارے پیغام کا جواب دیا جائے گا۔وہ لوگ دوسرے روز آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔کہ تم مجھے اپنے بادشاہ کے پاس کیا لے کر جاؤ گے وہ قتل ہو چکا ہے۔البتہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے پایہ تخت تک ضرور پہنچے گی۔وہ لوگ واپس ہوئے یمن جا کر انہیں معلوم ہوا کہ خسرو پرویز کے فرزند نے اسے قتل کر دیا ہے اور حکومت پر قبضہ کر لیا ہے۔ دائی یمن اپنے آدمیوں سے رسول ﷺ کے حالات سنے تو اسے اسلام سے دلچسپی ہوگئی اور اس نے آپ ﷺ کی عادات وفضائل اور تعلیمات کے بارے میں سوال کئے اور پوری تسلی کے بعد مسلمان ہو گیا۔

نجاشی شاہ حبشہ کے نام:۔آپ ﷺ کا تیسرا خط نجاشی شاہ حبشہ کے نام تھا وہ مذہباً عیسائی تھا اور پہلے ہی مسلمانوں کا ہمدرد اور اسلام سے واقف تھا۔دو بار مسلمانوں نے کفار کے مظالم سے نجات پانے کے لئے حبشہ ہجرت کی۔وہاں کے حکام نے ان کی دلجوئی کی آپ ﷺ کا خط ملتے ہی نجاشی مسلمان ہو گیا۔اس کے انتقال پر آپ ﷺ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

مقوقس حاکم مصر کے نام:۔ مصر مشرقی قومی سلطنت کا ایک نیم خودمختار حصہ تھا اس کا حاکم مقوقس کہلاتا تھا۔حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ آپ ﷺ کا پیغام مبارک لے کر گئے۔اس نے اسلام قبول نہ کیا مگر اسلام اور آپ ﷺ سے متعلق کلمات خیر کہے۔اور آپ ﷺ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔

ھوزہ حاکم ہمامہ کے نام:۔آپ کا ایک اور خط حاکم ہمامہ کے نام تھا جسے حضرت سلیط بن عمر لے کر گئے۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بن محمد رسول ﷺ والی ہورہ بن علی ۔سلامتی ھوا سیر جو ہدایت کی پیروی کرے جان لو کہ میرا دین وہاں تک پھیلے گا جہاں تک چوپائے اور گھوڑے جا سکتے ہیں۔اسلام پھیلے گا جہاں اور جو علاقہ تمہارے ماتحت اسے تمہارا بتا دیں گے۔

ہوزہ نے آپ ﷺ کے قاصد کو بڑے احترام سے دربار میں بٹھایا اور خط کے جواب میں آپ ﷺ کو لکھوا بھیجا۔کتنی اچھی اور حسین بات ہے۔جس کی طرف آپ ﷺ بلاتے ہیں۔عرب میرے رتبے کی عزت کرتے ہیں اختیارات مجھے تجویز کیجئے۔

منذر، حاکم شام کے نام:۔شام کا حاکم بن حارث پہلے تو خط پڑھ کر بہت بگڑا اور کہا کہ میں خود مدینے پر حملہ کروں گا۔بعد میں سفیر کو اعزاز سے نوازا مگر مسلمان نہ ہوا۔

دیگر امراء کو دعوت اسلام:۔عثمان میں سفیر اور عبد نام کے دو بھائی برسر اقتدار تھے۔عمرو بن العاصؓ ان کے پاس بھیجے گئے۔سفیر اسلام کے ساتھ بہت غور وخوض کے بعد دونوں بھائی اسلام لے آئے۔اور ان کے اثر سے رعایا کا اکثر حصہ بھی مسلمان ہو گیا۔

آپ ﷺ نے ان کے علاوہ اور بھی حکمرانوں اور قبائلی سرداروں کو وقتاً فوقتاً تبلیغی خطوط لکھے اور اپنا فریضہ رسالت احسن اور موثر طریقے سے ادا کر دیا آپ ﷺ کے سچے جذبے اور لگن نے اسلام کو صرف دو عشروں میں ایک عالمگیر مذہب اور دستورِ حیات بنا دیا جس پر چل کر انسانیت فلاح پا رہی ہے اور پاتی رہے گی۔

سوال نمبر 7۔ فتح مکہ کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: **فتح مکہ رمضان المبارک 8 ہجری بمطابق جنوری 630ء**

اسباب:

(1) حق وباطل میں کشمکش: قریش مکہ مسلمانوں اور دین اسلام کو مٹانے کی ہر تدبیر آزما چکے تھے مگر کامیاب نہ ہو سکے تھے صلح حدیبیہ میں یہ شرط طے پائی تھی کہ اس دفعہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ عمرہ ادا نہ کریں بلکہ اگلے سال آئیں اور عمرہ ادا کریں۔چنانچہ جب حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ عمرہ کے لئے مکہ آئے تو قریش مکہ شہر سے باہر نکل گئے تا کہ آپ ﷺ اور مسلمانوں کو عمرہ کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں اور پھر یہ خیال کیا کہ اگر یہ لوگ عمرہ ادا کر

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اشتراکی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com
03435004551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

رہے ہیں تو کیا ہے ہمارے بت تو بیت اللہ کے اندر موجود ہیں۔

(2) مکہ کی مرکزی حیثیت: زمانہ قدیم سے مکہ معظّمہ کی ملک عرب میں سیاسی، معاشی اور مذہبی اعتبار سے مرکزی حیثیت تھی۔اسی وجہ سے قریش مکہ بیت اللہ شریف کی دیکھ بھال کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مسلسل کامیابیوں سے نوازا اور کفار مسلسل شکست خوردہ ہوئے تو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ دنیا کی یہ مرکزی عبادت گاہ یعنی کعبۃ اللہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سعادت سے بھی شرف بخشا۔

(3) کعبہ کو بتوں سے پاک کرنا: خانہ کعبہ زمین پر مسلمانوں کا قبلہ ہے۔یہ دنیا میں پہلا گھر ہے جس کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے کی اس کی تعمیر کا مقصد خدا کی عبادت کرنا تھا مگر قریش مکہ نے اس بیت اللہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے اس طرح عبادت کرنے کے یہ گھر بت پرستی اور شرک کا مرکز بنا ہوا تھا۔لہٰذا ضرورت اس امر کی تھی کہ اس اللہ کے گھر کو بت پرستی سے پاک کیا جائے اور بتوں سے پاک کر کے اس میں اللہ کی یاد کی جائے اس لئے نا گزیر تھا کہ مکہ کو فتح کیا جائے۔

(4) صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی: صلح حدیبیہ کی رو سے قریش مکہ اور مسلمانوں کو مکمل اختیار تھا کہ وہ جس فریق سے چاہیں معاہدہ کر لیں چنانچہ قبیلہ بنو بکر نے قریش کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور قبیلہ بنو خزاعہ نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کر لیا قبیلہ بنو بکر نے قریش کے ساتھ مل کر قبیلہ بنو خزاعہ پر شب خون مارا اور اس قتل و غارت گری میں قریش بھی شامل تھے۔بنو خزاعہ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مدد چاہی۔نبی کریم ﷺ نے بنو بکر اور قریش کی بد عہدی پر انہیں یہ پیغام بھیجا کہ تین شرائط میں سے ایک مان لیں:

ا۔بنو خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا ادا کریں۔

۲۔قریش بنو بکر کا ساتھ چھوڑ دیں تا کہ بنو بکر کو ان کی بد عہدی کی سزا ملے۔

۳۔یہ اعلان کر دیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ختم ہو گیا۔

اس پیغام کے جواب میں قریش مکہ نے تیسری شرط قبول کی۔جب نبی کریم ﷺ کے قاصد لوٹے تو قریش مکہ کو احساس ہوا کہ ہم نے معاہدہ توڑ کر سراسر غلطی کی ہے لہٰذا قریش مکہ نے باہم مشورہ سے ابو سفیان کو مدینہ روانہ کیا تا کہ معاہدہ کی تجدید کی جائے۔ابو سفیان حضور ﷺ کی خدمت میں تجدید معاہدہ کی درخواست لے کر حاضر ہو مگر حضور ﷺ نے درخواست قبول نہ کی اور ابو سفیان بے نیل و مرام لوٹ گیا۔

واقعات:

لشکر اسلام کی روانگی: حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا مگر اس بات کا خاص خیال رکھا کہ یہ خبر قریش تک نہ پہنچنے پائے آپ ﷺ نے دس ہزار صحابہ کرامؓ کا لشکر تیار کیا عام راستہ سے ہٹ کر طویل سفر طے کر کے مکہ معظّمہ پہنچے تو قریش مکہ بے خبر تھے رات کی تاریکی میں لشکر اسلام کے آگ جلانے سے جو روشنی ہوئی قریش مکہ دیکھ کر حیران رہ گئے آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ جا رہے تھے کہ راستہ ہی میں حضور ﷺ سے ملاقات ہو گئی وہ بھی آپ ﷺ کے لشکر میں شامل ہو گئے حضرت عباسؓ کی دلی خواہش تھی کہ مکہ کے لوگوں کو امان مل جائے اور خون ریزی نہ ہو۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے تمام لشکر کو حکم دیا کہ سب اپنے اپنے خیموں کے آگے آگ جلائیں تا کہ مکہ والوں پر خوف طاری ہو صورت حال جاننے کے لیے ابو سفیان حکیم بن حزام، بدیل بن ورقہ خزاعی مکہ سے باہر آئے۔ابو سفیان کی ملاقات حضرت عباسؓ سے ہوئی حضرت عباسؓ نے ابو سفیان کو آپ ﷺ کے لشکر کے بارے میں بتایا اور کہا کہ کل صبح مکہ پر حملہ ہو گا۔ابو سفیان نے کہا کہ اب کیا کیا جائے۔حضرت عباسؓ ابو سفیان کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے راستہ میں حضرت عمرؓ نے ابو سفیان کو دیکھا تو تلوار لے کر ابو سفیان پر لپکے۔اور حضور ﷺ سے ابو سفیان کے قتل کی اجازت چاہی۔رسول ﷺ نے ابو سفیان سے دریافت فرمایا کہ ''کیا اب بھی تمہیں توحید باری تعالیٰ کا یقین نہیں آیا۔''ابو سفیان نے کہا ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں آپ کس قدر حلیم و کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں بے شک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی اور ہوتا تو مجھے ضرور نفع پہنچاتا۔''حضرت عباسؓ نے ابو سفیان سے کہا ''کلمہ پڑھ لے اس سے پیشتر کہ تیری گردن ماری جائے۔''چنانچہ ابو سفیان نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''جو کوئی شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کو امان دی جائے گی نیز جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے اس کو بھی امان اور جو حرم میں داخل ہو جائے گا اس کو بھی امان۔''

رسول اللہ ﷺ نے لشکر اسلام کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔حضرت زبیر بن عوام کو ایک دستہ کے ساتھ مکہ کے شمال کی جانب سے داخل ہونے کو فرمایا۔حضرت خالد بن ولید کو جنوب کی طرف سے داخل ہونے کو فرمایا۔حضرت سعد بن عبادہ کو مغرب کی جانب سے ان کے ساتھ حضور ﷺ اور انصار صحابہؓ بھی تھے۔حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو جبل ہند کی طرف سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل ہدایات کی پابندی لازم ٹھہرائی۔

ا۔جو کوئی ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔

۲۔جو کوئی شخص بیت اللہ میں پناہ لے اس کو قتل نہ کیا جائے۔

۳۔جو کوئی اپنے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہے اس کو قتل نہ کیا جائے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۴۔ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کو قتل نہ کیا جائے۔
۵۔ جو کوئی شخص حکیم بن حزام کے گھر میں پناہ لے اس کو قتل نہ کیا جائے۔
۶۔ بھاگنے والوں، زخمیوں اور قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔

لشکر اسلام کے چاروں دستے اپنے اپنے راستوں سے مکہ میں بغیر لڑائی کے داخل ہوئے۔ صرف حضرت خالد بن ولید کے دستے کو معمولی مزاحمت ہوئی جس میں دو مسلمان شہید اور تیرہ قریش مکہ ہلاک ہوئے۔

فتح مکہ کے نتائج:

1۔ فتح مکہ کا اہم ترین نتیجہ اللہ تعالیٰ کے گھر کا بتوں سے پاک ہونا تھا۔ اگرچہ ان بتوں میں کچھ انبیاء کے بت بھی تھے لیکن اسلام میں کسی بھی بزرگ کے بت کی پوجا جائز نہیں ہے فتح مکہ نے اس کعبے کو بتوں سے پاک کر دیا جس کی طرف سب مسلمان منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

2۔ مکہ صدیوں سے اہل عرب کا تجارتی، مذہبی اور سیاسی مرکز چلا آ رہا تھا اس پر قبضہ اسلام کی بڑی کامیابی تھی اس کے بعد قبائل عرب قریش کے بجائے مسلمانوں کو عرب کی سب سے بڑی سیاسی اور مذہبی طاقت سمجھنے لگے۔

3۔ فتح مکہ کے بعد قریش اور بہت سے دیگر قبائل نے اسلام قبول کیا اور اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اس طرح عرب جو قبائلی نظام کے تحت زندگی گزار رہے تھے حضور ﷺ کی قیادت میں ایک قوم بن گئے۔

سوال نمبر8: ''آنحضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کی رحمۃ اللعالمینی نے دشمنوں کو بھی اپنے احاطے میں لے رکھا تھا'' دلائل سے ثابت کریں۔

جواب:

دشمنوں کیلئے رحمت: آنحضرت محمد ﷺ کی رحمۃ اللعالمینی سے نہ صرف مسلمان بلکہ کافر بھی مستفید ہوئے۔ قرآن حکیم پہلی امتوں کے تذکروں میں بتاتا ہے کہ جب کسی امت نے اپنے نبی کی تعلیمات سے انکار پر اصرار کیا اور نبی کو اذیتیں دیں تو ان پر خدا کا عذاب نازل ہو گیا۔ کبھی طوفان اور آندھی کی شکل میں، کبھی زلزلوں اور سنگ باری کی صورتوں میں، اور کبھی شکلیں مسخ ہو گئیں۔ لیکن آپ ﷺ کی رحمۃ اللعالمینی کا فیضان ہے کہ آپ ﷺ کے دشمنوں پر بھی اس قسم کا کوئی عذاب نازل نہ ہوا۔ جس کی وجہ بتاتے ہوئے قرآن کہتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (الانفال : 33)

ترجمہ:۔ ''اللہ آپ ﷺ کی موجودگی میں انہیں عذاب نہیں دے گا''

آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں اور قاتلانہ حملہ آوروں کو معاف فرما دیا۔ آپ ﷺ نے جس رات مکہ سے ہجرت فرمائی تھی تو کفار نے طے کیا ہوا تھا کہ صبح جونہی آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائیں گے تو (معاذ اللہ) آپ ﷺ کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ اس لئے دشمنوں کا ایک دستہ رات بھر خانہ نبوی کا محاصرہ کئے ہوئے کھڑا رہا۔ اگرچہ اس وقت دشمنوں سے انتقام لینے کے ظاہری اسباب نہ تھے۔ لیکن فتح مکہ کے موقع پر جب ایک ایک گردن اسلام کی تلوار کے نیچے تھی آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا۔ بلکہ ابوسفیان جو آپ ﷺ کے خلاف ہر تحریک کا سرغنہ تھا اور بدر کے علاوہ تمام جنگوں میں کفار کا سپہ سالار، اس کو بھی آپ ﷺ نے یہ اعزاز بخشا اور فرمایا۔ **مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ کَانَ اٰمِنًا** ترجمہ:۔ **''جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امن ہے''**

اور آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ **لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ، اَنْتُمُ الطُّلَقَاء**

ترجمہ:۔ آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے تم سب آزاد ہو۔

ہجرت کے دن قریش نے آپ ﷺ کے سر کی قیمت مقرر کر رکھی تھی اور اعلان کیا تھا کہ جو شخص حضرت محمد ﷺ کا سر لائے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ سراقہ بن جعشم مدلجی آپ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے آپ ﷺ کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن اس کا گھوڑا بار بار زمین میں دھنس جاتا۔ آخر مجبور ہو کر اس نے اپنی نیت بد سے توبہ کی اور خواہش کی کہ مجھے امان لکھ دی جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے سند امان لکھ کر اسے دے دی۔ اسکے آٹھ برس بعد فتح مکہ کے موقع پر حلقہ اسلام میں داخل ہوا تو آپ ﷺ نے اس جرم کے متعلق ایک حرف تک نہیں فرمایا۔

اس نوع کے متعدد واقعات ہیں۔ جن میں کوئی شخص **(معاذ اللہ)** آپ ﷺ کو قتل کرنے آیا اور آپ ﷺ نے اس پر قابو پانے کے باوجود اس کو معاف کر دیا اور کسی قسم کا کوئی تعرض نہیں فرمایا۔ ایک صاحب نے آپ ﷺ سے کسی بات پر بددعا کرنے کی درخواست کی تو غضبناک ہو کر فرمایا کہ میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں عذاب بنا کر نہیں۔ آپ ﷺ کی عظیم رحمۃ اللعالمینی کا مظاہرہ طائف میں نظر آتا ہے۔ جب آپ ﷺ کی تبلیغ کے جواب میں طائف والوں نے پتھر برسائے جس سے آپ ﷺ لہولہان ہو گئے۔ طائف سے باہر نکل کر باغ میں آپ ﷺ نے خدا کے حضور ہاتھ اٹھائے جس میں اپنی کمزوری اور دشمنوں کے غلبے کا شکوہ تھا۔ جونہی شکوے کے الفاظ آپ ﷺ کی زبان پر آئے۔ غیرت خداوندی جوش میں آ گئی اور پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہو کر عرض بجا لایا۔ **یارسول اللہ!** ''اجازت ہو تو طائف کی اردگرد کی پہاڑیوں کو آپس میں ملا دوں۔ جس سے وہ لوگ جنہوں نے آپ ﷺ پر پتھر پھینکے تھے پہاڑوں میں پس جائیں گے''۔ لیکن اس

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

حالت میں بھی آپ ﷺ کی رحمۃ اللعالمینی غالب آئی اور آپ ﷺ نے فرمایا۔
"نہیں ہوسکتا ہے کہ ان کی اولاد میں سے کوئی مسلمان نہ ہو۔"

الٰہی رحم کر کہسار طائف کے مکینوں پر　　　الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

دشمن کو دوست بنانے کی ترکیب:۔ رحمۃ اللعالمین کی عالمگیر رحمت اور مودت کہ آپ ﷺ نے دشمن کو دوست بنانے کی ترکیب سکھائی۔ارشاد ربانی ہے۔

ادفع بالتي هي احسن فاذالذي بينك وبينه عداوة كانه ولي حميم　　　(حم السجده : 34)

ترجمہ:۔ "برائی کی مدافعت بھلائی اور نیکی سے کرو پھر دیکھو تمہارا دشمن کس طرح تمہارا پرجوش دوست بن جاتا ہے"۔

بھلائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرنا مکافات یعنی بدلہ ہے۔اصل نیکی تو یہ ہے کہ برائی کا جواب بھلائی سے دیا جائے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ **صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن من اساواليك**

ترجمہ:۔ "جو تجھ سے قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کر۔"　"جو تجھ پر ظلم کرے اسے معاف کردے۔"

"جو تجھ سے برا سلوک کرے اس سے اچھا سلوک کر۔"

دشمن کے معاملے میں بھی حق وانصاف:۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بدترین دشمن بھی ہو تو اس کے معاملے میں بھی حق وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ایسا نہ ہو کہ تمہیں اپنے دشمن سے انتقام لینے کا موقع ملے اور اس معاملے میں تمہارا دشمن بے قصور ہو۔جس میں وہ ماخوذ ہو کہ تم پرانے بدلے چکانا شروع کردو۔اور انتقام لینے لگ جاؤ۔ ارشاد ربانی ہے کہ **ولا يجرمنك شنان قوم على الاتعدلوا اعدلواهواقرب للتقوىٰ (المائده : 8)**

ترجمہ:۔ "کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل کا دامن چھوڑنے پر آمادہ نہ کرے۔عدل کرو کہ یہی تقویٰ کے قریب ہے۔"

ان دشمنوں کے بارے میں جنہوں نے مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں دیں۔حتی کہ گھر بار سے محروم کرکے وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔فرمایا گیا۔

ولا يجرمنك شنان قوم ان صدوكم عن المسجد الحرام انتعتدوا　(المائدة : 2)

ترجمہ:۔ "اس قوم کی دشمنی جس نے تمہیں مسجد حرام سے روک دیا تھا،اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگ جاؤ"

سوال نمبر 9۔　اطاعت رسولؐ سے کیا مراد ہے؟"رسول اکرم ﷺ کی مختلف حیثیتیں اور اتباع کے حکم" کی وضاحت کریں۔

جواب:　اطاعت رسولؐ کا مفہوم: اطاعت کا لفظ کسی امر کے پورا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے،اور اطاعت میں مطاع کے احترام کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔

اطاعت رسول ﷺ کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ہر سنت پر عمل کیا جائے اور وہ احکام و اوامر و نواہی جو حضور اکرم ﷺ کے ذریعے سے ملے ہیں،ان پر سرِ تسلیم خم کیا جائے اور کسی حالت میں بھی آپ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔

رسول اکرم ﷺ کی مختلف حیثیتیں اور اتباع کے احکام:

اتباع رسولؐ بحیثیت معلّم ومربیؐ: قرآن مجید میں چار ایسے مقامات ہیں،جہاں نبی کریمؐ کو بطور معلم ومربی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

1۔"اور یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے تو انہوں نے دعا کی اے ہمارے رب ان لوگوں میں خود انہی کے اندر ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب والحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے"۔

2۔دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:"اسطرح ہم نے تمہارے اندر تم میں ہی سے رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے"۔

3۔تیسری جگہ فرمایا:"اللہ نے ایمان لانے والوں پر احسان کیا جبکہ ان کے اندر خود ہی ان میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا انہیں اسکی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔انکا تزکیہ کرتا ہے۔اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے"

4۔چوتھی جگہ ارشاد ہوتا ہے:"وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں سے ایک رسول بھیجا اور انہیں اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے۔انہیں پاک کرتا ہے۔اور حکمت کی باتیں سکھاتا ہے"

ان چاروں آیات میں ایک بات مشترک ہے وہ یہ کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو صرف قرآن کی آیات سنانے کے لئے نہیں بھیجا تھا بلکہ اس کے ساتھ بعثت کے تین اور مقاصد بھی تھے:

(ا) لوگوں کو آپ ﷺ "کتاب" کی تعلیم دیں۔

(ب) اس "کتاب" کے احکام وہدایات کے مطابق لوگوں کو کام کرنے کی حکمت سکھائیں۔

(ج) لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کریں یعنی اپنی تربیت سے ان لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی خرابیوں کو دور کریں،اور ان کے اندر اچھے اور پاکیزہ اوصاف پیدا کریں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آئیڈیل کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اتباع رسولؐ بحیثیت پیشوا نمونہ تقلید: ارشاد ہوتا ہے، ''تمہارے لئے اللہ کے رسول بہترین نمونہ تقلید موجود ہے۔ اور اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے''۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ:

ا۔ خود خدا تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو پیشوا مقرر کیا تھا، اور آپ ﷺ کی پیروی و تقلید کو مسلمانوں کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ جو شخص رسول ﷺ کو نمونہ تقلید نہیں سمجھتا، وہ خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔

۳۔ یہ آیت اُس بات کی طرف بھی راہنمائی کرتی ہے جو آپ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر کہی تھی کہ ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور اپنی سنت''۔

اتباع رسولؐ بحیثیت شارع: قرآن حکیم میں آیا ہے، ''وہ ان کو معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے روکتا ہے۔ اور پاک چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے اور حرام چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔ اور ان پر سے وہ بوجھ اور بندھن اتار دیتا ہے جو ان پر چڑھے ہوئے تھے''۔

نیز ارشاد ہوتا ہے، ''جو کچھ رسولؐ تمھیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے''۔

ان آیات سے صریحاً واضح ہو جاتا ہے کہ:

(1) رسول کریم ﷺ کو تشریعی اختیارات خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوامر و نواہی اور حلال و حرام جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں

صرف یہی نہیں ہیں بلکہ ان میں وہ بھی شامل ہیں جن کو نبی کریم ﷺ نے حلال یا حرام قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ نے بھی حکم دیا یا جس کام یا چیز سے منع کیا وہ سب بھی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات ہیں، اس لئے وہ بھی قانونِ خداوندی کا حصہ ہیں۔

سوال نمبر 10: خاندان کی ہیئت ترکیبی سے کیا مراد ہے؟ خاندان کے سربراہ اور والدین کے ساتھ کس قسم کا حسنِ سلوک کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے؟

خاندان کی ہیئت ترکیبی: خاندان کی ابتداء ہر مرد و عورت کے باہمی تعلق سے ہوتی ہے، اس بنیادی تعلق کی بدولت انسانی زندگی کا کارواں آگے بڑھتا رہتا ہے۔ بچے ہوتے ہیں تو یہ مرد و عورت، والدین کا روپ دھار لیتے ہیں بچے جوان ہوتے ہیں تو ازدواجی رشتے بنتے ہیں اور اس طرح کنبے اور قبیلے وجود میں آتے ہیں۔ خون کے یہ رشتے پھیلتے ہیں اور اس طرح یہ وحدت پھیل کر معاشرہ بن جاتی ہے۔ انسانی زندگی کی کڑیاں یونہی پھیلتی اور سنورتی جاتی ہیں۔ غرض یہ کہ خاندان کی سادہ اور ابتدائی صورت مرد و عورت کا مستحکم تعلق ہوتا ہے۔ خاندان کے اس ادارے میں مرد کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے یعنی وہ اپنے خاندان کا سربراہ ہوتا ہے۔

خاندان کے سربراہ سے حسن سلوک: خاندان کے سربراہ کی عزت و احترام کا خیال رکھنا خاندان کے ہر فرد کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ خاندان کے سربراہ کی ذمہ داری مرد کے پاس ہوتی ہے اور مرد کو ہی خاندان میں مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے کہ: ''مرد عورتوں کے محافظ ہیں کیوں کہ بعض آدمیوں کو خدا تعالیٰ نے بعض پر فضیلت عطا کی ہے اور اس وجہ سے (بھی) کہ مردوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا''۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مرد چونکہ اپنی بیوی اور بچوں کی معاش کا انتظام کرتا ہے، اس لئے اسے سربراہ کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرد خاندان کا سربراہ ہونے کے ناطے عزت و تکریم کے لائق ہے اور سارے خاندان کا یہ فرض ہے کہ اس کا حکم بجا لائیں اور اس کی ہر بات کو اہمیت دیں اور اسکی سربراہی سے روگردانی نہ کریں۔

والدین سے حُسنِ سلوک:

خاندانی زندگی میں جن افراد سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سب سے مقدم والدین ہیں والدین کے ذریعے سے انسان دنیا پر آتا ہے اور والدین ہی اپنا راحت و آرام چھوڑ کر گوشت کے ایک لوتھڑے کو پال پوس کر قوی ہیکل جوان بننے میں مدد دیتے ہیں اسی لیے قرآن حکیم نے اللہ کی عبادت کے بعد سب سے بڑی نیکی والدین کی خدمت بتائی ہے۔ قرآن کریم میں اس بات کا حکم بھی دیا گیا ہے جس کا مفہوم ہے کہ اپنے ماں باپ کو اُف تک نہ کہو۔

رسول اکرمؐ کے والد محترم آپؐ کی ولادت سے قبل وفات پا چکے تھے آپؐ کی عمر مبارک چھ سال تھی جب آپؐ کی والدہ اللہ کو پیاری ہوگئیں دو سال بعد دادا عبدالمطلب کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا البتہ رضاعی ماں حلیمہ سعدیہؓ اور رضاعی باپ حارث بن عبدالغری آپؐ کی بعثت کے بہت عرصہ بعد تک زندہ رہے اور آپؐ کو ان کی خدمت کا موقع ملا۔

حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کے نکاح کے بعد ایک مرتبہ حلیمہ سعدیہ مکہ مکرمہ میں آئیں آپؐ سے خشک سالی کی شکایت کی اور بتایا کہ ساری قوم قحط کا شکار ہو رہی ہے یہ سن کر کہ آپؐ نے حضرت خدیجہ سے سفارش کی تو انہوں نے بیس بکریاں اور سواری کے لیے اونٹ دے کر رخصت کیا۔

دوسری مرتبہ غزوہ حنین کے موقع پر آئیں تو آپ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا (امی امی) پھر آپؐ نے اپنی چادر انکے لیے بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں پھر آپؐ نے ان کی ضرورت پوری کر کے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

ایک مرتبہ حضرت حلیمہ سعدیہ کی بہن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے ان سے اپنی رضاعی ماں کے بارے میں دریافت فرمایا انہوں نے بتایا کہ وہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی تمام اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

03345504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

وفات پا چکی ہیں یہ سن کر آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر آپؐ نے اپنی رضاعی خالہ کو لباس، سواری کا جانور اور دو سو درہم نقد دے کر رخصت کیا۔

آپؐ کے رضاعی والد مکے میں آ کر مسلمان ہوئے اور ان کی بہت عزت و تکریم کی آپ کی رضاعی بہن حضرت شیما کو غزوہ حنین میں گرفتار کیا گیا تو انہیں آنحضرتؐ کے سامنے لایا گیا تو آپؐ نے ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا کہ اگر چاہو تو عزت و شفقت سے میرے پاس قیام کرو اور اگر اپنی قوم میں واپس جانا چاہو تو تمہیں بحفاظت پہنچا دوں گا انہوں نے واپس جانے کو ترجیح دی اور روانگی کے وقت تین غلام، ایک لونڈی اور کچھ اونٹ اور بکریاں عطا کیں۔ آنحضرت نے اسی رضاعی رشتے کا پاس رکھتے ہوئے غزوہ حنین میں قید ہونے والے قبیلے بنوسعد کے تقریباً چھ ہزار مردوں اور عورتوں کو آزاد کر دیا ان کے مال و مویشی بھی انہیں واپس کر دیے رضاعی رشتوں کی اس قدر تعظیم سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضورؐ کی نظر میں حقیقی والدین کس قدر عزت و احترام کے مستحق ہیں۔ احادیث میں اگرچہ والدین میں سے ہر ایک کی حرمت اور عزت کرنے کی تاکید کی گئی ہے مگر ماں کو باپ کی نسبت تین گناہ زیادہ حسن سلوک کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔

رسولؐ نے والدین کے احترام کو اس قدر ملحوظ رکھا کہ کسی دوسرے کے والدین کو گالی دینے کی اجازت نہیں دی قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو ایک شخص نے حضورؐ سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنی ماں کی خدمت کرو نیز فرمایا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں میں ہے۔ ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں شکایت کی کہ اس کا والد اس کے مال کا خواستگار ہے تو آپؐ نے فرمایا ''تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں'' اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماں باپ کا احترام واجب ہے خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم خواہ کام کرنے کی طاقت رکھتے ہوں یا نہیں''

سوال نمبر 11۔ اسلامی ریاست کے شہریوں کی ذمہ داریاں وضاحت سے تحریر کریں۔

جواب: اسلامی ریاست کے شہریوں کی ذمہ داریاں:

شہری کا مفہوم: شہری سے مراد صرف وہی شخص نہیں جو شہر میں رہتا ہو۔ بلکہ ملک کا ہر باشندہ خواہ وہ شہر میں رہتا ہو یا گاؤں میں یا خانہ بدوش ہو شہری کہلاتا ہے اس میں رنگ و نسل کی کوئی قید ہے نہ عقیدے کی پابندی بلکہ ہر آدمی جو ایک ملک یا ریاست کی حدود میں رہتا ہو اور اس کے قوانین کو تسلیم کرتا ہو۔ اس ملک یا ریاست کا شہری سمجھا جاتا ہے۔

رسول اکرمؐ کی ترپن (۵۳) سالہ مکی زندگی کے دوران مکہ میں کوئی مرتب نظام حکومت نہ تھا۔ حضورؐ کے مکی دور میں ۴۰ سال تو بعثت سے پہلے کے ہیں۔ اور بعثت کے بعد تیرہ سالہ مکی دور میں بھی مسلمان اتنی قوت حاصل نہ کر سکے کہ اسلامی ریاست کے قیام ممکن ہوتا۔ آپؐ نے زندگی کا یہ حصہ ایک عام شہری کی حیثیت سے گزارا۔ آپؐ کی اس حیثیت کا تعلق محض انسانی برادری یا اپنی ذات سے تھا۔ ہجرت مدینہ کے فوراً بعد آپ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ دی۔ آپؐ نے ریاست کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے تمام شہریوں کے حقوق و فرائض متعین فرمائے جن پر خود سختی سے کاربند رہے اور حکومت کی سطح پر ان کے تحفظ کی ضمانت مہیا کی۔ آپ اس ریاست کے اول شہری تھے۔ آپؐ کے مقرر کردہ اصول اور ضابطوں سے پورے عالم کے انسانوں نے نہ صرف راہنمائی حاصل کی بلکہ انہیں انسانی بنیادی حقوق کے قوانین کا درجہ دیا گیا۔

شہریت کے پہلو کا آغاز:

حضورؐ نے شہریت کے اس پہلو کا آغاز مدینہ میں قدم مبارک رکھتے ہی کر دیا تھا آپؐ جب مدینہ تشریف لائے وہاں کے شہریوں کے ساتھ معاہدہ کیا جو ''میثاق مدینہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس معاہدہ کے ایک فریق مدینہ کے یہودی بھی تھے۔ آپؐ نے حتی الامکان اس معاہدے کو نبھانے کی کوشش فرمائی۔ بلاشبہ آپؐ نے اس دستاویز کی رو سے مدینہ کے شہریوں کے لیے امن و سکون اور اطمینان و استحکام کی بنیاد رکھ دی تھی۔ اس طرح آپؐ نے مسلمانوں کے عناصر دو مہاجرین اور مہاجرین کے درمیان مواخات اور بھائی چارہ قائم فرمایا۔ مسلمانوں کا ایک بڑا معاشرتی و معاشی مسئلہ نہایت عمدہ طریقے سے حل فرمایا۔

قانون کی پابندی:

ہر شہری کی یہ ذمہ داری ہے کہ ریاست کے قانون کی پابندی کرے۔ حضورؐ نے اپنی ذات کو بھی ریاست کا پابند بنایا۔ آپؐ کے دست مبارک سے اگر کسی کو معمولی سی تکلیف بھی پہنچتی تو اپنے آپ کو عہدے کے لیے پیش فرما دیتے۔ آپؐ نے قانون کے نفاذ میں کبھی بھی کسی سفارش یا کسی منصب یا مقام کو رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ قریش کے معزز خاندان بنو مخدوم کی ایک عورت پر جب چوری کا الزام ثابت ہو گیا۔ وہ لوگوں کے کہنے پر حضورؐ کے محبوب خادم حضرت اسامہ بن زیدؓ نے سفارش کی۔ آپؐ نے فرمایا پہلی قومیں اسی لیے تباہ ہوئیں کہ ان کے بڑے جو کرتے تھے چھوڑ دیئے جاتے تھے اور غرباء پر ہر حد جاری کرتے تھے۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ آپؐ نے شہریوں پر بھی احکام کی اطاعت کو لازمی قرار دیا۔

اس بارے میں قرآن پاک میں واضح ارشاد ہے:

یا ایھا الذین اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

ترجمہ: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحب امر ہو۔''

احکام کی اطاعت ہر جائز اور ناجائز کام میں بغیر تحقیق کے نہیں کی جائیں گی۔ بلکہ اطاعت صرف جائز امور میں ضروری ہے اور گناہ کے کاموں میں حکمرانوں کی

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی تک کی تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی تمام مشقیں ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0344-5504551

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اطاعت سے منع کیا گیا ہے۔حضورؐ نے فرمایا:

لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق

ترجمہ: ''خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لیے کوئی اطاعت نہیں''

اس ضمن میں دوسری حدیث:

لا طاعة في معصية انما الطاعة في المعروف ۔

ترجمہ: ''خدا اور رسول کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں اطاعت صرف معروف میں ہے''

بلکہ ایسے حکمران کے خلاف کلمہ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے جو ظالم اور فاسق اور فاجر ہو۔''

افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر

ترجمہ:''ظالم سلطان کے خلاف کلمہ حق بلند کرنا افضل ترین جہاد ہے''

کسب حلال:

کسب حلال کمانا ہر شہری کی اہم ذمہ داری ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ حلال رزق کمانے کا تو اہل ہے لیکن دھوکہ دہی اور فریب سے لوگوں کو لوٹنا اس کے لئے قطعاً جائز نہیں اسلئے اسلامی ریاست کے شہری کو رزق حلال کمانا ضروری ہے۔

اپنے عزیز رشتہ داروں کی کفالت: اسلامی ریاست کے شہری کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کی کفالت کا بہترین بندو بست کرے۔

یتیموں، بیواؤں اور بے سہارا لوگوں کی مدد: اسلامی ریاست کے ہر شہری کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ یتیموں، بیواؤں اور بے سہارا لوگوں کی ہر ممکن مدد کرے۔

معذور افراد کی کفالت: اسلامی ریاست کے صاحب ثروت لوگوں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ معذور افراد کی کفالت بھی کریں اگر وہ بھوکے ہوں تو ان کے کھانے پینے اور آرام کا خیال رکھنا اسلامی ریاست ضروری قرار دیتی ہے۔

صدقات، زکوٰۃ اور خیرات: اسلامی ریاست کے شہریوں کی یہ بھی اہم ذمہ داری ہے کہ اگر وہ صاحب استطاعت ہوں تو صدقات، زکوٰۃ اور خیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ ان کے غریب بہن بھائی بھی زندگی کی تمام خوشیوں سے لطف اندوز ہو سکیں۔

سوال نمبر 12۔ اسلامی ریاست کے شہریوں کو جو تحفظ حاصل ہیں۔انہیں تفصیل سے تحریر کریں۔

جواب: اسلامی ریاست کے شہریوں کے لئے تحفظات:

اسلامی ریاست کے شہریوں کو درج ذیل تحفظات حاصل ہوتے ہیں:

تحفظ جان:

اسلام میں انسانی جان کس قدر محترم ہے؟اس کا اندازہ قرآن مجید کی اس آیت سے کیا جا سکتا ہے۔

ترجمہ: ''جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا۔اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے کسی کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی''

رسولؐ اللہ کا ارشاد ہے کہ: ''ایک آدمی کے قتل پر اگر آسمان و زمین کی سب مخلوق بھی متفق ہو جائے تو اللہ ان سب کو سزا دیئے بغیر نہ چھوڑے گا۔''

اسلام نے چند مخصوص صورتوں مثلاً قصاص، جہاد اور حدود شریعت کے علاوہ کسی بھی حالت میں انسانی جان کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی۔

قتل اولاد:

ظہور اسلام سے پہلے اہل عرب اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل کر دیتے۔لڑکیوں کی پیدائش کو اپنے لیے باعث وقار سمجھ کر انہیں زندہ درگور کرنا عزت و بہادری کی علامت سمجھتے۔نبی رحمتؐ کی تشریف آوری کی بدولت ان بے قصور جانوں کو بھی زندہ رہنے کا حق ملا۔

ترجمہ: ''اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔تمہیں بھی ہم رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی ہم دیں گے۔''

نیز فرمایا کہ بچیوں کے زندہ درگور کرنے کے جرم پر قیامت کے دن سخت باز پرس ہوگی۔

''جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم میں ماری گئی۔''

قتل مومن:

کسی مومن کو قتل کرنا کتنا سنگین جرم ہے؟اس بات کا اندازہ اس حدیث پاک سے ہوتا ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

''کسی مسلمان کے قتل کے مقابلے میں پوری دنیا کا زوال اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے۔اس کی سزا جہنم ہے اور اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

نبی کریمؐ نے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:

''لوگو! تمہارے خون، مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کردی گئیں۔ ہمیشہ کے لیے ان چیزوں کی حرمت ایسی ہے۔خبردار ایسا نہ ہو کہ تم میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔اور کفار کے زمرے میں شامل ہو جاؤ۔''

خودکشی:

تحفظ جان کا صرف یہ مطلب نہیں کہ دوسروں کو قتل نہ کیا جائے بلکہ اسلام میں جس طرح دوسروں کی جان لینے کو ممنوع ٹھہرایا گیا ہے۔اسی طرح خود اپنی جان کو بھی ہلاکت میں نہ ڈالنے کا حکم دیا گیا۔اس طرح خودکشی کا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔''

غیر مسلم کو قتل کرنا:

اسلام نے صرف مسلمانوں کے خون کو ہی محترم قرار نہیں دیا بلکہ غیر مسلم کے خون کی حرمت کو بھی تسلیم کیا ہے۔البتہ جو غیر مسلم دین حق کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہوں۔یا مسلمانوں کے خلاف جارحیت کے مرتکب ہوں۔اور اسلامی ریاست کا وجود مٹانے کے درپے ہوں۔ان لوگوں سے جنگ کرنے اور انہیں قتل کرنے کی نہ صرف اجازت بلکہ حکم دیا گیا ہے۔اس صورت کے سوا غیر مسلموں کے قتل کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔

آنحضرتؐ کا ارشاد ہے:

''جس نے کسی ذمی کو قتل کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی۔''

ایک اور حدیث ہے:

جس نے کسی معاہد غیر مسلم کو قتل کیا وہ کبھی جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔''

ایک مرتبہ کسی غزوہ میں مشرکین کے چند بچے زد میں آکر ہلاک ہو گئے تو حضورؐ کو سخت دکھ ہوا۔بعض صحابہؓ نے عرض کی یہ مشرک بچے تھے تو آپؐ نے فرمایا:

''مشرک بچے بھی تم سے بہتر ہیں،خبردار انہیں قتل نہ کرو۔ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔''

ایک غزوہ میں ایک عورت ہلاک ہوئی۔آپؐ اس کی لاش کو دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا:

''جاؤ خالدؓ سے جا کر کہہ دو کہ عورتوں، بچوں اور معذوروں کو قتل نہ کرو۔''

اسلامی ریاست کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے عین حالت جنگ میں بھی حضورؐ نے اپنی ریاست کے شہریوں کی جانوں کے تحفظ کا کس قدر اہتمام فرمایا۔

فتح مکہ کے واقعات سے اس کا آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ مکہ میں شاید ہی کوئی شخص ایسا تھا جو بالواسطہ یا بلاواسطہ آپؐ کی اور آپؐ کے صحابہؓ کی اذیت کا سبب نہ بنا ہو۔آج آپؐ کو اس بات پر پوری قدرت حاصل تھی کہ ایک ایک کی برائی کا بدلہ چکائے۔آپؐ نے ان کی جان بخشی اور امان حاصل کرنے کی بہت سی آسان صورتوں کا اعلان فرمایا۔فتح مکہ کے بعد عام اجتماع میں مجرموں سے ان کے جرائم کا اقرار کر لینے کے بعد آپؐ نے اعلان فرمایا۔

''تم پر آج کوئی گرفت نہیں ہے۔جاؤ، تم سب آزاد ہو۔''

تحفظ ملکیت:

اسلام نے مال کے معاملے میں ہر شہری کو یہ حق دیا ہے کہ:

۱۔ جائز اور حلال ذرائع سے مال کمائے اور شریعت کے مقرر کردہ حقوق کی ادائیگی کی پابندی کے ساتھ اسے اپنی ملکیت میں رکھے۔

۲۔ اپنے مال کو جائز ضروریات میں استعمال کرے۔

۳۔ مزید نفع حاصل کرنے کے لیے مال کو کاروبار میں لگائے۔

۴۔ اپنے مال کو کسی وارث کے جائز حقوق کو متاثر کیے بغیر دوسرے شخص کی ملکیت میں منتقل کرے۔حضورؐ نے مسلمان کی جان اور عزت و آبرو کی طرح اس کا مال بھی دوسرے مسلمانوں پر حرام قرار دیا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

ترجمہ: ''ایک مسلمان کا سب کچھ دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون،اس کی عزت و آبرو اور اس کا مال''

Downloaded free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0334-5504551

میٹرک ایف اے آئی کام، بی اے بی کام، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کیلئے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے،آئی کام،بی اے،بی کام ،بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایڈ،ایم ایس سی،پی ایچ ڈی،ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کیلئے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

خطبہ حجۃ الوداع میں نبی اکرمؐ نے حرمت جان کے ساتھ حرمت مال کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: ''جو شخص اپنا مال بچانے میں مارا جائے وہ شہید ہے۔''

قرآن حکیم کا واضح حکم ہے: ''اور تم باطل طریقے سے ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ۔''

کسی کی زمین ناجائز طور پر چھیننے کے بارے میں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جس شخص نے کسی کی ایک بالشت برابر بھی زمین ظلم کر کے لی اس کی گردن میں اس کے برابر ساتوں زمینوں کا طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔''

اگر حکومت کو اجتماعی مفاد کے لیے کسی کی ذاتی ملکیت اپنے قبضے میں لینے کی ضرورت پڑ جائے تو ضرورت ہے کہ وہ مالک کی رضامندی سے پورا معاوضہ دے کر حاصل کی جائے۔ دو یتیم بچوں نے مدینہ میں اپنی ملکیتی زمین مسجد نبویؐ کے لیے بلا قیمت حضورؐ کو پیش کی تھی۔ مگر آپؐ نے وقت کی عام شرح کے مطابق پوری قیمت دے کر زمین حاصل کی۔

غزوہ حنین کے موقع پر آنحضرتؐ نے صفوان بن اُمیہ سے چند زرہیں حاصل کیں۔ جب اس نے کہا کہ کیا آپ بلا معاوضہ لینا چاہتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا:

''نہیں یہ مستعار ہیں۔ ان میں سے جو ضائع ہوں گی ان کا معاوضہ دیا جائے گا''

تحفظ آبرو:

عزت و آبرو کے معاملے میں اسلام کا اصول یہ ہے کہ معاشرے کا ہر فرد صاحب عزت ہے۔ اس باب میں اسلام، حاکم محکوم، امیر، غریب اور نسبی اونچ نیچ کا کوئی فرق نہیں رکھتا۔ لہٰذا اسلامی ریاست کے ہر شہری کا ایک اہم حق ہے کہ اس کی عزت و آبرو کا تحفظ کیا جائے۔

اسلام میں ان تمام امکانی صورتوں سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے جن سے دوسرے مسلمان کی بے عزتی یا بے آبروئی ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ:

۱۔ ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑایا جائے۔

۲۔ ایک دوسرے کو عیب نہ لگایا جائے اور لعن طعن نہ کیا جائے۔

۳۔ ایک دوسرے کو برے ناموں اور القاب سے نہ یاد کیا جائے۔

۴۔ بدگمانی سے احتراز کیا جائے۔

۵۔ دوسروں کی غیبت اور بدگمانی نہ کی جائے۔

۶۔ ایک دوسرے کے عیوب اور خامیاں تلاش نہ کی جائیں۔

حضورؐ نے فرمایا:

''جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔''

شخصی آزادی: اسلامی ریاست میں بغیر جرم ثابت کیے کسی بھی شہری کو قید یا نظر بند کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ شخصی آزادی ہر شخص کا بنیادی حق ہے۔

ظلم کے خلاف احتجاج کا حق: اسلامی ریاست میں ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی ہر شخص کو آزادی حاصل ہے اسلام اس کی مکمل اجازت فراہم کرتا ہے۔

اظہار رائے اور عقیدے کی آزادی: اسلامی ریاست اپنے شہریوں کو اظہار رائے اور عقیدے کی مکمل آزادی اور تحفظ فراہم کرنے کی پابند ہوتی ہے۔

مساوات اور معاشی تحفظ: اسلامی ریاست میں تمام شہریوں کے درمیان مساوات کا نفاذ اور تمام شہریوں کے معاشی تحفظ کا حق بھی دیا جاتا ہے۔

انصاف کی فراہمی: اسلامی ریاست کے شہریوں کو انصاف کی یقینی اور فوری فراہمی جیسا تحفظ اور حق بھی بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

سوال نمبر 13۔ تبلیغ کا مفہوم کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ کے طریقہ تبلیغ کو تفصیلاً بیان کریں۔

جواب: تبلیغ کا مفہوم:

تبلیغ کے لغوی معنی ہیں ''آخری حد تک پہنچانا''، ''پیغام پہنچانا''۔

شرعی اصطلاح میں:

شرعی اصطلاح میں اللہ کے احکام بندوں تک بلا کم و کاست پہنچانے کو تبلیغ کہتے ہیں۔

قرآن کریم میں لفظ تبلیغ کے علاوہ انداز دعوت اور تذکیر کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ یہ سب الفاظ اسی مفہوم کو ادا کرتے ہیں۔ دعوت کے معنی ہیں بلانا اور پکارنا۔ تذکیر کے معنی ہیں یاد دلانا۔ نصیحت کرنا۔

حضور اکرم ﷺ کا طریقہ تبلیغ:

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

حضورؐ کی بعثت کا اصل مقصد تبلیغ تھا۔ارشاد ہے’’اے رسول جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی جانب سے اُتارا گیا ہے اس کی تبلیغ فرمائیں‘‘ چنانچہ آپ کی مبارک زندگی کا یہ پہلو تمام حیثیتوں پر حاوی نظر آتا ہے۔آپ کی دعوتی زندگی کی سب سے پہلی خصوصیت یہی ہے کہ آپ نے جو تعلیم دنیا کو دی اس پر سب سے پہلے ایمان لانے والے آپؐ تھے۔رسولؐ اس پر ایمان لائے جو رب کی طرف سے ان پر نازل کیا گیا۔جو دعوت آپؐ نے دی آپ کی پوری زندگی اس کی جیتی جاگتی تصور ہے۔دنیا میں بے شمار مصلح آئے جنہوں نے زبانی تعلیمات تو دی لیکن پوری طرح عمل کر کے نہ دکھایا۔بلکہ آپ کے افعال و اعمال کی بھی پیروی کریں۔دوسری چیز یہ ہے کہ آپ ﷺ نے زندگی کے صرف ایک دو پہلوں کی اصلاح ہی کافی نہ سمجھی بلکہ پوری زندگی کو ہدایت الٰہی کے مطابق ڈھال دیا۔آپ نے صرف لوگوں کے خیالات کی اصلاح کی بلکہ ان کے اخلاقی کردار کو بھی سنوارا۔حضورؐ کو دین کی فتح و کامرانی پر ہمیشہ پختہ یقین رہا۔مکی زندگی کا ایک واقعہ ہے کہ مسلمان قریش کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہر مسلمان کی جان خطرے میں تھی اور بظاہر اسلام کا کوئی مقصد نظر نہ آیا تھا ایسی حالت میں مسلمان حضرت خباب آپ کے پاس آئے۔آپ ﷺ بیت اللہ کے سامنے بیٹھے تھے۔حضرت خباب نے کہا یا رسولؐ اللہ اب بہت مصیبت کا وقت ہے آپ ہمارے لیے دعا کریں۔آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔اور فرمایا۔بس جناب گھبرا گئے پہلی امتوں پر اس سے بھی سخت وقت آیا تھا مگر اہل دین اس پر جمے رہے خدا کی قسم اللہ اپنے دین کو ضرور مکمل کرے گا۔ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ کی شخصیت نہایت دلکش تھی کئی لوگ محض آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر ہی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔آپ کا مبارک مسکراتا ہوا چہرہ اور میٹھے الفاظ اور ہمدردی انسانوں کے لیے بہت بڑی نعمت تھی۔اس لیے لوگ آپ کر گرد جمع ہو جاتے۔آپ کی دعوتی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے۔آپ نے ہر مرحلے اور ہر دور کے تقاضوں کے مطابق تبلیغ فرمائی مکہ میں تبلیغ کا انداز اور تھا اور مدینہ میں کچھ اور۔لیکن مقصد صرف ایک رہا لوگوں کو توحید کے جھنڈے تلے جمع کیا تبلیغ کے دور میں آپ کو بہت سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا آپ کے گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا عین سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی آپ کے اوپر رکھ دی۔لیکن کوئی بھی تکلیف آپ کو اپنے مقصد سے نہ ہٹا سکی آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو بھی میں تبلیغ دین ترک نہیں کروں گا۔تو مجھے منظور نہیں اگر اس راہ میں مجھے ہلاکت نظر آئے تو بھی پیچھے نہ ہٹوں گا چاہے اس مشن میں کامیابی ہو یا اس میں میری جان چلی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے خود بھی آپ ﷺ کے طریقہ تبلیغ کی وضاحت کچھ یوں بیان فرمائی ہے کہ:

سورۃ البقرہ میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا مذکور ہے۔’’اے ہمارے پروردگار،ان لوگوں میں خود انہی کے اندر سے ایک رسول معبوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے‘‘۔

دعائے ابراہیمیؑ کی صورت میں یہ بتایا گیا کہ ایک ایسے نبی ﷺ کی آمد ہو گی جو اس جاہل اور گنوار قوم کو اس طرح تبلیغ فرمائے گا کہ اللہ کی آیات ان کو پڑھ کر سنائے گا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے کر ان کی طہارت کا بندوبست کرے گا۔پھر آپ ﷺ کی تبلیغ کے طریقہ کار کی مزید وضاحت کے لئے ارشاد ہوا:

’’جس طرح ہم نے تمہارے اندر خود تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمھیں وہ باتیں سیکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے‘‘۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کائنات کی ہر نعمت سے نوازا اور ہر انسان پر بلا تفریق کہ وہ مسلم ہے یا غیر مسلم اپنی بے شمار نعمتوں کا نزول فرمایا لیکن کسی ایک کا بھی احسان نہیں جتلایا لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ بات بخوبی باور کرائی کہ ہم نے تم پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ تمہارے لیے ایک ایسے رسول ﷺ کو بھیجا جو تمھارے لیے دنیا و آخرت کی سب سے بڑی نعمت ہے جیسا کہ سورۃ آلِ عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا ان کے اندر خود انہیں میں سے ایک رسول معبوث کیا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔‘‘

سوال نمبر 14۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تبلیغی خصوصیات اور اُن کے اثرات بیان کریں۔

جواب:

حضور نبی کریم ﷺ کی تبلیغی خصوصیات:

حضورؐ کی بعثت کا اصل مقصد تبلیغ تھا۔ارشاد ہے اے رسول جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی جانب سے اُتارا گیا ہے اس کی تبلیغ فرمائیں چنانچہ آپ کی مبارک زندگی کا یہ پہلو تمام حیثیوتوں پر حاوی نظر آتا ہے۔آپ کی دعوتی زندگی کی سب سے پہلی خصوصیت یہی ہے کہ آپ نے جو تعلیم دنیا کو دی اس پر سب سے پہلے ایمان لانے والے آپؐ تھے۔رسولؐ اس پر ایمان لائے جو رب کی طرف سے ان پر نازل کیا گیا۔جو دعوت آپؐ نے دی آپ کی پوری زندگی اس کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔دنیا میں بے شمار مصلح آئے جنہوں نے زبانی تعلیمات تو دی لیکن پوری طرح عمل کر کے نہ دکھایا۔بلکہ آپ کے افعال و اعمال کی بھی پیروی کریں۔دوسری بنیادی چیز یہ ہے کہ آپ نے زندگی کے صرف ایک دو پہلوؤں کی اصلاح ہی کافی نہ سمجھی بلکہ پوری زندگی کو ہدایت الٰہی کے مطابق ڈھال دیا۔آپ نے صرف لوگوں کے خیالات کی اصلاح کی بلکہ ان کے اخلاقی کردار کو بھی سنوارا۔حضورؐ کو دین کی فتح و کامرانی پر ہمیشہ پختہ یقین رہا۔مکی زندگی کا ایک واقعہ ہے کہ مسلمان قریش کے ظلم

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں ۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

وستم کا نشانہ بنے ہر مسلمان کی جان خطرے میں تھی اور بظاہر اسلام کا کوئی مقصد نظر نہ آیا تھا ایسی حالت میں مسلمان حضرت خباب آپ کے پاس آئے ۔آپ بیعت اللہ کے سامنے بیٹھے تھے ۔حضرت خباب نے کہا یارسول اللہ اب بہت مصیبت کا وقت ہے آپ ہمارے لیے دعا کریں ۔آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا ۔ اور فرمایا ''بس خباب گھبرا گئے پہلی امتوں پر اس سے بھی سخت وقت آیا تھا مگر اہل دین اس پر جمے رہے خدا کی قسم اللہ اپنے دین کو ضرور مکمل کرے گا۔'' ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ کی شخصیت نہایت دلکش تھی کئی لوگ محض آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر ہی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ۔آپ کا مبارک مسکراتا ہوا چہرہ اور میٹھے الفاظ اور ہمدردی انسانوں کے لیے بہت بڑی نعمت تھی ۔اس لیے لوگ آپ کر گرد جمع ہو جاتے ۔آپ کی دعوتی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے ہر مرحلے اور ہر دور کے تقاضوں کے مطابق تبلیغ فرمائی مکہ میں تبلیغ کا انداز ہ اور تھا اور مدنیہ میں کچھ اور ۔لیکن مقصد صرف ایک رہا لوگوں کو توحید کے جھنڈے تلے جمع کرنا ۔تبلیغ کے دور میں آپ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا آپ کے گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا گیا عین سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی آپ کے اوپر رکھ دی گئی لیکن کوئی بھی تکلیف آپ کو اپنے مقصد سے نہ ہٹا سکی آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے ۔خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں اور اس کے عوض یہ چاہیں کہ تبلیغ دین کا کام ترک کر دوں تو مجھے منظور نہیں اگر اس راہ میں مجھے ہلاکت نظر آئے تب بھی پیچھے نہ ہٹوں گا حتیٰ کہ یہ مشن کامیاب ہو یا اس میں میری جان چلی جائے ۔''

یہ باتیں ثابت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے کس قدر دلچسپی ،انہماک اور انتہائی حد تک دعوت تبلیغ کو پورا کیا اور اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر دین حق کو پھیلانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔

حضور نبی کریم ﷺ کی تبلیغ کے اثرات:

حضور نبی کریم ﷺ کی تبلیغ کے اثرات سے پہلے ہمیں یہ جاننا ضروری ہو گا کہ اس وقت کے عرب معاشرے کی اصل صورتحال کیا تھی اور پھر حضور ﷺ کی تبلیغ کے بعد وہاں کا ماحول کیسا ہو گیا اور اس جاہل اور دنیا کی گنوار ترین قوم میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں ۔

اسلام سے پہلے عربوں کے حالات:

مذہبی اعتبار سے:

مذہبی اعتبار سے اہل عرب مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے تھے ان کی اکثریت بت پرست اور مشرک تھی ۔اگر چہ وہ لوگ اللہ کی ہستی کو پہنچانتے تھے ۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ بے شمار بتوں کی پوجا بھی جاری تھی ۔ان پر قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں اور مشکلات میں ان سے مدد مانگی جاتی تھی ۔خود خانہ کعبہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے ۔ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ بت تھا ۔بت کدوں میں عرب اپنی غیرت کو خیر باد کہہ کر پتھروں کے ٹکڑوں کے آگے سجدہ ریز ہوتے ۔ان کا عقیدہ تھا کہ قربانیوں اور نذر نیاز سے خوش ہو کر یہ بت انہیں بارش ، دولت ، اولاد ، دشمن پر غلبہ ، محبوب سے ملاقات غرض ہر نعمت عطا کریں گے ۔ان بتوں میں لات ، منات ، ہبل اور عزیٰ زیادہ باعظمت تھے ۔اس کے علاوہ یہ لوگ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دے کر ان کو بھی پوجتے تھے ۔

بت پرستوں کے علاوہ کچھ لوگ دہریئے بھی تھے یعنی خدا تعالیٰ کی ذات اور اپنے اعمال کی جزا و سزا کے منکر تھے ۔ایک اور گروہ صابئین یعنی ستاروں کی پوجا کرنے والوں کا تھا ۔یہ ستاروں کی پوجا کرتے تھے ۔ان کے علاوہ یہودی و عیسائی بھی عرب میں موجود تھے ۔عرب میں مختلف فرقوں اور خیالات کے لوگ آباد تھے ۔ان کے عقیدے مختلف تھے ۔لیکن کوئی بھی ایک خدا کی پرستش نہیں کرتا تھا ۔

سیاسی اعتبار سے:

سیاسی اعتبار سے بھی عرب مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے تھے ہر قبیلے کا ایک سردار ہوتا جو خود قانون بناتا ۔اس طرح ہر قبیلے کا قانون دوسرے سے مختلف ہوتا ۔عرب کے قبیلے آپس میں جنگ وجدل میں مصروف رہتے ۔معمولی باتوں پر جھگڑے شروع ہوتے اور سالہا سال دشمنی چلتی رہتی ۔عرب اخلاقی پستی کا شکار تھے ۔لوٹ مار عام تھی اور لوگ ایسا کرنا بہادری خیال کرتے ۔مسلسل قتل و غارت سے ملک میں امن وامان کا خاتمہ ہو چکا تھا ۔وہ اتنے ظالم تھے کہ زندہ جانوروں کو درختوں سے باندھ کر ان پر تیر اندازی کی مشق کرتے تھے ۔عربوں میں لونڈیوں اور غلاموں کی با قاعدہ تجارت ہوتی تھی ۔ان پر انتہائی ظلم وستم کیا جاتا ۔شراب نوشی عام تھی ۔عرب بے شمار عورتوں سے شادی کرتے ۔اور ان کے حقوق ادا نہیں کرتے تھے ۔عورت بے حد مظلوم تھی ۔بعض قبیلوں میں بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا ۔معاشرے میں سود خوری بھی عام تھی ۔

حضورؐ کی تبلیغ کے اثرات:

حضور پاک ﷺ نے بعثت کے بعد تقریباً 23 برس تبلیغ فرمائی ۔اتنے کم عرصے میں سارے عرب کی حالت بدل ڈالی ۔پھر یہ آپؐ کی تعلیمات کا ہی اثر تھا کہ آپؐ کے بعد خلفائے راشدین نے بہت کم عرصے میں ایران ، عراق ، شام اور مصر جیسی حکومتوں پر قبضہ کر لیا اور ان علاقوں میں اسلام بہت تیزی سے پھیلا ۔

مہذب ترین قوم:

اس معاشرے میں برائیاں نظر آتی تھیں اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایسے اخلاق سے عاری لوگوں میں حضورؐ کے لیے آواز بلند کرنا کتنا مشکل تھا ۔لیکن یہ آپؐ کی تبلیغی کوششوں کا ہی اثر تھا کہ جب آپؐ اس دنیا سے رخصت ہوئے ۔تو عرب کے یہ وحشی اور غیر مہذب لوگ دنیا کی مہذب ترین قوم بن چکی تھی ۔وہی

میٹرک ، ایف اے ، آئی کام ، بی اے ، بی کام ، بی ایڈ ، بی ایس ، ایم اے ، ایم ایڈ ، ایم ایس سی ، پی ایچ ڈی ، ایف اے سائنس کی ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0345-5504551 ماجد علی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ، پروپوزل ، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں ۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مکہ جہاں سے آپؐ اپنے صحابی حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ خفیہ طور پر رات کے اندھیرے میں مدینہ ہجرت کر گئے تھے۔صرف 8 سال بعد آپؐ نے اس کو فتح کیا تو دس ہزار کا لشکر آپؐ کے ساتھ تھا۔پھر 9 ہجری میں اتنے لوگ اسلام لائے کہ اسے ''عام الوفوذ'' (وفدوں کا سال) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔عرب کی وہ سرزمین جہاں ایک خدا کا نام لینے والا کوئی نہ تھا۔آپؐ نے جب 10 ہجری کو حج کے موقع پر آخری خطبہ دیا۔تو ایک لاکھ سے زیادہ لوگ وہاں موجود تھے۔ آپؐ کی وفات کے وقت تقریباً لاکھ مربع میل کا علاقہ اسلامی حکومت کی حدود میں شامل تھا۔اور اسلام کی آواز عرب سے نکل کر دوسرے علاقوں تک پہنچی تھی۔

کامیاب ترین مصلح:

حضورؐ اس دنیا میں کامیاب ترین مصلح ہیں۔آپؐ سے پہلے بھی ہزاروں لوگوں نے معاشروں کی اصلاح کی کوششیں کیں۔لیکن کسی کو بھی اتنی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔عموماً دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایک خاص نظریہ پیش کرتا ہے۔لیکن اس پر عمل کوئی اور کرتا ہے۔اور اسی طرح کامیابی بھی کسی اور کے حصے میں آتی ہے لیکن حضورﷺ حق کا جو پیغام لے کر آئے۔آپؐ نے خود ہی اپنی زندگی میں اس کا خوشگوار اثر بھی دیکھ لیا۔

دوست اور دشمن سب کو اس بات کا اعتراف ہے کہ انبیاء میں صرف یہی وہ پاک ہستی ہیں جنھوں نے کم سے کم مدت میں اپنی بعثت اور رسالت کے زیادہ سے زیادہ فرائض ادا کیے اور انسانی زندگی کی اصلاح کا کوئی پہلو ایسا نہ چھوڑا جس کی تکمیل ان کی تعلیم اور عمل سے نہ ہوگئی ہو۔اسی لیے آپؐ کو تمام انبیاء میں

''خاتم نبوت''اور آخری معلم کی بلند حیثیت حاصل ہوگئی۔

سوال نمبر 15 آپ ﷺ کے شخصی اوصاف وضاحت سے تحریر کریں اور اپنی زندگی کا عدل وانصاف کے حوالے سے کوئی واقعہ مع اثرات تحریر کریں۔

جواب: رسولؐ کی زندگی کے شخصی اوصاف: حضورؐ کی شخصی زندگی کے مندرجہ ذیل نمایاں پہلو ہیں

1- محبت کرنے والے شوہر 2- حقوق کا خیال رکھنے والے

3- نجی زندگی کے بشری شوہر 4- انتظام خانگی۔

1- محبت کرنے والے شوہر: آنحضورؐ اپنی ازواج سے حد درجہ محبت رکھتے تھے حضرت خدیجہؓ آپؐ کی پہلی بیوی تھیں جب وہ نکاح میں آئیں تو ان کی عمر چالیس برس تھی نکاح کے بعد پچیس برس تک زندہ رہیں نبی کریم کو ان سے بے انتہا محبت تھی اور ان کی زندگی تک حضور نے کوئی دوسرے شادی نہ کی حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد بھی آپؐ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی کوئی جانور ذبح کرتے تو خدیجہ کی سہلیوں کے پاس اس کا گوشت ضرور بھجواتے تھے۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں ''مجھے جتنا رشک خدیجہ پر آتا تھا اتنا رسول اکرم کی کسی بیوی پر نہیں آتا تھا حالانکہ میں نے انھیں دیکھا بھی نہیں تھا لیکن رسول اکرم ان کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے اور اکثر آپؐ کوئی بکری ذبح فرماتے پھر اسکے ایک ایک عضو کو جدا جدا فرماتے اور اسے خدیجہؓ کی ملنے والیوں میں بھیج دیا کرتے تھے کبھی میں آپؐ سے کہہ دیتی کہ دنیا میں خدیجہ کے سوا اور کوئی عورت ہی نہیں تو فرماتے ہاں وہ ایسی ہی تھی اور انہی سے میری اولاد ہوئی''

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حسانہ مزینہ نبی کریم سے ملنے آئیں آپؐ نہایت مہربانی سے اس کا حال دریافت فرماتے رہے وہ چلی گئی تو میں نے پوچھا یہ بڑھیا کون تھی جس سے ایسی عنایت سے آپؐ باتیں فرماتے تھے فرمایا! خدیجہؓ کی سہیلی تھی اسے خدیجہ سے بہت محبت تھی حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپؐ نے متعدد نکاح کیے اور سب کے ساتھ محبت شفقت کا برتاؤ کیا یہاں تک کہ آپؐ بعض اوقات ان کی دلداری کے خیال سے ایسی چیز کھانا بھی چھوڑ دیتے تھے جو آپ کو مرغوب ہوتی تھی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی یہ دلداری پسند فرمائی لیکن ساتھ ہی اس بات سے بھی آگاہ کر دیا کہ یہ محبت و دلداری اس حد تک نہیں بڑھنی چاہیے کہ اس کے سبب سے جائز اور حلال چیز ناجائز اور حرام قرار پائے۔سورۃ تحریم میں آیا ہے کہ ''اے نبی! جو چیز اللہ نے تمہارے لیے جائز ٹھہرائی ہے اسے اپنی بیویوں کے خیال سے اپنے لیے کیوں حرام ٹھہراتے ہو اللہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے''

آپؐ کو اگرچہ حضرت عائشہؓ سے بے حد محبت تھی لیکن یہ محبت دوسری ازواج کی حق تلفی کا باعث نہ بنتی چنانچہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں بھی آپؐ نے تمام ازواج سے اجازت لے کر حضرت عائشہ کے حجرے میں بسر کیے تھے شادی کے وقت حضرت عائشہؓ بہت کم سن تھیں اور گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں آنحضورؐ اگر اتفاقاً وہاں آجاتے تو لڑکیاں بھاگ جاتیں لیکن آپؐ ان کو بلا کر حضرت عائشہ کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ عید کے دن جیسے کھیل تماشہ دکھا دیتے تھے حضرت عائشہ نے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی آنحضورؐ آگے کھڑے ہو گئے حضرت عائشہؓ روشن مبارک پر رخسار رکھ کر تماشہ دیکھنے لگیں اور دیر تک دیکھتی رہیں یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا کہ کیوں ابھی سیر نہیں ہوئیں تو کہا نہیں آپؐ چپ ہو گئے اور کچھ دیر بعد تھک کر وہ خود ہی بیٹھ گئیں۔

بہر کیف حضورؐ اپنی بیویوں سے محبت کرنے والے شوہر تھے ازواج مطہرات سے کامل اعتماد اور محبت کی خوشگوار فضا کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے۔

2- حقوق کا خیال: نبی اکرمؐ کی ایک سے زائد بیویاں تھیں لیکن آپؐ نے تمام کے درمیان عدل وتوازن برقرار رکھا اور ہر ایک کے حقوق ادا کیے کبھی بھی ایسا نہ ہوا کہ آپؐ نے کسی کے حقوق پر کسی دوسری زوجہ کو فضیلت دی ہو تمام ازواج کو انکے حقوق ادا کرنا آپؐ کا بہترین اور مثالی کارنامہ ہے۔

عرب کے اس معاشرے میں جہاں عورت کو جینے کا بھی حق حاصل نہیں تھا آپؐ نے اپنی ازواج کے ساتھ بہترین سلوک کرکے ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔آپؐ کا اسوہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں ۔

میٹرک ،ایف اے ، آئی کام ،بی اے ، بی کام ، بی ایڈ ، ایم اے ، ایم ایڈ ، ایم ایس سی ، پی ایچ ڈی ، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ، ایم ایس سی ، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

قرآن پاک کے اس آیت کی عملی تفسیر ہے ترجمہ ''اوران کے ساتھ اچھی طرح رہوسہو''

آپؐ کے متعدد ارشادات میں عورتوں سے حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضور نے فرمایا ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ بہت اچھا ہوں''

''مومنین میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جو سب سے زیادہ حسن اخلاق والا ہے اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لیے سب سے بہتر ہے''

عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لیے بہتر ہے'' حضورؐ روزانہ تھوڑی دیر کے لیے اپنی تمام ازواج کے گھروں میں جاتے تھے اور جن کے گھر شب گزارنے کی باری ہوتی ان کے گھر آخر میں جاتے اور وہیں ٹھہرتے ۔

حضورؐ اپنی ازواج کے حقوق کا اس حد تک خیال رکھتے تھے کہ جب آپؐ سفر پر روانہ ہوتے تو اپنی رضا سے یا ازواج میں سے کسی کی خواہش پر ان کو ساتھ نہ لیتے بلکہ اس سلسلے میں تمام ازواج کے نام قرعہ ڈالتے تھے اور جس کے نام قرعہ نکل آتا تھا وہی ساتھ جاتی تھیں پھر کسی کے لیے کوئی عذر بھی نہیں رہ جاتا تھا آپؐ ازواج مطہرات سے اس طرح سلوک کرتے کہ ان سے ہر ایک کو یہی احساس ہوتا کہ گویا آپؐ انہی کے لیے ہیں آپؐ ان کا اسی طرح خیال رکھتے کہ گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹا دیتے اور ان کی یہ ضرورت کو پیش نظر رکھتے تھے ۔

نجی زندگی کے بشری مظاہر: آنحضورؐ کا گھر ایک مثالی گھر تھا جس کی فضا میں فطری جذبات کا مدوجزر تھا اس میں آنسوؤں کی چمک بھی ہوتی اور تبسموں کی شوخی بھی محبتیں بھی کارفرما تھیں اور کبھی کبھی رشک کا کھچاؤ بھی پیدا ہوتا تھا پریشانیاں بھی پیدا ہوتیں اور تفریح کے لمحات بھی میسر آتے جب نبی کریم گھر میں آتے تو نسیم کے جھونکے کی طرح آتے اور تمام گھر میں شگفتگی پھیل جاتی بات چیت بھی ہوتی اور دلچسپ لطائف بھی ظہور پذیر ہوتے غرض دور دور تک بیزاری یا اکتاہٹ کا نشان نہیں ملتا تھا ایک دفعہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے خزیرہ (قیمہ کو پانی میں پکا کر اس پر آٹا چھڑکتے ہیں جو ساتھ ہی پکتا ہے) تیار کیا حضرت سودہؓ بھی موجود تھیں اور رسولؐ دونوں نے سودہ سے کہا کھاؤ انہوں نے انکار کیا پھر اصرار کیا انہوں نے انکار کیا اور پھر کہا کہ کھاؤ ورنہ میں تمہارے منہ پر مل دوں گی ۔ حضرت سودہؓ نے پھر بھی نہ کھایا میں نے خزیرہ ہاتھ میں ڈال کر سودہؓ کے منہ پر مل دیا اس بے تکلفی پر حضورؐ خوب ہنسے اور سودہؓ سے کہا کہ تم بھی اس کے منہ پر ملو حساب برابر ہو جائے گا چنانچہ سودہؓ بھی ایسا کیا حضورؐ پھر ہنسے ۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے آپؐ نے فرمایا کہ تو مجھ سے جب ناراض ہوتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں بولیں آپؐ کو کیوں معلوم ہوا ارشاد ہوا جب خوش ہوتی ہے تو محمدؐ کے رب کی قسم کھاتی ہے اور جب ناراض ہوتی ہے تو ابراہیم کے رب کی قسم کھاتی ہے حضرت عائشہؓ نے کہا ہاں یا رسول اللہ میں صرف آپؐ کا نام چھوڑ دیتی ہوں ۔

ایک مرتبہ چند ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہ کو آنحضورؐ کے پاس سفیر بنا کر بھیجا آپؐ نے حضورؐ سے عرض کی ازواج مطہرات نے مجھے سفیر بنا کر بھیجا ہے کہ آپؐ ابوبکر کی بیٹی کو ہم پر کیوں ترجیح دیتے ہیں حضورؐ نے فرمایا جان پدر! کیا تم اس کو نہیں چاہتیں جسے میں چاہتا ہوں جناب سیدہ نے واپس جا کر کہا کہ اب اس معاملے میں میں دخل نہ دوں گی چنانچہ حفصہؓ بنت زینب جن کو حضرت عائشہ کی برابری کا دعویٰ تھا وہ منتخب ہوئیں انہوں نے پیغام بڑی دلیری سے پیش کیا حضرت عائشہ سنتی رہیں پھر اذن رسول پا کر وہ تقریر کی کہ حضرت زینب لاجواب ہو گئیں حضورؐ نے فرمایا کیوں نہ ہو ابوبکر کی بیٹی ہے ۔

نبی اکرمؐ کی خانگی زندگی کی یہ تفصیلات ظاہر کرتی ہیں کہ گھریلو ماحول میں انسانی تقاضے سے کیا مسائل پیدا کرتے ہیں انھیں کس طرح حل کرنا چاہیے ۔

خانگی انتظام: گھریلو معاملات میں اس وقت بہت پیچیدگی پائی جاتی ہے جبکہ رہن سہن انتہائی پرتکلف ہو عیش وعشرت کا ہر سامان میسر ہو اور خواہشات لامحدود ہوں لیکن اگر خواہشات کو محدود رکھا جائے اور رہن سہن میں سادگی پائی جائے تو پھر گھر کے انتظام میں بہت آسانی رہتی ہے آنحضورؐ اور آپؐ کے خاندان کا رہن سہن اتنا سادہ تھا کہ کوئی آرائش تھی اور نہ زیبائش توکل وقناعت کا سہارا تھا گھر کے معاملات بھی سادہ تھے اور ان میں کوئی پیچیدگی نہیں پائی جاتی تھی ۔

اپنے کام خود انجام دینا: نبی اکرمؐ اپنے گھریلو امور خود انجام دیتے تھے آپؐ اپنے ذاتی کام کے لیے کبھی کسی کو تکلیف نہ دیتے ایک مرتبہ کسی نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ اپنے گھر میں کیا کیا کام کرتے تھے انہوں نے فرمایا آپؐ آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے اپنے کپڑوں کی دیکھ بھال خود کرتے تھے بکری کا دودھ خود ہی دوہتے تھے اور اپنی ضرورتیں خود ہی پوری کیا کرتے تھے ۔

نیز آپؐ اپنے کپڑوں کو خود ہی پیوند لگا لیا کرتے تھے آپ بوجھ اٹھایا کرتے تھے جانوروں کو چارہ ڈال دیتے کوئی خادم آتا تو اس کے ساتھ مل کر آٹا پسوا لیا کرتے تھے اور کبھی کبھی اکیلے ہی مشقت کر لیا کرتے تھے آپؐ کو بازار جانے میں کوئی عار نہ تھی خود ہی سودا سلف لاتے اور ضرورت کی چیزیں ایک کپڑے میں باندھ کر لے آیا کرتے تھے آپؐ گھر میں جھاڑو دیا کرتے غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بلاتکلف بیٹھ کر کھانا تناول فرما لیتے اور حد تو یہ ہے کہ دوسروں کا بھی معمولی کام کرنے میں کوئی تامل نہ فرماتے تھے ۔

دوسروں کا کام کر دینا: بعض صحابہ جو گھر میں نہ ہوتے تو ان کے گھر جا کر ان کی بکریاں دودھ دھو دیا کرتے تھے مسجد قبا، مسجد نبوی اور غزوہ خندق میں آپؐ نے مزدورانہ حیثیت سے کام کیا تھا ادنیٰ ہو یا اعلیٰ آپؐ سب سے خندہ پیشانی سے ملا کرتے تھے ضعیف وکمزور کو آپؐ کبھی بھی حقیر نہ مانتے تھے اور یہ سب تعلیماً تھا

0334-5504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ، پروپوزل ، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں ۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ،بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس پی ایچ ڈی ایف اے ٹی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

کہ کوئی کسی دوسرے شخص کو کسی پیشے یا کام کی وجہ سے حقیر نہ جانے اور جائز طور پر جو بھی کام کیا جائے اور جو پیشہ اختیار کیا جائے وہی اچھا ہے کیونکہ اسلام سے پہلے اور آج کے دور میں بھی بعض پیشوں کے باعث ان کے اختیار کرنے والوں کو برا سمجھا جاتا ہے اس لئے حضورؐ نے کر کے دکھایا کہ کوئی پیشہ ہوا گر وہ جائز ہے تو ٹھیک ہے۔

عدل انصاف پرمبنی واقعہ:

عرب معاشرہ چونکہ جہالت پرمبنی تھا اس لئے وہاں اسلام سے پہلے عدل وانصاف نام کو بھی نہیں تھا حضورﷺ نے اسلام کی بنیادی خصوصیات میں عدل و انصاف کو خصوصی اہمیت دی آپﷺ کے نزدیک عدل وانصاف کی اہمیت اس قدر زیادہ تھی کہ آپﷺ نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال تک کو بھی اس سے بالاتر نہیں سمجھا جیسا کہ اس وقت کے معاشرے میں عام رواج تھا کہ عدل وانصاف کا دوہرا معیار رائج تھا غریب کو معمولی سی غلطی کی انتہائی سزادی جاتی اور امیر کو ہر سزا سے بری کر دیا جاتا۔ آپﷺ نے عدل وانصاف کا ایسا معیار قائم فرمایا کہ اس میں اپنے بیگانے ،دوست اور دشمن ،امیر اور غریب کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے:

ایک مرتبہ قریش کے ایک معزز خاندان بنومخزوم کی ایک عورت نے جس کا نام فاطمہ تھا ،چوری کی۔ خاندان کے لوگوں کو خیال ہوا کہ اگر اسے سزا ہوگئی تو بہت بے عزتی ہوگی۔ حضرت اُسامہ بن زیدؓ رسولﷺ کو بہت پیارے تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ وہ سفارش کریں تا کہ فاطمہ سزا سے بچ جائے۔ انہوں نے حضورﷺ سے معافی کی درخواست کی تو حضور اکرمﷺ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا:

''اسامہؓ!تم اللہ تعالیٰ کے قانون میں سفارش کرتے ہو، پھر آپﷺ نے لوگوں کو بلایا اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''تم سے پہلے لوگ اسی بناء پر تباہ ہوئے کہ جب ان میں کوئی عام آدمی جرم کرتا تو اسے سزا دیتے اور جب کوئی بڑا آدمی گناہ کرتا تو اس سے درگزر کر دیتے۔ خدا کی قسم !اگر محمدﷺ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

عدل وانصاف کے اس واقعہ سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ حضورﷺ کے نزدیک عدل وانصاف کی کیا اہمیت تھی اور اس واقعہ کے بعد تمام لوگوں پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ عدل وانصاف سے کوئی بھی بالاتر نہیں ہے اس وجہ سے عرب معاشرے میں جرائم کا نام ونشان تک ختم ہو گیا اور معاشرہ امن وامان کا گہوارہ بن گیا۔ اگر عدل وانصاف کا یہی معیار برقرار رکھا جائے تو تمام دنیا امن وسکون کی جنت بن جائے۔

سوال نمبر 16: اسلامی ریاست کے دفاع کے لیے آنحضورﷺ نے کیا کیا اقدامات کیے؟ وضاحت کریں۔

جواب۔ بیرونی دُشمن سے دفاع کی نسبت ریاست کا اندرونی دفاع زیادہ مشکل ہوتا ہے مسلمانوں کو بد دل کرنے کے لیے منافقین کا گروہ موجود تھا۔ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سازشیں کرنے کے لیے یثرب وخیبر کے متمول اور چالاک یہودی موجود تھے۔ اوس خزرج کی باہمی عداوت کے علاوہ مہاجرین وانصار میں ایک قسم کی مغائرت موجود تھی اور عربی وعجمی کے تفاوت کے قائل بھی موجود تھے۔ قوم پرستی اور خاندانی برتری کا بھوت بھی سروں پر منڈلا رہا تھا۔

حضورﷺ کے سامنے ہجرت مدینہ کے بعد تین (3) مقاصد تھے۔ جن کی تکمیل سے اسلامی ریاست کی تکمیل وابستہ تھی۔

۱۔ جزیرہ عرب کے تمام لوگوں کے علاوہ تمام انسانیت تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا اور انہیں دعوت حق دینا۔

۲۔ قریش مکہ جو قبائل عرب کو ساتھ ملا کر اسلام کے خالف اعلانِ جنگ کر چکے تھے اور یثرب وخیبر کے یہود پر منافقین کو بھی مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنا چاہتے تھے۔ ان سب سے اسلام کی تلوار کا لوہا منوانا۔

۳۔ مدینے کی نوزائیدہ اسلامی ریاست اور مختصر سی نفری والے معاشرے کا اندرونی اور بیرونی خطرات سے دفاع کرنا۔

سالارِ دینﷺ نے ان مقاصد کی تکمیل کے لیے بہت زبردست حکمت عملی اختیار کی۔

مواخاتِ مدینہ: داخلی امن کے استحکام کے لیے آپﷺ نے دین حق کے اس رشتے کو بنیاد بنایا جس کا تعلق دل کی گہرائیوں اور ضمیر کی قوتوں سے ہے۔ ''اہل ایمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں'' کی بنیاد پر آپﷺ نے اسلامی اخوت کی غیر فانی اور سر بلند عمارت کھڑی کی جس نے رنگ ونسل کے بت روند ڈالے اور قوم پرستی اور خاندانی برتری کی تفریق مٹا دی۔ اسلامی اخوت کی لڑی میں ایک مرتبہ پہلے مکہ معظّمہ مین اہل ایمان کو آپﷺ پرو چکے تھے۔ بلال حبشی افریقی اور صہیب رومی یورپی کو ایشیائی فاروق وصدیقﷺ کو باہم بھائی بھائی قرار دے چکے تھے۔ مدینے میں پہنچ کر آپﷺ نے اس رشتے کو مزید وسعت و تقویت کا رنگ دیا۔ ایک انصاری اور ایک مہاجر کا ہاتھ پکڑ کر دونوں کو آپﷺ بھائی بھائی بناتے چلتے گئے یوں مواخات مدینہ کا عمل تکمیل کو پہنچا جس نے ہر نسل، ہر رنگ اور ہر خطے کو بھائی بھائی بنا دیا۔ آج بھی کسی خطے میں مسلمانوں پر آفت ٹوٹتی ہے تو دوسرے خطوں کے مسلمان تڑپ اُٹھتے ہیں۔ یہ اسی مواخاتِ مدینہ کا اعجاز ہے جو رحمتہ للعالمینﷺ کے دست شفقت ورحمت سے تکمیل پذیر ہوئی۔

میثاق مدینہ: رسول اللہﷺ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ تھے کہ مواخات سے اہل ایمان کی معاشرتی اکائی کو وحدت کی لڑی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میں پرو دینے سے جو قوت وجود میں آئی ہے، اسے داخلی امن سے ہی قائم و دائم رکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ اہل اسلام، یہود اور منافقین پر مشتمل ایک وسیع تر معاشرے کے قیام کے لیے اور تمام گروہوں کے اطمینان اور تسلی کے لیے ایک آئینی ڈھانچے کی ضرورت ہے جس میں ہر گروہ کے حقوق اور فرائض کی ادائیگی کا سب کو پابند کیا جائے۔ اس طرح وہ عظیم دستاویز وجود میں آئی جسے میثاق مدینہ کا نام دیا گیا اور جسے بجا طور پر روئے زمین پر مرتب ہونے والا سب سے پہلا تحریری دستور کہا گیا میثاق مدینہ کے عظیم تاریخی دستور سے دُنیا دنگ رہ گئی اور اہل اسلام کے لیے ایک قابل فخر سرمایہ اور دستاویز مہیا ہو گئی۔ قریش مکہ معظّمہ کو بھی اس معاہدے سے مایوسی اور پریشانی ہوئی۔ منافقین بھی ہونٹ کاٹتے رہ گئے اور یہودی بھی حیرت کے ساتھ بے بسی میں دیکھتے رہ گئے۔

میثاق مدینہ کی تکمیل سے پانچ (5) اہم مقاصد حاصل ہوئے:

۱۔ اسلامی ریاست نے ایک حقیقت کا روپ دھار لیا اور آئین کے نفاذ سے رسول اللہ ﷺ کو پورے خطہ یثرب کی سربراہی سونپ دی گئی۔

۲۔ یہود و منافقین نے اسلامی ریاست کا شہری ہونا قبول کر لیا۔ اس کسی کے لیے غداری یا بغاوت قابل سزا جرم قرار پا گئی۔

۳۔ قریش مکہ معظّمہ کو اس سے سخت مایوسی اور بے انتہائی پریشانی ہوئی۔ اسلامی ریاست کے قیام سے انہیں اپنا انجام نظر آنے لگا۔

۴۔ جزیرہ عرب کے بیشتر لوگ غیر جانبدار ہو گئے اور وہ قریش اور مسلمانوں میں سے کسی ایک کی شکست و ریخت کا انتظار کرنے لگے۔ قریش مکہ معظّمہ کے لیے اب کسی کو یہ باور کرانا مشکل ہو گیا کہ مسلمان محض چند بھگوڑے ہیں بلکہ اب تو وہ ایک آزاد و مستقل ریاست کے شہری بن چکے تھے۔

فوجی قوت و برتری کا مظاہرہ

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کا تیسرا اہم اقدام یہ تھا کہ آپ ﷺ نے نوزائیدہ اسلامی ریاست کی فوجی قوت اور برتری کے لیے سعی فرمائی۔ یہاں آپ اس بات کو اچھی طرح ذہن میں رکھیے کہ قریش مکہ معظّمہ اور ان کی پیروی میں تمام جزیرۂ عرب کے لوگ مسلمانوں کے خلاف حالتِ جنگ میں تھے۔ یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ حالتِ جنگ میں دُشمن کے خلاف ہر اقدام جائز اور ہر کارروائی قانونی ہوتی ہے۔ اس لیے جب سیرت نبوی ﷺ میں کہیں یہ بھی پڑھیں کہ مسلمان مجاہدین کے دستے نے فلاں قبیلے پر حملہ کیا یا شب خون مارا، یا جب آپ یہ پڑھیں کہ فلاں یہودی قبیلے کو غداری کے الزام میں تہ تیغ کر دیا گیا تو آپ اس حقیقت کو بالکل مت بھولیں کہ حالتِ جنگ میں بیرونی دُشمن پر ہر ضرب کاری لگانا جائز بلکہ فرض ہوتا ہے اور حالتِ جنگ بلکہ ہر حالت میں غداری کی سزا موت ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اس اقدام کے دو (2) رُخ تھے ایک طرف آپ ﷺ قریش مکہ معظّمہ کی تجارت کی راہیں مسدود کر کے ان کا دماغ درست کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ان کے تجارتی قافلوں کی جستجو میں مجاہدین کے دستے روانہ فرماتے رہے دوسری طرف جو عرب قبیلے دُشمنان اسلام کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ ان کے خلاف بھی آپ ﷺ نے سرایا روانہ کیے تا کہ اسلامی ریاست کی فوجی قوت و برتری تاہم ایک بات اپنی جگہ حقیقت ثانیہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دُشمنوں نے جنگی کارروائیوں میں کسی اخلاقی اصول یا ضابطے کی پرواہ نہیں کی۔ مگر آپ ﷺ کا ہر اقدام قانونی حدود کے اندر اصول شرافت کے مطابق اور مومنانہ جرأت اور پیغمبرانہ بصیرت کے ساتھ عمل میں آیا۔

سوال نمبر 17 سیرت طیبہ کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کے اُصولوں کی فہرست تیار کریں۔

جواب: جب اسلامی ریاست قائم ہو جائے اور وہ اپنا فریضہ تبلیغ دین پوری تن دہی اور ذمہ داری سے ادا کرے تو دنیا امن و سکون، نظم و نسق اور عدل و انصاف کا گہوارہ بن جاتی ہے۔ انسان کے جملہ حقوق محفوظ ہو جاتے ہیں شرف انسانیت اور عزت نفس کو نقصان نہیں پہنچتا ہے۔

اسی طرح دینی اور سیاسی اداروں کو ایسا ماحول اور حالات میسر آتے ہیں کہ وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں اگر یہ حالات بدستور قائم رہیں تو پوری انسانیت سکھ کی زندگی گزارتی اور چین کی نیند سوتی ہے۔ بسا اوقات ایک ایسی قوت کی ضرورت پیش آتی ہے جو اس فتنہ کو فرد کر دے جنگ کی آگ بجھا دے اور برائے کے اٹھتے ہوئے طوفان کو ختم کر دے اس وقت ہمیں قرآن سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔ یہ مقابلہ عام طور پر جنگ کی شکل میں ہی ہوتا ہے تا کہ برائی کی قوت کو ختم کیا جا سکے اور نیکی کی قوت غالب آ کر دنیا میں پھر سے امن و سکون اور صلح و آشتی کا دور دورہ ہوتا ہے جنگ ایک ایسی قدرتی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کے ذریعے سے نیکی کو فروغ دیتا ہے اور برائی کو ختم کرتا ہے اسلام میں جہاد کا یہی فلسفہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے ذریعے سے دنیا سے برائی ختم کر کے دنیا میں امن و سکون برپا کرتا ہے اس وجہ سے اسلام جہاد کی اجازت دی گئی۔

جہاد کی فضیلت:

اسلامی ریاست میں جہاد کا مقصد اللہ کے قوانین کی بالادستی ہوتا ہے۔ یہ اتنا بڑا مقصد ہے کہ دنیا میں اس سے بڑا کوئی اور مقصد نہیں کہ مسلمان اللہ کی راہ میں جہاد کرے اسے مال و دولت یا ملک و مرتبہ کی کوئی خواہش نہ ہو اور اس عمل میں وہ جان مال سب کچھ قربان کر دے اللہ تعالیٰ کو مسلمان کا عمل جہاد بہت پسند ہے اور اس کام کی قرآن و سنت میں بے پناہ فضیلت ہوئی۔

ترجمہ: ''جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے حق کی خاطر گھر بار چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے لڑے ان کا درجہ اللہ کے ہاں بہت اونچا ہے اور حقیقت میں وہی لوگ کامیاب ہیں۔'' (سورہ التوبہ آیت ۲۰)

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

03154504551 solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اس کے علاوہ بے شمار آیات واحادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کی بہت زیادہ فضیلت ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں جہاد کو فرض قرار دیا گیا ہے اور اللہ پر ایمان لانے کے بعد جہاد کو افضل کام قرار دیا گیا۔

جہاد فی سبیل اللہ کے لیے غیر فانی اصول:

حضورؐ نے بحیثیت سپہ سالار جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ایک لائحہ عمل دیا۔اور کچھ اصول متعین فرمادیئے۔جو آئندہ فتوحات میں مسلمانوں کیلئے مشعل راہ بنے رہے۔ مادی وسائل واسباب کو کام میں لانا مگر بھروسہ صرف اللہ کی ذات پر کرنا۔دشمن سے انتقام کی بجائے اس سے عادلانہ برتاؤ۔ہر معاملے میں اعتدال کی راہ پر چلنا ۔ضعیفوں اورامن پسندوں سے تعرض نہ کرنا۔شرافت پرکاربند رہنا مگر مومن کی بصیرت اور جرأت سے کام لینا۔فاتحین کے لیے پہلی بار یہ بلند اصول وضع کرنے کا کام اس سپہ سالار نے کیا جو ہادی برحق اور رحمۃ للعالمینؐ بھی تھے۔

سیرت طیبہ کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کے اصولوں کی فہرست درج ذیل ہے:

(1) جماعت کی ترتیب۔
(2) دنیا کے اسباب ووسائل کی اہمیت کا احساس۔
(3) گردوپیش سے آگاہی۔
(4) فوجی قوت وبرتری کا مظاہرہ۔
(5) پاس عہد۔
(6) فیصلہ کن حیثیت کا احساس۔
(7) دشمن پر نظر۔
(8) مشاورت۔
(9) رازداری۔
(10) صف بندی وتنظیم۔
(11) قیدیوں سے حسن سلوک۔
(12) عزم وہمت وتیاری۔
(13) دوراندیشی۔
(14) ثابت قدمی واستقلال۔
(15) سپاہ کے ساتھ مخلصانہ قلبی لگاؤ۔
(16) غداروں اور کھلے دشمنوں پر دھاک بٹھانے کے لیے اقدامات۔
(17) دشمن پر اندرونی وار۔
(18) بڑی طاقت سے ٹکراؤ کی تمہید۔
(19) قومیت کے غرور اور خاندانی برتری کا خاتمہ۔

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 18: غزوۂ احد سے احزاب تک واقعات کی روشنی میں سالار دین کی حکمت عملی بیان کریں۔

جواب۔ غزوۂ اُحد سے احزاب تک کے واقعات میں سالارِ دین ﷺ کی حکمتِ عملی

بدر کے فیصلہ کن معرکہ حق وباطل کے نتیجے میں مدینہ منورہ کی نوزائیدہ اسلامی ریاست کی دفاعی وحربی قوت کی جہاں دھاک بیٹھ گئی۔وہاں اسلام کے دُشمن گروہوں کے دل حسد وانتقام کا آتش فشاں بن گئے۔کفارِ مکہ کے کاری زخم رستے رہے، یہودیوں کے دل بھی حسد سے پھٹنے لگے، منافقین مدینہ منورہ کے گھر بھی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس۔ گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سازشوں کے اڈے بن گئے اور جزیرہ عرب کے جاہل بدوؤں کو بھی یہ سب گروہ اپنی سازشوں کے جالوں میں گھسیٹتے رہے اور یہ طوفان غزوۂ احزاب میں عروج پر پہنچ گیا۔ لیکن اس دوران میں سالار دین ﷺ کا طریق عمل سپہ سالاری کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کرتا رہا جس کا ایک اجمالی خاکہ آپ کے سامنے ہے:

عزم و ہمت اور تیاری

فتح کے نتیجے میں عموماً فاتح ایک قسم کی مغرورانہ لاپروائی کا شکار ہو جاتا ہے اور مستی وعیش پرستی میں گم ہو جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ کا معاملہ اس کے برعکس تھا۔ بدر کے بعد ہی آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر آئندہ معرکے کی تیاری شروع کر دی تھی۔ اس کے نتیجے میں تین سو (300) کے لشکر مجاہدین کی تعداد ایک سال کے اندر دگنی سے بھی زیادہ ہو گئی اور ساز و سامان بھی پہلے سے بہت بہتر تھا۔ آپ ﷺ اُحد کے بجائے مدینہ منورہ میں قلعہ بند ہو کر دُشمن کا مقابلہ کرنا چاہتے تھے مگر بعض صحابہ کرامؓ کے اصرار پر جب آپ مسلح ہو کر گھر سے نکلے تو صحابہ کرامؓ کو خیال آیا کہ ہم نے حضور ﷺ کی رائے کو ترجیح دینے لگے مگر عزم و استقلال نبوی ﷺ کا جواب تھا کہ پیغمبر کو یہ زیبا نہیں کہ وہ مسلح ہو کر لڑے بغیر ہتھیار اُتار دے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تابع تھے۔

''جب عزم کر لو تو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔''

دُور اندیشی

سپہ سالاری کے اعلیٰ ترین اوصاف میں سے ایک دور اندیشی اور دوررس نگاہ بھی ہے۔ دُشمن کی چال اور ردِعمل کے سلسلے میں پیش بینی کر لینا سپہ سالاری کے کمالات میں سے ہے لیکن پیش آمدہ صورت حال کے وقت دُشمن کے ردعمل کو قبل از وقوع سمجھ لینا سپہ سالاری کی عبقریت اور معجزانہ دور اندیشی ہے۔ کوہِ اُحد کے دامن میں ایک چھوٹا سا ٹیلہ ہے جو پہاڑ اور اپنے درمیان ایک چھوٹا سا درہ بناتا ہے اس چھوٹے سے درے کے دستے کو یہ ہدایت کرنا کہ فتح یا شکست کی صورت میں یہاں سے مت ہٹنا اور ہٹنے کی صورت میں واقعی اس خلاء سے فائدہ اُٹھانا، صرف عبقریت محمد یہ ﷺ کا کمال تھا۔ دُنیا کی عسکری تاریخ میں اس چھوٹے سے درے کی جنگی اہمیت کے متعلق یہ دور اندیشی اور پیش بینی سپہ سالاری کا وہ کمال ہے جو اور کہاں دیکھنے میں نہیں آئے گا۔ اس لیے یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عسکری عبقریت کے معجزات میں سے ہے۔

ثابت قدمی و استقلال

ارادے کی پختگی و مستقل مزاجی اور ہر خطہ میں زمین کارزار میں ثابت قدمی ایسا وصف ہے جو جرنیل کو نہ صرف یہ کہ اپنے سپاہیوں میں ہر دل عزیز بناتا اور ان کا اعتماد جیتنے میں مدد دیتا ہے بلکہ میدان جنگ میں اکثر و بیشتر کامیابیاں اسی وصف کی مرہون منت ہوتی ہیں۔ شیر خدا علی مرتضیٰ ؓ فرمایا کرتے تھے کہ:

''جب معرکہ کارزار گرم ہوتا اور بڑے بڑے بہادروں کے پتے پگھلنے تو میدان جنگ میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر ثابت قدم کوئی نہیں ہوتا تھا، بلکہ ہم بھی ایک عزم و استقلال اور ثابت قدمی کے اس کوہِ گراں ﷺ کے گرد پناہ ڈھونڈتے تھے''۔

اس ثابت قدمی کی ایک عملی مثال آپ ﷺ نے اُحد کے میدان میں قائم فرمائی، جب زخموں سے لہولہان ہونے کے باوجود آپ ﷺ دُشمن کے نرغے میں ڈٹے رہے۔ دوسری مثال غزوہ حنین میں قائم فرمائی جب سراسیمہ ہو کر پسپا ہونے والے مسلمان مجاہدین کو آپ ﷺ خبردار کرتے ہوئے فرماتے جا رہے تھے کہ:

''میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں، میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ یا شک نہیں''۔

سپاہ کے ساتھ مخلصانہ قلبی لگاؤ

سپہ سالار کی عظمت اور کامیابی اس کی سپاہ کی مرہون منت ہوتی ہے۔ روم و ایران اور دیگر سلطنتوں کی افواج میں سپاہیوں کو اینٹ گارا تصور کیا جاتا تھا اور ضرورت کے مطابق استعمال کر لیا جاتا تھا۔ سپہ سالاروں کا سپاہیوں سے دُور رہنا، اصول و رواج کی بات تھی مگر تاریخ میں جو رویہ سالار دین ﷺ نے اپنی سپاہ کے ساتھ اختیار کیا وہ نہ صرف ایک نئی بات تھی بلکہ اسلام کی عسکری تاریخ میں ایک روایت بن گئی۔ مجاہدین سے محبت اور جذباتی ہمدردی کی عملی مثالیں بھی غزوۂ اُحد میں نمایاں تر ہو گئیں۔ شہداء اُحد کی تجہیز و تکفین اور نماز، جنازہ ادا فرمانے، ان کے سوگوار خاندان کے دُکھ سکھ میں شریک ہونے اور بعد میں بھی ان کے لیے ہمیشہ دعائیں کرتے رہنے سے جاں نثار سپاہیوں سے سالار دین ﷺ کی گہری محبت اور جذبہ ہمدردی کی بلند ترین مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

غداروں اور کھلے دُشمنوں پر دھاک بٹھانے کے لیے اقدام

غزوۂ اُحد سے احزاب تک غداروں، منافقوں اور قبائل عرب میں سے محض قریش مکہ کے اُکسانے پر اسلام سے دُشمنی کرنے والوں کی حیثیت واضح ہو گئی تھی۔ انہیں سزا نہ دینا اور ان پر اسلام کی طاقت اور برتری کی دھاک بٹھانے کے لیے اقدام نہ کرنا اچھی بات نہ ہوتی مگر حضور ﷺ نے یہود و منافقین کو غداری کی سزا دینے پر قبائل عرب پر ہیبت طاری کرنے میں کوئی تاخیر نہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے سرایا ارسال فرمائے۔ غزوات ہوئے اور دُشمنوں کو سزا دینے کے لیے شب خون مارے گئے یہ باتیں بظاہر سخت گیری میں شامل نظر آتی ہیں مگر ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اسلامی ریاست حالت جنگ میں تھی اور میں تو یہ بالکل معمولی اقدامات تھے لیکن سالار دین ﷺ کی پیش بینی اور فیصلہ گھڑی سے فائدہ اٹھانے میں تاخیر نہ کرنے کی روش کا پتہ دیتے ہیں۔

مساوات اسلامی کا عملی مظاہرہ

03345504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس، پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

حقوق وفرائض کے ضمن میں اسلام مساوات کی تعلیم دیتا ہے، جس طرح کہ وہ ہر فردِ معاشرہ کے عزم واحترام میں مساوات کا قائل ہے سپہ سالار اور عام سپاہی میں یہ مساوات تو بہت ضروری ہے بلکہ حالتِ جنگ میں تو اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا یہ مساوات سپہ سالار کو سپاہیوں کی نظر میں ہر دلعزیز بناتی ہے سرورِ دو عالم ﷺ نے اسلامی مساوات کے عملی مظاہرے فرما کر اپنے جاں نثار سپاہیوں کے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ غزوۂ خندق کے موقع پر مورچہ کھودتے وقت ایک جاں نثار نے فقر وفاقہ کی شکایت کرتے ہوئے اپنے پیٹ پر بندھے ہوئے پتھر کا ذکر کیا تو سالارِ دین ﷺ نے اپنے پیٹ پر بندھے ہوئے دو (2) پتھر دکھا کر اُسے مطمئن فرما دیا اور مساوات کی تعلیم دینے والے کے مساوات پر عملی مظاہرے سے سب کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور اپنے سپہ سالار پر اعتماد کی دولت دو چند ہو گئی۔

دُشمن پر اندرونی وار

جنگی حربوں میں سے ایک کارگر حربہ یہ ہے کہ دُشمن کی صفوں میں انتشار پیدا کیا جائے اور اس پر اندرونی وار کیا جائے۔ جنگِ بدر میں اسلام کی شاندار فتح کے نتیجے میں مختلف گروہوں کے دلوں میں حسد کی جو آگ بھڑک اُٹھی تھی، اس کا نقطہ عروج غزوۂ خندق یا جنگِ احزاب تھی۔ اس میں مشرکین، منافقین، یہودی اور بدو قبائل کا ایک طوفان بلا مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے خالف اُمڈ آیا۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی ﷺ کے مشورے سے شہر کے گرد خندق کھودنے کا حکم فرمایا تھا اور پھر اس متفرق گروہوں والے لشکر کا مقابلہ کرنے کی دوسری صورت یہی تھی کہ اس پر اندر سے وار کیا جائے۔ بھان متی کے کنبے کو منتشر کرنے کے لیے مختلف گروہوں میں شکوک ومخاصمت پیدا کر کے ان کی قوت وجمعیت کو منتشر کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت نعیم بن مسعود اشجعی ﷺ کے ذریعے سے آپ ﷺ نے یہ کام انجام دیا اور آندھی کے طوفان نے اسے مزید آسان بنا دیا۔

سوال نمبر 19: ''نبی کریم محمد ﷺ بحیثیت قانون ساز'' بیان کریں۔

جواب۔ حضور نبی کریم ﷺ کی قانون سازی اور اس کی خصوصیات کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں یہ حقیقت اپنے ذہن میں تازہ رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے انبیاء اور وحی کے بھیجنے کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات پر آکر ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا آخری کلام قرآنِ مجید نازل ہوا اور اس کا دین مکمل ہو گیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

'''' آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین اور میں نے پوری کر دی تم پر اپنی نعمت''۔

چونکہ حضور ﷺ کے بعد نہ کسی نئے نبی کو آنا ہے نہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی نئی کتاب ہدایت اُترنی تھی۔ اور اُمت کو تا روزِ قیامت زندگی کے ہر شعبے میں حضور اکرم ﷺ کی پیروی اور اطاعت کرنی تھی، لہٰذا ضروری تھا کہ جیسے آپ ﷺ کی اخلاقی اور روحانی تعلیمات میں جامعیت، آفاقیت اور بقا و دوام کی خصوصیات ہیں، اسی طرح معیشت واقتصادیت، سیاست وحکومت اور نظام قانون وانصاف سے متعلق آپ ﷺ کے احکام وارشادات بھی ایسے عالمگیر اور دائمی اصولوں پر مبنی ہوں جو ہر دور اور ہر زمانے میں قابل عمل ہوں، جو ہر دور کے تقاضوں پر کردہ الہامی اصول اور قواعد کلیہ میں یہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح قانون سازی سے متعلق آپ ﷺ کی ہدایات بھی بڑی جامعیت اور عالمگیر سچائی کی حامل ہیں۔ وہ انسان کی فطرت اور احساسات سے کلی مطابقت رکھتی ہیں۔ ان میں اتنی آفاقیت اور لچک پائی جاتی ہے۔ کہ ان کی بنیاد پر زندگی کے ہر آنے والے دور میں ایسی تعمیری قانون سازی کی جا سکتی ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بدلتے ہوئے تقاضوں سے ہم آہنگ اور اس کے امن وسکون اور ترقی وکمال کی ضامن ہو۔

مختلف شعبوں میں نبوی ﷺ قانون سازی

اب قانون سازی کے مختلف دائروں میں حضور نبی اکرم ﷺ کے بنائے چند نمایاں قوانین بطور مثال پیش کیے جاتے ہیں تا کہ یہ امر واضح ہو سکے کہ اس شعبے میں حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے۔

فوجداری قوانین

قانون سازی کے اس دائرے میں حضور اکرم ﷺ نے جو اصول وضوابط مقرر کیے وہ قانون کی تاریخ اور ادب کا نہایت قیمتی سرمایہ ہیں جسے کسی دور اور کسی حال میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا مثلاً:

۱۔ حضور اکرم ﷺ نے فوجداری مقدمات میں بے قصور لوگوں کو سزا سے بچانے کے لیے یہ اُصول بیان فرمایا:

''قاضی کے لیے غلطی سے کسی مجرم کو بری کر دینا اس سے بہتر ہے کہ وہ غلطی سے کسی بے گناہ کو سزا دے''۔ فوجداری مقدمات کا یہ نبوی ﷺ اصول اب جدید قوانین میں بھی اپنا لیا گیا ہے جن کے مطابق:

''ایک بے قصور کو سزا دینے کی نسبت 9 مجرموں کو بری کر دینا بہتر ہے''۔

۲۔ ذمہ داری کے تعین کے سلسلے میں حضور ﷺ نے ایک اہم اصول یہ بیان فرمایا کہ:

''غلطی، بھول چوک اور جبر واکراہ کی صورت میں تو ذمہ داری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا''۔

۳۔ قانون میں مساوات کا اصول واضح کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

’’قصاص اور دیت میں سب مسلمان برابر ہیں‘‘۔

۴۔ حضور اکرم ﷺ نے جرائم حدود یعنی ان جرائم کو جن کی سزا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر ہے۔ ناقابل مصالحت قرار دیا اور اس اصول کے مطابق ایک شخص کو جس نے کسی عورت کے ساتھ زنا کے بعد تاوان ادا کر کے مصالحت کر لی تھی، مقررہ سزا دی اور عورت کو حکم دیا کہ ان کی رقم واپس کر دے۔

۵۔ ’’جو شخص اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں میں نرمی برتنے کی سفارش کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے‘‘۔

۶۔ قتل کے مقدمے میں آپ ﷺ نے وراثت کا ایک اصول یہ بیان فرمایا کہ کوئی قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں بن سکتا۔

۷۔ پرانے زمانے میں قانون حمورانی کے مطابق اگر کوئی شخص کسی کی بیٹی یا بیٹے کو قتل کر دیتا تو بدلے میں اس کی بیٹی یا بیٹے کو قتل کیا جاتا، خود قاتل کو کوئی سزا نہ دی جاتی۔ نبوی ﷺ قانون نے دُنیا سے اس بے انصافی کا خاتمہ کر دیا اور اصل قاتل کو سزا کا مستحق ٹھہرایا۔

۸۔ اسلامی قانون کی رُو سے قتل کے جرم کو تین قسموں میں تقسیم کیا گیا یعنی قتل عمد، قتل شبہ العمد اور قتل خطاء اور تینوں کے لیے الگ الگ سزائیں مقرر کی گئیں تا کہ کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہو۔

۹۔ جاہلی دور میں طاقت ور قبیلوں کے افراد کا خون بہا معمولی قبائل کے افراد کے خون بہا سے دوگنا لیا جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس بے انصافی کا خاتمہ کر دیا اور فرمایا: ’’قصاص اور دیت میں تمام مسلمان برابر ہیں۔

۱۰۔ اگر کسی حاملہ عورت کو مار ڈالا جائے تو نبوی ﷺ قانون کے مطابق اس کے رحم میں مرنے والے بچے کا بھی قصاص لیا جائے گا اس معاملے میں جدید قانون اب بھی اسلامی قانون سے بہت پیچھے ہے جس کی رو سے رحم مادر میں مرنے والے بچے کے خون بہا کی کوئی قیمت نہیں۔ یہ صرف الہامی قانون کی خصوصیت ہے کہ اس میں ایسی چھوٹی چھوٹی جزئیات کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

۱۱۔ چوری کے ضمن میں حضور اکرم ﷺ نے بیوی کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے جیب سے اتنے پیسے نکال سکتی ہے جو گھر کے اخراجات کے لیے درکار ہوں اسے چوری تصور نہیں کیا جائے گا۔

احوالِ شخصیہ

۱۔ قرآنِ مجیدی کی آیت محرمات (النساء ۲۴۔۲۳) میں دو (2) مہینوں کو بیک وقت ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسی اصول کے مطابق پھوپھی اور بھتیجی خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع فرمایا۔

۲۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے (نسبی ماں اور بہن کی طرح) رضاعی ماں اور بہن کے ساتھ نکاح کو حرام قرار دیا ہے لیکن باقی رضاعی رشتوں کے بارے میں سکوت اختیار فرمایا۔ حضور ﷺ نے اس حقیقت کے پیش نظر کہ حرمت کی جو علت نسبی رشتوں میں پائی جاتی ہے، وہی رضاعی رشتوں میں بھی پائی جاتی ہے، باقی رضاعی رشتوں کو بھی حرام قرار دیا اور فرمایا کہ: ’’وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتے ہیں‘‘۔ کیونکہ خدشہ اور خطرہ تھا کہ اس صورت میں ان کے درمیان صلہ رحمی اور الفت و محبت قائم نہ رہ سکے گی۔

۳۔ معاشرے میں عورتوں کو ان کا جائز مقام دلانے اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے متعدد احکام دیئے۔ مثلاً نکاح کے سلسلے میں عورتوں کے اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک وہ اس کی اجازت نہ دے دے۔ کنواری کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی رضامندی نہ لے لی جائے‘‘۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کنواری کی رضامندی کیسے معلوم کی جائے؟ فرمایا: ’’اس کا خاموش رہنا ہی اس کی رضامندی ہے‘‘۔

۴۔ اسی طرح حضور ﷺ نے نکاح شغار یعنی مہر مقرر کیے بغیر ادلے کے بدلے نکاح کو ممنوع ٹھہرایا (مہر عورت کا حق ہے جو اسی کو ملنا چاہیے)

۵۔ طلاق کی صورت میں چھوٹے بچوں کی حفاظت یعنی پرورش اور تربیت کا حق حضور ﷺ نے بچوں کی ماں کو دلوایا۔

۶۔ میراث کے سلسلے میں آپ ﷺ نے ایک اصول یہ بیان فرمایا کہ کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔

۷۔ وراثت کے سلسلے میں حضور ﷺ نے ایک دوسرا قانون یہ بیان فرمایا کہ نہ کافر مسلمان کا وارث بن سکتا ہے نہ مسلمان کافر کا۔

۸۔ وارثت کا تیسرا اصول آپ ﷺ نے یہ مقرر کیا کہ کوئی قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں بن سکتا۔

خرید و فروخت اور معاہدات

لوگوں کی باہمی خرید و فروخت اور آپس کا لین دین جو ایک معاہدے کی صورت میں طے پاتا ہے، انسانی سرگرمیوں کا ایک اہم حصہ ہے جس سے کوئی شخص الگ نہیں رہ سکتا لہٰذا ضروری ہے کہ ان معاملات کو حق و صداقت کی تعمیری بنیادوں پر طے کرنے کے لیے معاشرے میں منصفانہ قوانین موجود ہوں تا کہ لوگوں کی ضرورتیں، بسہولت پوری ہوتی رہیں اور ان میں اپنے لین دن میں کوئی نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ اس سلسلے میں حضور ﷺ کے چند قانونی احکام بطور نمونہ درج ذیل سطور میں پیش کیے جاتے ہیں:

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۱۔ خریدوفروخت کے معاہدے میں سب سے اہم چیز فریقین کا مفاد اور باہمی رضا مندی ہوتی ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے ایسی خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا۔ جس میں دھوکے اور فریب سے کام لے کر کسی فریق کو نقصان پہنچایا گیا ہو یا کسی فریق پر جبر کیا گیا ہو۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ فروخت کی جانے والی چیز فروخت کے وقت موجود نہیں چاہیے تا کہ خریدار اسے دیکھ سکے۔ اگر وہ اس وقت موجود نہ ہو اور بعد میں مہیا کی جانے والی ہو تو واضح طور پر اس کی خصوصیات اور مقدار بتا دینی چاہیے تا کہ بعد میں جھگڑا نہ ہو۔ اس طرح آپ ﷺ نے یہ حکم بھی دیا کہ فروخت کی جانے والی چیز بیچنے والے کے ہاتھ میں ہونی چاہیے اور اس امر کا یقین دلانے کے لیے فروخت کی جانے والی چیز فروخت کرنے والے کی ملکیت ہے اسے اس جگہ سے منتقل کر لینا چاہیے جہاں سے فروخت کرنے والے نے اسے اس سے قبل خریدا ہو۔ جیسے منڈی کا غلہ کہ اسے فروخت کرنے والے کے گودام سے اُٹھوا کر اپنے گودام میں رکھ لینا چاہیے۔

۲۔ خیارِ فسخ (بیع کو توڑ دینے کا اختیار) کے سلسلے میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۳۔ ''خرید وفروخت کرنے والے دونوں فریقوں میں سے ہر ایک دوسرے پر اختیار رکھتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہو جائیں''۔

۴۔ لین دین اور معاملات کے سلسلے میں ایک بنیادی اصول آپ ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر اپنا مال نہ بیچے، نہ اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نکاح دے، الا یہ کہ وہ اسے اس کی اجازت دے دے۔

۵۔ اسی طرح حضور ﷺ نے بیع حصاۃ اور بیع غرر (۲) وغیرہ سے منع فرمایا، کیونکہ خرید وفروخت کے ان جاہلانہ طریقوں میں جوئے اور دھوکے کے عناصر پائے جاتے ہیں۔

۶۔ خرید وفروخت میں دھوکے اور نقصان ہی سے بچنے کے لیے حضور ﷺ نے پکنے سے پہلے پھلوں کی فروخت کو ممنوع قرار دیا۔

۷۔ حضور ﷺ نے ذخیرہ اندوزی اور خرید اندوزی اور خرید وفروخت کی ایسی تمام صورتوں سے منع فرمایا جن میں ربور (سود) کے عناصر پائے جاتے ہیں۔

۸۔ حق شفعہ (۳) کا قانون حضور ﷺ سے پہلے کہیں موجود نہ تھا۔ اس قانون کے تحت آپ ﷺ نے یہ قرار دیا کہ اگر کوئی شخص اپنا مکان یا زمین یا اس کا کوئی حصہ فروخت کرنا چاہے تو خریداری کا پہلا حق اس کے ساجھی یا قریب ترین ہمسائے کو حاصل ہے، البتہ اگر وہ مزید نہ خریدنا چاہے یا فروخت کرنے کی اجازت دے دے تو کسی غیر آدمی کے ہاتھ بیچا جا سکتا ہے اس قانون کا مقصد جائیداد میں ایسے لوگوں کو حصہ دار بنانے سے روکنا ہے جو اجنبی اور ناپسندیدہ ہوں تا کہ آپس کی تلخی اور تنازعات سے بچا جا سکے۔

سوال نمبر 20: اسلامی ریاست کا پس منظر بیان کرتے ہوئے مواخات مدینہ اور میثاق مدینہ پر بھی روشنی ڈالیں۔

جواب۔ **جغرافیائی پس منظر:** ظہور اسلام سے قبل عرب میں چند ریاستیں موجود تھیں، خصوصاً جنوبی عرب میں یمن کی ریاست یونان کے شہر ایتھنز کے وجود میں آنے سے بھی پہلے موجود تھی۔ دوسرے الفاظ میں عرب کا تمدن یورپ کے قدیم تمدنوں سے بھی زیادہ قدیم ہے۔ یمن کے آثارِ قدیمہ، وہاں کے کتبوں اور قرآنِ حکیم کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حکومتیں وہاں قائم ہیں ان کا نظم ونسق خاصا ترقی یافتہ تھا اور وہاں کے حکمرانوں کو رعایا کی فلاح و بہبود کے کاموں سے بہت دلچسپی رہی۔ یمن کے علاوہ عرب کے دوسرے مقامات پر بھی حکومتوں کا پتہ چلتا ہے۔ مکہ معظّمہ میں اسلام سے پہلے کوئی حکومت نہیں تھی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں سرے سے کوئی سیاسی نظم ونسق ہی نہیں تھا۔ البتہ وہاں بادشاہت نہیں تھی بلکہ ایک طرح کی قبائلی حکومت تھی جس میں مختلف ذمہ داریاں مختلف قبیلوں کے سپرد تھیں۔ گویا مکہ معظّمہ شہر میں ایک مملکت پائی جاتی تھی۔ یہ ایک شہری مملکت تھی۔ جس کا رقبہ تقریباً 130 مربع میل تھا۔ اس ریاست کا انتظام ایک ہاتھ میں ہونے کے بجائے ایک نمائندہ جماعت کے سپرد تھا۔ اس ریاست کا ایک اہم ادارہ دارالندوہ تھا۔ ہر وہ شخص جس کی عمر چالیس (40) سال کی ہو جاتی، خود بخود اس ادارے کا رُکن بن جاتا۔ تمام اہم قبائلی اور خارجہ امور پر اس ادارے میں بحث وگفتگو ہوتی تھی۔ مدینہ منورہ میں اسلام سے پہلے کسی مملکت کا وجود نہ تھا۔ یہاں دو (2) عرب قبائل اوس اور خزرج اور تین (3) یہودی قبائل بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ آباد تھے۔ لیکن ان قبیلوں میں ہمیشہ آپس میں خانہ جنگی ہوتی رہتی تھی، اس لیے یہاں کسی قسم کی ریاست نہیں تھی۔

مواخدتِ مدینہ منورہ: مدینہ منورہ میں سب سے پہلے جس مسئلے سے مسلمانوں کا سابقہ پڑا وہ مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ تھا۔ مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں کی خاصی تعداد اگرچہ مکہ معظّمہ میں آسودہ حال تھی لیکن انہیں ایسی حالت میں ہجرت کرنا پڑی کہ اپنے ساتھ کچھ نہ لا سکے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد ان کے پاس سر چھپانے کی جگہ تھی، نہ پیٹ بھرنے کو کھانا، پھر اس نئی جگہ وہ اپنے آپ کو اجنبی بھی محسوس کرتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان تمام مسائل کو اس طرح حل فرمایا کہ حضرت انسؓ کے گھر تقریباً نوے (90) افراد کو جمع کیا اور ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا۔ آپ ﷺ نے اس بھائی چارے کا آغاز اس طرح فرمایا کہ لوگوں سے کہا:

''اللہ تعالیٰ کے لیے دو دو آدمی آپس میں بھائی بن جاؤ''۔

پھر آپ ﷺ نے اپنے چچازاد حضرت علی بن ابی طالب ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ''یہ میرے بھائی ہیں''۔ پھر ایک مہاجر اور ایک انصاری کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اخوت کے رشتے میں منسلک فرما دیا۔ اس رشتہ مواخات کا یہ اثر ہوا کہ مہاجرین کو ٹھکانہ مل گیا۔ انہوں نے اپنے انصار بھائیوں کے تعاون سے کاروبار معاشی جدوجہد کا آغاز کر دیا اور یہ خاص مشکل مسئلہ آنحضرت ﷺ کے حسن تدبر سے بہت آسانی سے حل ہو گیا۔ مہاجرین آنحضرت ﷺ کے فیضِ صحبت کی

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

وجہ سے اسلام کے بارے میں خاصی معلومات رکھتے تھے جبکہ انصار کو ابھی یہ موقع نہیں ملا تھا۔مواخات کا یہ فائدہ ہوا کہ مہاجرین کے پاس جو علم تھا اس سے انصار بھی واقف ہو گئے۔مولانا مناظر احسن گیلانی مواخاتِ مدینہ کے فوائد بتائے ہوئے لکھتے ہیں:

اب قومیت اور نسلیت کا بت سامنے آتا ہے مہاجرین قریش اور قریشی نسل کے ساہو کار کعبہ کے کلید بردار تھے اور انصار قبیلہ اوس وخزرج کے کسان اور کاشتکار تھے قریش کو اپنے نسب پر اپنے حسب پر بڑا ناز تھا غیر قریشی عربوں کے ساتھ لوگ حج کرنے میں بھی اپنی اہانت محسوس کرتے تھے یہ مواخات کا گرز تھا جس نے اس بُت کو بھی ڈھیر کر کے رکھ دیا۔ (النبی الخاتم ﷺ)

حضرت ابو طالب ﷺ کی معاشی حالت اچھی نہیں تھی اور حضور اکرم ﷺ نے نبوت ملنے سے پہلے حضرت علی ﷺ کی کفالت اپنے ذمے لے لی تھی چنانچہ آپ ﷺ نے جو ذمہ داری مکہ معظمہ میں اُٹھائی تھی مدینہ منورہ آنے کے بعد بھی اسے برقرار رکھا اور ایک تو اپنے آپ کو کسی انصاری کا بھائی نہیں بنایا تا کہ یہ نہ کہا جائے کہ آپ ﷺ نے اپنی معاشی ذمہ داری کسی دوسرے پر ڈال دی اور دوسرے حضرت علی ﷺ کی ذمہ داری بھی خود اُٹھالی تا کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقع نہ ملے کہ آپ ﷺ نے جو ذمے داری اُٹھائی تھی اُسے چھوڑ دیا یا آپ ﷺ نے مواخات کے ذریعے اپنی اور اپنے خاندان کی معاشی ذمہ داریاں دوسرے لوگوں پر ڈال دیں۔

میثاقِ مدینہ منورہ: مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کا قیام ایک معاہدے کی رو سے ہوا جو مہاجرین، انصار، مدینے کے یہودیوں اور غیر مسلم قبائل کے درمیان ہوا۔اس معاہدے کو"میثاق مدینہ" کہتے ہیں۔ہجرت مدینہ کے تھوڑے دن بعد آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ کے متفرق قبائل کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ وہ آپس میں ایک مرکزیت پیدا کرلیں اور دُشمن کے مقابلے میں متحد ہو جائیں۔ چنانچہ سب فریقوں نے اسے قبول کیا اور ایک معاہدے لکھا گیا جو 52 دفعات پر مشتمل ہے۔یہ معاہدہ نہ صرف اسلامی ریاست کا دستور قرار پایا بلکہ انسانی تاریخ اولین تحریری دستور ہے۔اس معاہدے کی اہم دفعات یہ تھیں۔

۱۔ تمام فریقوں کو مذہبی آزادی حاصل ہو گی۔

۲۔ خون بہا اور فدیہ کا وہی طریقہ جاری رہے گا جو پہلے سے رائج ہے۔

۳۔ جنگ نا قابل تقسیم ہو گی۔ ہر فریق جنگ کی صورت میں دوسرے فریقوں کی مدد کرے گا۔البتہ مذہبی لڑائیاں ان سے مستثنیٰ ہوں گی۔

۴۔ کوئی فریق قریش کو امان نہیں دے گا۔

۵۔ مظلوم کی مدد کی جائے گی اور کوئی فریق قاتل کو پناہ نہیں دے گا۔

۶۔ نزاعی امور میں فیصلے کا آخری حق رسول اللہ ﷺ کے پاس ہو گا۔

اس معاہدے کی بدولت نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں شہری ریاست کی بنیاد رکھی مختلف عقائد و نظریات رکھنے والے متحارب گروہوں کو متحد کیا اور اسلام کو بین الاقوامی طور پر متعارف کرانے کا آغاز کیا آپ ﷺ نے عدالتی، تشریعی، فوجی اور تنفیذی اختیارات اپنے اور اہل اسلام کے لیے محفوظ کر لیے۔ سیاست کو اخلاق کے تابع کر دیا اور مذہبی رواداری کی بنیاد رکھی۔معاشرے سے ظلم، ناانصافی اور عدم مساوات کے خاتمے کی طرف پیشقدمی کی اور امن و امان کے قیام کے لیے راہیں ہموار کیں۔الغرض میثاق مدینہ آپ ﷺ کے تدبر اور سیاسی بصیرت کا شاہکار ہے۔

سوال نمبر21- صلح حدیبیہ سے کیا مراد ہے؟اس کی شرائط مسلمانوں کے حق میں کیسی ثابت ہوئیں؟

جواب: صلح حدیبیہ:

مسلمان جب سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے انہیں واپس مکہ معظمہ جانے کا موقع نہیں ملا تھا۔حالانکہ مکہ معظمہ میں مسلمانوں کا قبلہ اور توحید کا مرکز تھا۔جس کی زیارت کیلئے مسلمان بے چین تھے۔۶ ھ میں حضور اکرم ﷺ کو زیارت بیت اللہ کی بشارت ہوئی اور آپؐ چودہ سو صحابہ کرامؓ کے ہمراہ حج کی نیت سے روانہ ہو گئے۔عرب میں جاہلیت کے دور میں بھی یہ دستور تھا کہ خواہ کتنی ہی دشمنی ہو حج سے کسی کو نہیں روکا جا سکتا۔اس خیال سے مسلمانوں کی نیت پر کسی کو شبہ نہ ہو، احرام باندھ لیا۔قربانی کے اونٹ ساتھ لے لئے اور ہتھیار لگانے کی مخالفت کر دی۔صرف ایک تلوار ساتھ رکھنے کی اجازت تھی۔ جو عرب کے ماحول میں ہر شخص ہر وقت ساتھ رکھتا تھا۔لیکن وہ بھی نیام میں لے جانے کا حکم تھا۔مکہ کے قریب پہنچ کر حدیبیہ کے مقام پر قیام فرمایا۔قریش مکہ کو علم ہوا تو انہوں نے مقابلے کی تیاری شروع کی۔لیکن آپؐ نے قبیلہ خزاعہ کے سردار اور مسلمانوں کے حلیف بدیل بن ورقا کے ذریعے کہلا بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں آئے۔صرف خانہ کعبہ کی زیارت کرنے آئے ہیں۔

اسی دوران میں چند شرارت پسند نوجوان مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے لیکن گرفتار ہو کر حضورؐ کے سامنے پیش ہوئے۔آپؐ نے سب کو رہا کر دیا۔عروہ بات چیت کے بعد واپس چلا گیا۔ابھی تک کوئی تصفیہ نہیں ہوا تھا۔اسلئے حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجا۔قریش مکہ نے حضرت عثمانؓ کو مکہ میں ہی روک لیا۔اور پھر ادھر مسلمانوں میں مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔اس موقع پر آنحضرتؐ نے ببول کے درخت کے نیچے تمام صحابہ سے بیعت لی کہ جب تک حضرت عثمانؓ کا بدلہ نہیں لیں گے۔یہاں سے نہیں ہلیں گے۔اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر غلط تھی۔

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com 03345504551

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمر کو شرائط صلح طے کرنے کیلئے بھیجا۔کافی بحث وتمحیص کے بعد ذیل کی شرائط پر صلح ہوئی۔

۱۔ اس سال بغیر حج کے واپس چلے جائیں۔

۲۔ اگلے سال عمرہ کرنے آئیں اور تین دن قیام کر کے واپس لوٹ جائیں۔ان تین دنوں میں اہل مکہ خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہونگے۔

۳۔ ہتھیار لگا کر نہ آئیں۔صرف تلوار ساتھ لائیں۔اور وہ بھی نیام میں رہے۔

۴۔ مکہ میں جو مسلمان ہیں۔ان میں سے کوئی اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے کوئی مکہ میں رہ جانا چاہے اسے نہ روکیں۔

۵۔ کافروں میں سے کوئی مدینہ جائے تو اسے واپس کر دیا جائے لیکن اگر مسلمان مرتد ہو کر آجائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

۶۔ عرب کے باقی قبیلوں کو اختیار ہو کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدے میں شریک ہو جائیں۔

۷۔ اس معاہدے کی مدت دس سال ہوگی۔اس عرصے میں فریقین ایک دوسرے کے خلاف نہیں کریں گے۔

یہ معاہدہ بظاہر سراسر مسلمانوں کے خلاف تھا۔اور کئی صحابہ کو اسے قبول کرنے میں تردد تھا۔انکا خیال تھا کہ اسطرح ہمیں دب کر صلح نہیں کرنا چاہئے۔لیکن اس معاہدے کے بعد اللہ نے سورہ فتح میں اسے فتح مبین قرار دیا۔اور یہ معاہدہ سارے کا سارا مسلمانوں کیلئے مفید ثابت ہوا۔

اس معاہدے کے بعض اہم فائدے حسب ذیل ہیں۔

۱۔ قریش کا مسلمانوں سے مصالحت کی گفتگو کرنا۔اور معاہدہ کرنا گویا اس بات کو تحریری طور پر تسلیم کر لینا تھا کہ مسلمان اب ان کے ہم پلہ ایک ایسی طاقت ہو گئے ہیں۔جن کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ ان کے ساتھ بقاء باہمی کے معاہدے سے ہی عرب میں رہا جا سکتا ہے۔

۲۔ یہ معاہدہ مسلمانوں کی امن پسندی اور صلح جوئی کا بین ثبوت ہے۔چنانچہ اسکا ہمسایہ قبائل پر بہت اچھا اثر ہوا۔اور انہوں نے مسلمانوں سے صلح کے معاہدے کرنے شروع کر دیئے۔

۳۔ معاہدہ امن کی وجہ سے مسلمان مکہ میں آزادانہ آنے جانے لگے۔اس میل جول کا یہ اثر ہوا کہ اہل مکہ مسلمانوں کی نیکی اور پرہیز گاری سے متاثر ہوئے اور قریش نے دھڑا دھڑ اسلام قبول کرنا شروع کیا۔چنانچہ اس سال بیشمار کافر مسلمان ہوئے۔

۴۔ بعد میں یہی معاہدہ فتح مکہ کا پیش خیمہ بنا۔کیونکہ قریش نے تنگ آ کر معاہدہ توڑ دیا اور مسلمانوں نے حملہ کر کے مکہ فتح کر لیا۔

سوال نمبر22- حقوق العباد کا کیا مفہوم ہے؟ نیز اولاد کے حقوق تفصیل سے تحریر کریں۔

جواب: حقوق العباد:

حقوق العباد(بندوں کے حقوق) کی کئی شاخیں ہیں ان میں سے بعض فرض، واجب کے درجہ کے ہوتے ہیں اور بعض مستحب کا درجہ رکھتے ہیں۔حقوق العباد بحثیت مجموعی اخلاقیات میں ہی شمار ہوتے ہیں۔ان میں سے بعض کا تعلق بندے کی اپنی ذات سے ہوتا ہے۔اور بعض کا مقصد دوسروں کو نفع پہنچانا۔خدمت خلق اخلاق کی وہ قسم ہے جو دوسرے بندوں کی فیض رسائی سے متعلق ہے۔اسکا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ والدین واولاد اور زوجین کے حقوق سے لے کر یتیموں، مسکینوں اور بیماروں کے حقوق تک اس میں آجاتے ہیں۔بظاہر روزی کمانا ایک ذاتی فعل ہے۔جو اپنے مفاد کیلئے انجام دیا جاتا ہے۔مگر اس میں بھی خدمت خلق کی روح پیدا کی جاسکتی ہے اگر انسان اپنے ذاتی فرائض تندہی و مستعدی سے انجام دے اور تجارت کے دوران کسی سے دھوکا نہ کرے۔

اولاد کے حقوق: اسلام پہلا مذہب ہے جو اپنے پیروؤں کو سکھاتا ہے کہ اولاد کے بھی کچھ حقوق ماں باپ پر ہیں۔دیگر مذاہب میں اولاد پر کوئی حق تسلیم نہیں کیا گیا اور اسکو والدین کی سلسلہ میں بڑوں چھوٹوں کی تفریق کا قائل نہیں۔وہ جس طرح چھوٹوں پر بڑوں کے حقوق تسلیم کرتا ہے اسی طرح وہ چھوٹوں کے بھی بڑوں پر مناسب حقوق قائم کرتا ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَن لم یَرحم صغیرَنَا وَلم یو قر کبیرَنَا فَلَیس مِنا (ترمذی)

ترجمہ: جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

اولاد کی قدر و قیمت: اولاد کا پہلا اور اہم حق یہ ہے کہ والدین اس کی قدر و قیمت کا احساس کریں۔اولاد سے صحیح سلوک کرنے کیلئے اولاد کی صحیح قدر و قیمت جاننا ناگزیر ہے۔اولاد خدا کا عظیم انعام ہے۔گھر کی رونق، خیر و برکت اور دین و دنیا کی بھلائی کا سامان ہے۔اسی لئے خدا کے ایک پیغمبر نے خدا سے دعا کی کہ **"میرے رب! تو اپنے پاس سے مجھے پاکیزہ اولاد عطا فرما"**۔اسلام نے قتل اولاد کی تمام ظالمانہ رسوم سے معاشرے کو پاک کیا۔خدا کے پیارے بندوں کی پہچان یہ بتائی کہ وہ اولاد کیلئے یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ پروردگار ان کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔صالح اولاد دنیا میں بھی زبردست اعزاز و کرام کا ذریعہ ہے۔اور آخرت میں بھی بے بہا اجر و انعام کا وصیلہ ہے۔اولاد کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ والدین اس کی جسمانی اور روحانی زندگی کو باقی رکھنے اور ترقی دینے کا انتظام کریں۔بچے کی پیدائش کے ساتویں دن خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔اسلام نے والدین کو خوشی منانے کی تاکید فرمائی۔سنت یہ ہے کہ ساتویں دن خوشی کے اظہار کیلئے بطور خیرات بچے کی طرف سے جانور ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جائے۔اور سر کے بال اتار کر ان کے برابر کی مقدار میں چاندی کا صدقہ کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ **"اچھے اور پاکیزہ نام رکھو"**۔ اور ارشاد گرامی ہے کہ **"تم لوگ اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے لہٰذا**

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اچھے نام رکھا کرو"۔

پرورش:۔ اولاد کا دوسرا اور اہم حق ان کی پرورش ہے۔اولاد اپنے وجود کیلئے جس طرح والدین کی محتاج ہے اسی طرح اپنی نشو ونما اور پرورش ونگرانی کیلئے بھی والدین کی محتاج ہے۔اس لئے اسلام نے اولاد کی قدر و قیمت بتانے کے بعد اس کا دوسرا حق یہ بتایا ہے کہ اچھی طرح انکی پرورش کی جائے اور اس کی پرورش کا جذبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب اولاد

۱) بچوں کو پالنے پوسنے کی خدمت۔ ۲) بچوں کے خرچ کی کفالت۔

پہلی ذمہ داری کا مطلب ہے کہ بچوں کی نشو ونما کا خیال رکھا جائے۔انکی حفاظت ونگرانی کی جائے۔انکی صحت وآرام کا اہتمام کیا جائے۔دوسری ذمہ داری کا مطلب یہ ہے کہ پیدا ہونے کے وقت سے لیکر بالغ ہونے تک اولاد کے سارے خرچ برداشت کئے جائیں۔مائیں اپنے بچوں کو معروف دستور کے مطابق دودھ پلائیں۔حکم الٰہی ہے کہ **"اور اپنے بچوں کو کامل دوسال دودھ پلائیں"**۔فرمان نبوی ﷺ ہے کہ **"جو خاتون اپنے بچوں کی دیکھ بھال کیلئے گھر بیٹھی رہی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگی"**۔اولاد کی کفالت ایک دینی فریضہ ہے۔

حضور ﷺ نے بتایا کہ جب کوئی شخص خدا کو خوش کرنے اور آخرت میں اجر پانے کیلئے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اس کا یہ خرچ (خدا کی نظر میں) صدقہ قرار پاتا ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ **"اعمال کے پلڑے میں جو چیز سب سے پہلے رکھی جائے گی وہ اس کا اپنے کنبے پر کیا ہوا خرچ ہے"**۔

تعلیم وتربیت:۔ اولاد کے حقوق میں سے سب سے اہم یہی ہے کہ والدین انکی تعلیم وتربیت کا اہتمام کریں۔اولاد کو نیک اور سعادت مند بنانا والدین کا اپنا فریضہ بھی ہے۔اولاد سے مہر ومحبت کا تقاضا بھی اور اولاد کا حق بھی۔تعلیم وتربیت کے بغیر اولاد وہ اولاد نہیں بن سکتی جو ماں باپ کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سرور، زندگی کا سہارا اور آخرت کی سرخروئی کا سامان بن سکے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دین کی تعلیم دیں اور انکی تربیت کریں تاکہ وہ زندگی اس طرح گزاریں کہ کل قیامت کے دن انہیں اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے دوزخ کا ایندھن نہ بننا پڑے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **"اے مسلمانو! اپنے آپ کو اور اپنی آل اولاد کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ"**۔نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ **"باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت ہے"**۔اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت صدقہ جاریہ ہے۔نماز ایسی اہم عبادت ہے جو دین سے آدمی کو وابستہ رکھتی ہے۔خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **"اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اس کے پابند ہو"**۔نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ **"اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کی تاکید کرو۔جب وہ سات سال کے ہو جائیں۔اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو ان پر نماز کی سختی کرو اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ الگ کر دو"**۔

حسن سلوک:۔ اولاد کا چوتھا حق یہ ہے کہ والدین ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ان کے ساتھ نرمی وشفقت سے پیش آئیں۔ان کے آرام وآسائش کا خیال رکھیں۔ان کے جذبات واحساسات کا لحاظ کریں۔ان کو خوش رکھنے کی کوشش کریں۔اور کوئی ایسا برتاؤ نہ کریں جس سے ان کے جذبات کو ٹھیس لگے جو ان کی عزت ونفس مجروح ہو۔قرآن تاکید کرتا ہے کہ **"اولاد کے ساتھ نرمی اور عفو ودرگزر کا برتاؤ کیا جائے۔اور شفقت ومہربانی سے پیش آیا جائے"**۔لہٰذا ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جائے جیسے سلوک کی والدین خود ان سے توقع کرتے ہیں۔اسی وقت اولاد دل کی گہرائیوں سے یہ دعا نکل سکے گی **"اے پروردگار! ہمارے ماں باپ پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مہربانی اور شفقت کے ساتھ ہماری پرورش کی تھی"**۔

پیار ومحبت:۔ اولاد کا ایک حق یہ بھی ہے کہ والدین ان کے ساتھ پیار اور محبت کریں یہ اولاد کا ان پر حق ہے۔دین کا تقاضا ہے اور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اسلام اس کو محبوب ومطلوب قرار دے کر اس کی ترغیب دیتا ہے البتہ یہ ضرور تاکید کرتا ہے کہ مسلمان اپنے بچوں سے دین کی روشنی میں محبت کرے۔اپنی اولاد کو چومنا اور پیار کرنا رحم اور مہربانی کی علامت ہے۔حضرت انسؓ جو آپ ﷺ کے خادم خاص تھے فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو اپنے خاندان والوں سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جس قدر آپ ﷺ اپنے خاندان والوں سے محبت فرماتے تھے۔

مساوات:۔ اولاد کا ایک حق یہ ہے کہ سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے۔نہ لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دی جائے۔اور نہ کسی بیٹے کو کسی دوسرے پر فوقیت دی جائے۔ایک مرتبہ ایک صحابی نے اپنے لڑکوں میں سے کسی ایک کو ایک غلام دیا اور آنحضرت ﷺ کو اس پر گواہ بنانا چاہا۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا **"کیا تم نے اپنے سب بچوں کو ایک ایک غلام دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں! اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تو میں ایسے ظالمانہ عطیے پر گواہ نہ بنوں گا"**۔

اولاد کی شادی:۔ اولاد کا نکاح کرنے کی ذمہ داری بھی والدین پر ہے۔اولاد کی شادی سماجی ذمہ داری بھی ہے اور ماں باپ کی دلی تمنا بھی اور اسلام بھی اس کی تربیت اور ہدایت دیتا ہے۔لڑکا ہو یا لڑکی۔جب وہ جوان ہو جائے تو ماں باپ کی تمام ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس کیلئے مناسب رشتے کی فکر کریں۔اور جونہی رشتہ مل جائے فوراً اسے نکاح کے رشتے میں باندھ دیں۔اسلام کی ہدایت کی روشنی مناسب رشتہ مل جانے کے بعد پھر بے وجہ تاخیر کرنا ہرگز صحیح نہیں۔حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ **"تین چیزوں میں دیر نہ کرنا چاہیے۔فرض نماز میں جب اسکا وقت ہو جائے۔نماز جنازہ جب میت سامنے ہو۔اور اولاد کی شادی میں جب اس کا رشتہ مل جائے"**۔

شادی میں تاخیر کا وبال صرف یہی نہیں ہے کہ خدانخواستہ کوئی بری صورت سامنے آئے تو رسوائی ہوگی۔بلکہ اسلام کی نگاہ میں والدین گناہ گار ہوں گے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ **"جس شخص کو خدا اولاد سے نوازے تو اس کا کام یہ ہے کہ وہ اس کا اچھا سا نام رکھے۔اچھی تربیت دے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح**

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے کی گیس پیپرز ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334 5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کرادے۔اگر بالغ ہونے پر اس کا نکاح نہ کیا اور وہ کسی گناہ میں پڑ گیا تو اس کا وبال اس کے باپ پر ہوگا۔" ایک موقع پر فرمایا "تورات میں لکھا ہے کہ جس شخص کی بچی بارہ سال کی عمر کو پہنچ گئی اور اس نے بچی کا نکاح نہیں کرایا اور وہ کسی غلطی میں مبتلا ہوگئی تو اس کا وبال اس کے باپ پر ہوگا"۔

سوال نمبر 23-　　مواخاتِ مدینہ اور میثاقِ مدینہ سے کیا مراد ہے؟ دونوں کے بارے میں تحریر کریں۔

جواب:　　مواخات مدینہ:

مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمان بے سروسامان تھے۔ان میں کئی ایک مکہ میں دولت مند تھےلیکن ایسی حالت میں مکہ سے نکلے تھے کہ ساتھ کچھ نہ لا سکے۔اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان کیلئے رہائش وغیرہ کا انتظام کرنے اور ان کی معاشی بدحالی دور کرنے کیلئے انصار اور مہاجرین میں بھائی چارے کا رشتہ قائم فرمادیا اور ایک مہاجر کو انصاری کا بھائی بنا دیا۔مہاجرین کو برابر شریک کرلیا۔

مہاجرین کو اپنی زمینوں میں مکان بنا کر دیئے اور خود کھیتی باڑی کر کے غلہ برابر تقسیم کر دیتے۔ کیونکہ مہاجرین کھیتی باڑی کے کام سے واقف نہیں تھے۔اکثر مہاجرین نے انصار پر بوجھ ڈالنا مناسب نہیں سمجھا اور بقدر ضرورت نقدی سے اپنا کاروبار شروع کر دیا۔ 4ھ میں بنونضیر جلاوطن ہوئے۔ان کے نخلستان مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے اور سات ہجری میں خیبر فتح ہوا تو مہاجرین کی حالت سنبھل گئی۔اور انہوں نے انصار کی زمینیں انہیں واپس لوٹا دیں۔

اس مواخات کے رشتے کے اور فائدے بھی ہوئے مثلاً مہاجرین حضور ﷺ کے تربیت یافتہ تھے جبکہ حضور ﷺ کی محبت میسر نہیں آئی تھی اس طرح ایک مہاجر اور ایک انصاری کو اکٹھا کر کے انصار کی تربیت کا انتظام کر دیا گیا۔مہاجرین جو کہ قریش کے قبیلے سے تھے عرب کسی دوسرے قبیلے کو اپنا ہم سر نہیں سمجھتے تھے۔انصار مہاجرین میں اخوت کا رشتہ قائم کر کے جاہل معاشرے کے اونچ نیچ کا تصور حضور ﷺ نے ختم کر دیا اور قریش کو اوس خزرج کا بھائی بنا دیا۔

میثاق مدینہ: ہجرت مدینہ کے بعد حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو مدینہ منورہ مختلف جماعتوں میں بٹا ہوا تھا۔جن میں مہاجرین، انصار، منافقین۔عیسائی اور یہودی شامل تھے۔یہودیوں کے بعض قبائل طاقتور تھے۔اور کافی عرصے سے انصار پر حاوی تھے۔اب وہ غلبہ تو نہ تھا مگر پھر بھی انصار کے مقابلے میں فوقیت رکھتے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں میں نظم وضبط پیدا کرنے کی کوشش کی۔تا کہ مدینہ منورہ میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی استحکام پیدا ہوا۔اور مسلمانون کے تعلقات غیر مسلموں سے واضح معین اور ضبط ہو جائیں۔

مدینہ منورہ میں یہود کے قبائل بنو، قینقاع، بنو نقیر اور بنو قریظہ تھے۔اور عرب قبائل اوس وخزرج تھے۔اوس وخزرج میں لڑائی رہتی تھی۔جس سے یہ کمزور ہو گئے تھے۔ان کے مقابلے میں یہود طاقتور تھے۔اور مالی طور پر بھی خوشحال تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے امن وامان برقرار رکھنے کے لئے مدینہ منورہ کے تمام فریقوں کو مجتمع کیا اور باہمی رضامندی سے ایک معاہدہ طے کیا۔جس کی اہم شرائط حسب ذیل ہیں۔

ا۔مدنیہ کے تمام قبائل امن وامان سے رہیں گے۔اور امن وامان کے قائم کرنے میں سب لوگ برابر شریک ہوں گے۔

۲۔کسی بیرونی دشمن کے حملہ کی صورت میں سب مل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔

۳۔کوئی فریق کسی دوسرے فریق کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

۴۔معاہدے کے فریقین آپس میں خیر خواہی اور بھلائی کا برتاؤ کریں گے۔

۵۔معاہدہ کے فریقین مدینہ منورہ کو حرم تسلیم کریں گے۔

۶۔اگر ان میں کوئی شخص ظلم کرے گا۔تو سب لوگ اس کی مخالفت کریں گے۔

۷۔اہل ایمان مقروض مسلمانوں کی امداد کریں گے۔

۸۔معاہدہ کے فریقین میں سے کوئی بھی قریش کو پناہ نہیں دے گا۔

۹۔ایک فریق کا حلیف دوسرے فریق کا حلیف مقصود ہوگا۔

۱۰۔معاہدہ کے فریقین کے درمیان جھگڑا ہونے کی صورت میں نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ تمام فریق تسلیم کریں گے۔

۱۱۔ہر فریق کو مذہبی آزادی ہوگی۔

۱۲۔ہر فریق اپنے اپنے محلّہ میں نظم وضبط کا ذمہ دار ہوگا۔

۱۳۔جان بوجھ کر قتل کرنے والے سے قصاص (بدلہ) لیا جائے گا۔

۱۴۔ہر مجرم اپنے کیے کا ذمہ دار ہوگا۔نیز اس کا حلیف ذمہ دار ہوگا۔

۱۵۔جنگ کی صورت میں فریقین اخراجات مشترکہ طور پر برداشت کریں گے۔

افادیت واہمیت:

ا۔اس میثاق کی افادیت یہ ہوئی کہ مسلمان ایک قوم کی حیثیت سے رہنے لگے۔دین کو دنیاوی معاملات پر فوقیت دی جانے لگی۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۲۔انفرادی ترجیحات کی بجائے اجتماعی سوچ پروان چڑھنے لگی۔شخص آزادی میں مساوات کے اصول کارفرما ہونے لگا۔

۳۔مسلمانوں کوعلانیہ تبلیغ کا موقع میسر ہوا۔

۴۔ میثاق مدینہ ایک سیاسی اور معاشرتی منشور تھا۔جس کی بنیاد پر اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی۔ڈاکٹر محمد عبداللہ لکھتے ہیں۔

''یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور مملکت ہے۔اور اس کا ایک لفظ اوراق تاریخ میں محفوظ ہے''۔

اس معاہدے سے یہود کی تاکید وحمایت حاصل کرنا۔حضور ﷺ کی بہت بڑی سیاسی کامیابی تھی۔

۵۔میثاق مدینہ کی رو سے مدینہ منورہ کو حرم قرار دینے سے نہ صرف مدینہ کی حرم کی حدود قائم کر دیں۔بلکہ ہر قسم کے فتنہ کو ختم کر دیا۔اور مدینہ منورہ کا تقدس قائم کر دیا۔

۶۔تمام تنازعات میں حضور ﷺ کو ثابت تسلیم کرلیا گیا۔جس سے سیاسی اور عدالتی لحاظ سے آخری اتھارٹی آپ کو قرار دے دیا گیا۔

سوال نمبر24- تبلیغ کی اہمیت اور پانچ بنیادی اصول وضاحت سے لکھیں۔

جواب: تبلیغ:

مفہوم: تبلیغ کے لغوی معنی ہیں آخری حد تک پہنچانا۔

شرعی اصطلاح میں اللہ کے احکام بندوں تک بلا کم وکاست پہنچانے کو تبلیغ کہتے ہیں۔

تبلیغ کی اہمیت:۔

امت مسلمہ اور مبلغین کی جماعت: اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔اس کا دائرہ جملہ اقوام عالم پر محیط ہے اس لئے ہر دور کے مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ہمہ تن تبلیغ اسلام کیلئے تیار رہیں اور جس مذہب کو انہوں نے حق سمجھ کر اختیار کیا ہے۔دوسروں کو بھی اس سے روشناس کرائیں۔قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

ولکن من کم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھو نا عن المنکر (العمران)

ترجمہ:۔ تمہارے اندر ایک ایسی جماعت کا وجود نا گزیر ہے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتی ہے اور نیکیوں کا حکم دیتی ہے اور برائیوں سے باز رکھتی ہے۔

اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ امت مسلمہ میں مبلغین کی ایک جماعت کا وجود از بس ضروری ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دین اسلام ایک کامل اور اکمل دین ہے اور اس کے مبلغ رسول ﷺ تھے۔جن کے بعد رسالت ونبوت کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا گیا اب آپ ﷺ کے بعد دین کی اشاعت کیلئے کوئی نیا نبی مبعوث ہو کر نہیں آئے گا۔بلکہ تا قیامت اصحاب علم، خطہ ارضی کے دور افتادہ کونوں تک اس کی دعوت وتبلیغ کا فریضہ ادا کرتے رہیں گے۔دنیوی مشاغل میں مشغول ہو کر جب دینی خدمات سرد پڑ جاتی ہیں تو ان کو گرمانے اور از سر نو زندہ کرنے کیلئے بھی تبلیغ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مسلم اور غیر مسلم دونوں کو دینی احکام سے روشناس کرنے کیلئے ہر دور میں تبلیغ کی شدید ضرورت ہے۔

آنحضورﷺ اور فریضہ رسالت: نبی کریم ﷺ کو حکم ہوتا ہے کہ ہر قسم کے خطرات سے بے پرواہ ہو کر پیام الٰہی کو لوگوں تک پہنچائے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فریضہ رسالت کو انجام ہی نہیں دیا۔ارشاد ہوتا ہے کہ

یا یھاالرسول بلغ ما انزل الیك وانلم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمك من الناس (المائدہ : 67)

ترجمہ:۔ اے رسول! تیرے پروردگار کی طرف سے جو کچھ تیری طرف اترا ہے اس کو پہنچا دے۔اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے خدا کا پیغام نہیں پہنچایا اور تجھ کو خدا لوگوں سے بچائے گا۔ دوسری جگہ فرمایا کہ

وذکر فان الذکر تنفع المؤمنین (الذاریات : 3)

ترجمہ:۔ اور نصیحت اہل ایمان کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

بہترین امت:۔کنتم خیرا امت اخرجت لناس تأمرون بالمعروف وتنھو ن عن المنکر (العمران : 110)

ترجمہ:۔ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے ظاہر کی گئی ہو تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری بات سے روکتے ہو۔

اس آیت میں امت مسلمہ کو ''خیرامۃ'' (بہترین امت) قرار دیا گیا ہے۔اور اس کی وجہ بھی بتا دی کہ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور منکرات ونواحش سے روکتے ہو۔اس سے وہ واضح ہوا کہ تبلیغ ودعوت عظمت وشرف کی مؤجب ہے۔امت محمد یہ کو یہ فضیلت محض تبلیغ کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

احادیث میں تبلیغ کی تاکید:۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ اے علی!

من رایٰ منکم منکرا فلیغیر بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان
لم یستطع فبقلبہ وذٰلك اضعف الایمان (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ تم میں سے جو شخص بھی کوئی برائی دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر زبان سے منع کرے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اسے دل میں برا سمجھے۔ آخری صورت کمزور ترین ایمان ہے۔حضورﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں جب بھی خرابی پیدا ہوئی جب کوئی اپنے بھائی کو کوئی گناہ کرتا دیکھتا تھا تو اسے منع کرتا تھا پھر دوسرا دن آتا تو نہ روکتا۔ کیونکہ اس کا ہم خیال ہو جاتا۔اس کے بارے میں **لعن الذین کفروا** سے **فاتقون**۔تک قرآن نازل ہوا۔ آنحضورﷺ مسند سے تکیہ لگائے ہوئے تھے کہ یہ آیت پڑھ کر بیٹھ گئے اور صحابہ سے فرمایا کہ تم برائی کو روکنے سے ہرگز نہ رکنا حتیٰ کہ ظالم کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے حق کی طرف جھکا دو۔ (ترمذی)

حضورﷺ نے فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اچھے کاموں کا حکم دیتے رہو اور لوگوں کو برائی سے باز رکھو۔ ورنہ کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب بھیج دے پھر اسے پکارو گے اور تمہیں کوئی جواب نہ ملے گا۔ **(ترمذی)** آپﷺ نے فرمایا کہ

بلغوا عنی ولو اٰیۃ (بخاری)

ترجمہ:۔ مجھ سے سن کر آگے پہنچاؤ اگرچہ یہ ایک ہی آیت ہو۔

تبلیغ کے بنیادی اصول:

مبلغ چونکہ بہت ہی اہم کام میں مشغول ہوتا ہے اور وہ انسانیت کو مخاطب کرتا ہے اور وہ اللہ کا پیغام اس کے بندوں کو پہنچاتا ہے۔اس لیے ایسے اصول اپنائے جائیں جو اس کے مقصد کے لیے مفید اور مددگار رہوں۔انسانی نفسیات انسان کی ذہنی وشعوری سطح اور حالات وزمانہ کے رسم ورواج اور مخاطبین کے طور طریقوں کو پیش نظر رکھے

اور یہ سب چیزیں حکمت عملی میں آتی ہیں۔مبلغ کے لیے مندرجہ ذیل اصولوں کو اپنانا ضروری ہے۔

۱) **حکمت کا اصول اپنائیے:** کسی بھی کام کو سرانجام دینے کا عمدہ طریقہ ہی اس کام کی حکمت عملی کہلاتا ہے۔اس لئے تبلیغ کرتے وقت ایسا کوئی اوچھا یا بھونڈا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے جس سے تبلیغی مقصد کو نقصان پہنچے۔

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة (النحل : 125)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف دانائی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔

۲) **نرمی اپنائی جائے:** مبلغ کو اس اصول پر خاص توجہ دینی چاہئے کیونکہ نرم گفتاری سے سخت سے سخت دل جیتا جا سکتا ہے اور اگر سختی کا طریقہ کار اپنایا گیا تو لوگ قریب نہیں آئیں گے اور تبلیغ کا کام مشکل ہو جائے گا۔مبلغ کو اپنے مقام پر غور کرنا چاہئے کہ اس کے فرائض میں یہ شامل نہیں ہے کہ وہ لوگوں کے سروں پر تلوار لٹکائے بلکہ اس کے فرائض میں اللہ کے پیغام کی تبلیغ ہے۔اس لئے وہ نرمی کا طریقہ اپنائے کیوں کہ قرآن حکیم نے خود مبلغ رسولﷺ کو فرمایا کہ اگر آپﷺ نے سختی کی تو یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے۔اس طرح نرمی اپنانے کی تاکید کی گئی ہے۔

۳) **گفتگو واضح اور مدلل ہو:** پیغام دیتے وقت اسی زبان میں بات کی جائے جو مخاطب جانتے ہوں اور اس زبان کے عمدہ الفاظ اور بہترین جملے بولے جائیں جو مخاطب کی سمجھ میں آجائیں۔تبلیغ کو دلائل پر مبنی ہونا چاہئے۔بغیر دلیل والی بات کوئی مقام اور اثر نہیں رکھتی بلکہ اس سے تبلیغ کے مقصد کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

۴) **قول وعمل میں مطابقت:** یہ بنیادی اصول ہے کہ مبلغ کے قول وعمل میں فرق نہیں ہونا چاہئے اس کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ زبان سے کہے وہی کچھ اس کے عمل سے بھی معلوم ہو۔اس طرح ایسا کوئی پیغام پیش نہ کرے جو عمل کی کسوٹی پر پورا نہ اتر سکے کیونکہ قول وعمل کا تضاد خدا کو ناپسند ہے۔

۵) **تبلیغ کا آغاز اپنے خاندان سے کرے:** مبلغ کی تبلیغ اس وقت زیادہ مؤثر ہوگی اگر وہ اپنے کام کا آغاز اپنے گھر سے کرے گا۔کیونکہ اپنے گھر والوں کا زیادہ حق ہے۔دوسرے انہیں آگ سے بچانے کا حکم دیا گیا ہے۔تیسرے انہیں عمل کی قوت سے براہ راست متاثر کیا جا سکتا ہے۔گھر والوں کے بعد قریبی رشتہ داروں کو تبلیغ کی جائے کیونکہ نیکی میں اپنے زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔

وانذر عشیرتك الاقربین (الشعراء)

ترجمہ:۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

سوال نمبر25- **حقوقِ زوجین سے کیا مراد ہے؟ بیوی کے حقوق پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔**

جواب: **حقوق زوجین:**

ماں باپ اور اولاد کے بعد قریب ترین تعلقات کی فہرست میں تیسرا درجہ میاں بیوی کا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ان تعلقات کی استواری پر گھر کی خوشحالی کا انحصار ہے میاں بیوی کا تعلق اسلام کی نظر میں بہت اہم ومقدس ہے۔اسلام کا معاشرتی نظام خاندان کی بنیاد پر قائم ہے۔اور خاندان بیوی کے تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔اسلام ہر خاندان کو میل محبت اور ہمدردی سے مالا مال اور آپس کے تعلقات کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ خوشحال دیکھنا چاہتا ہے۔اسلام نے انسانی زندگی کی مشغولیتوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا ہے۔خانگی اور بیرونی۔عورت کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ گھریلو امور سرانجام دے اور بچوں کی تربیت میں اپنا وقت صرف کرے۔جب کہ مرد کی ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ گھر کی ضرورت پوری کرنے کیلئے روزی کمائے اور عورت کی ضروریات کا کفیل ہو۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے، ماسٹرز ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

مفہوم وحقیقت: زوجین کے معنی ہیں شوہر اور بیوی۔حقوق زوجین سے مراد وہ حقوق ہیں جو میاں بیوی دونوں کیلئے ایک دوسرے پر عائد ہوتے ہیں اس سلسلے میں آنحضرت محمد ﷺ کی ہدایات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کو اپنے لئے سب سے بالاتر سمجھے۔اس کی فرمانبرداری اور وفادار رہے ۔اس کی خیر خواہی اور رضا جوئی میں کمی نہ کرے ۔اپنی دنیا وآخرت کی بھلائی اس کی خوشی سے وابستہ سمجھے۔

شوہر کو چاہیے کہ وہ بیوی کو اللہ تعالیٰ کی عطاء کی ہوئی نعمت سمجھے،اس کی قدر کرے اور اس سے محبت کرے اگر اس سے غلطی ہوجائے تو چشم پوشی کرے۔صبر و تحمل اور دانشمندی سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے اپنی استطاعت کی حد تک اس کی ضروریات اچھی طرح پوری کرے۔اس کی راحت رسانی اور دل جوئی کی کوشش کرے۔ان کے باہمی حقوق کا تفصیلی جائزہ درج ذیل ہے۔

بیوی کے حقوق یا شوہر کے فرائض:

۱) **اخلاص ومحبت:**۔ بیوی یا عورت اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور سکون قلبی کا ذریعہ ہے ارشاد الٰہی ہے کہ:

"اور خدا کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں۔تاکہ تم ان کے پاس سکون پاؤ اور تمہارے آپس میں پیار اور اخلاص پیدا کیا۔جو لوگ سمجھ سے کام لیتے ہیں ان کیلئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔"

۲) **مہر کی ادائیگی:**۔مرد کا ایک اہم فرض مہر کی ادائیگی ہے۔مہر اس رقم کو کہتے ہیں جو حق زوجیت کے عوض اس کو دی جاتی ہے یہ رقم عورت کی عزت وتقریم کیلئے شریعت نے لازم قرار دی ہے۔اس میں اور بھی مصلحتیں ہیں۔حکم الٰہی ہے اور **"عورتوں کے مہر خوشی سے ادا کرو"**۔فرمان نبوی ﷺ ہے۔

"جس نے زر مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کیا اور نیت رکھی کے ادا نہ کرے گا تو وہ زانی ہے"۔

۳) **نان ونفقہ:**۔اسلامی قانون معاشرے میں مرد کی حیثیت نگران کی ہے مال خرچ کرنا۔بیوی کو اس کی ضروریات مہیا کرنا اور بیوی کی تمام جائز حاجات پوری کرنا

اس کا فرض ہے۔مختصر الفاظ میں ان پر نان ونفقہ کا لفظ بولا جاتا ہے اس لئے قرآن پاک نے ایک اصول بیان کیا ہے کہ:

"عورت کا نان ونفقہ دولت مند پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے اور مفلس پر اس کی طاقت کے مطابق"۔

اگر کوئی مرد بیوی اور اولاد کی جائز ضرورتوں کیلئے اپنی حیثیت سے کم دے عورت کو حق ہے کے وہ شوہر کی لاعلمی میں اس کی دولت سے اس کی حیثیت کے مطابق بقدر ضرورت لے لیا کرے۔ایک صحابیہ کو آپ ﷺ نے فرمایا۔ **"تم قاعدہ کے مطابق اتنا لے سکتی ہو جتنا تم کو اور تمہارے بچوں کو کافی ہو"** آپ ﷺ نے یہ بھی بتایا کہ انسان کے اعمال کے پلڑے میں جو چیز سب سے پہلے رکھی جائے گی وہ اس کا اپنے کنبے پر کیا ہوا خرچ ہے۔

۴) **حسن سلوک:** مرد کا چوتھا فرض حسن سلوک ہے مرد کو عورت کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ جوئی کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کامیاب ازدواجی زندگی کا یہ اصول ہے حکم الٰہی ہے کہ **"اے مسلمانو! اپنی بیویوں سے حسن سلوک سے رہو"**۔حضور اکرم ﷺ نے ہدایت فرمائی۔**"عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو"** آپ ﷺ نے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کو انسان کے بہتر اور خوب ہونے کی نشانی قرار دیا ہے۔فرمایا **"تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کیلئے سب سے بہتر ہے۔"**

۵) **بیوی کی تربیت:** شوہر کا ایک اہم فرض یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو دین کے احکام پر چلنے کی تلقین کرے۔فرمان نبوی ﷺ ہے کہ: **"تم میں سے ہر شخص اپنی رعایا کا نگہبان ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کے فرائض کی باز پرس کی جائے گی۔خاوند اپنی بیوی اور بچوں کا نگران ہے۔"**

مراد یہ ہے کہ خاوند کو اپنے بیوی بچوں کے اخلاق وکردار کی اصلاح وتربیت کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے۔اسی لئے حکم ہے کہ: **"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ"۔**

۶) **عدل ومساوات:** مرد کا ایک فریضہ عورت کے ساتھ عدل وانصاف کرنا ہے ایک بیوی کے سلسلے میں پورے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے اور یہی عدل ہے اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان سب کے درمیان پورا پورا انصاف قائم رکھنا فرض ہے۔قرآنی حکم ہے کسی بیوی کی جانب اتنا نہ جھکو کہ دوسری نظر انداز ہو جائے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شوہر کسی بیوی کی طرف زیادہ التفات کرے گا۔وہ قیامت کے دن مفلوج اٹھایا جائے گا۔یعنی اس کے جسم کا آدھا حصہ بے کار ہوگا۔آپ خود تمام ازواج مطہرات سے ایک سا سلوک فرماتے پھر بھی دعا فرماتے **"اے اللہ! جہاں تک ہو سکا میں نے ان کے درمیان انصاف کو ملحوظ رکھا لیکن اگر مجھ سے کہیں ناانصافی کا مظاہرہ ہوا ہو تو مجھے معاف فرما"۔**

۷) **ظلم وزیادتی سے پرہیز:** مرد کیلئے لازم ہے کہ نگران ہونے کی حیثیت سے اسے جو اختیارات (مثلاً طلاق وتادیب وغیرہ) حاصل ہیں ان کا ناجائز استعمال نہ کرے۔عورتوں کو جسمانی یا روحانی تکالیف پہنچانا،مارنا پیٹنا، گالیاں بکنا، یا ذہنی اذیت پہنچانے کے کوئی دوسرے طریقے اختیار کرنا ناجائز ہے اس سے گھریلو زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔حضور اکرم ﷺ نے بتایا ہے کہ اگر کوئی زبردستی اور تشدد سے عورت کی اصلاح کی کوشش کرے گا تو وہ کامیاب نہ ہو سکے گا ۔اس لئے مردوں کو چاہیے کہ ان کے ساتھ بہتر سلوک کریں اس طریقے سے ان کی اصلاح ہو سکے گی گویا اصلاح کیلئے بھی حکمت سے کام لینے کا حکم ہے نہ کے ظلم و زیادتی کی اجازت۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سوال نمبر 26- **قوم اور قومیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے امۃ مسلمۃ کی بنیاد پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔**

جواب: قوم اور قومیت کا مفہوم: لفظ قوم اور اس کا ہم معنی لفظ (Nation) ایسے معانی پر مشتمل ہیں جس کی رو سے کسی طرح سے وحدت نسل انسانی قائم نہیں ہوسکتی اور قوم کا تصور نسلی اور وطنی حدود کا پابند ہوتا ہے۔ جبکہ امت اسلامیہ ان حدود سے بالاتر ہوتی ہے۔ قوم کا تصور دور جاہلیت کی پیداوار ہے کیونکہ اس دور میں قومیت کی بنیاد عقیدے اور اصول پر قائم نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ قومیت کا خمیر قبیلے، نسل اور علاقے وغیرہ کے مواد سے اٹھتا ہے۔ اسی طرح آج بھی لفظ قوم کے مفہوم میں مشترک جنسیت (Nationality) کا تصور لازمی طور پر شامل ہوتا ہے۔

امت مسلمہ کی بنیاد: اسلام نے اجتماعیت کا جو تصور دیا ہے یہ چیز اس کے خلاف ہے۔ اسلئے قرآن وسنت میں یہ لفظ مسلمان جماعت کیلئے استعمال نہیں ہوا۔ اسی طرح قوم کا ہم معنی لفظ ''شعب'' بھی مسلمانوں کیلئے استعمال نہیں ہوا۔ کیونکہ اسلام کا تعلق عقیدے اور عمل سے ہے جبکہ قوم کی ترکیب خاک وخون اور رنگ ونسل سے ہوتی ہے۔ جس کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔

قوم کا لفظ کیوں؟: جن انبیاءؑ نے اپنے ماننے والوں یا مخاطبین کیلئے قوم کا لفظ استعمال کیا ہے ایک زبان بولنے والے، ایک نسل سے تعلق رکھنے والے، یا ایک علاقے میں رہنے والے لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے اس وقت تک انسان نے اس قدر ترقی نہیں کی تھی کہ پوری انسانیت کیلئے ایک ہی نبی بھیجا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں بیکوقت کئی کئی انبیاء موجود ہوتے تھے جو اپنی قوم کو ہدایت اور راہنمائی کا درس دیتے تھے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کی نشان دہی فرمائی ہے۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورۃ الرعد : ۷) ترجمہ:۔ ہر قوم کیلئے ایک ہدایت دینے والا ہے۔

گویا اس وقت تک انسان نے اس قدر ترقی نہیں کی تھی کہ پوری انسانیت کیلئے ایک ہی ہادی اور راہنما بھیجا جاتا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبی مبعوث فرمائے۔ اور ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں ہدایت کا پیغام دے کر بھیجا۔ اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ زبان کی بنیاد پر بھی انبیاءؑ بھیجے جاتے تھے۔ جن کی تعلیمات اس قوم کی ضروریات کے مطابق ہوا کرتی تھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کی بنیاد وحدت نسل انسانی پر ہے اور قوم کے تصور سے وحدت کا مفہوم پورا نہیں ہوتا۔ قوم نسل انسانی کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتی ہیں۔ اسلئے مسلمان ایک قوم نہیں بلکہ ایک امت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی پارٹی: قرآن حکیم نے مسلمانوں کیلئے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان میں ایک لفظ ''حزب'' ہے۔ جسکے معنی جماعت اور پارٹی کے ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے مسلمان ایک قوم نہیں بلکہ ایک جماعت اور پارٹی ہیں کیونکہ مسلمانوں کو تمام دنیا سے الگ اور باہم ایک دوسرے وابسطہ اسی لئے کیا جاسکتا ہے کہ ایک اصول اور مسلک کے ماننے والے ہیں۔ جن لوگوں کا عقیدہ اور عمل مسلمانوں کا سا نہیں ہے وہ جغرافیائی اور نسلی طور پر ہر مسلمانوں کے قریبی ہونے کے باوجود ان سے دور اور ان کی جماعت سے باہر ہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم نے دو ہی پارٹیوں کو تسلیم کیا ہے۔ اللہ کی پارٹی اور شیطان کی پارٹی۔

وحدت فکرِ انسانی: قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

كان الناس امة واحدة فبعث الله النبين مبشرين و منذرين۔ (البقرۃ : 213)

ترجمہ:۔ جب سب ایک ہی طریقہ پر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جو کہ لوگوں کو خوشخبریاں سناتے تھے اور اللہ سے ڈراتے تھے۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پہلے سب لوگ ایک ہی فکر پر قائم تھے اللہ تعالیٰ نے ان میں پیغمبروں کو بھیجا جو کہ لوگوں کو جنت کی خوشخبریاں سناتے تھے اور اللہ کے خوف سے ڈراتے تھے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

ان الدين عندالله وقف وماختلف الدين اوتوا الكتب الا من بعد ما جاء هم العلم بغياً بينهم (العمران : 19)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ کے نزدیک (بہترین دین) اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا (یعنی اسلام کو جھٹلایا) اس وقت جب ان کے پاس دلیل آچکی تھی وہ محض اس لئے کہ بغض کے سبب سے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پسند فرمایا وہ دین اسلام ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات اللہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ اس سے فکر و وحدت کا تصور ملتا ہے۔

امر بالمعروف: معاشرے کا نظام برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیا جائے تاکہ معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ ہوتا رہے اور معاشرہ صحت مند اور توانا رہے۔ کتاب وسنت میں اس ذکر کیا گیا ہے۔

كنتم خير امت اخرجت لناس تأ مرون بالمعروف وتنهون عن المنكر۔ (العمران : 11)

ترجمہ:۔ تم ایک بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کیلئے ظاہر کی گئی ہے۔ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بہترین امت اس لئے قرار دیا کہ تم لوگوں کو اچھے کاموں کی نصیحت کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو جب تک یہ فریضہ ادا کیا جاتا رہے گا معاشرے سے برائی کا خاتمہ ہوتا رہے گا۔ جس کی وجہ سے معاشرہ ترقی کرتا رہے گا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی لوگوں میں گناہ کرے اور لوگ اس پر قادر ہوں کہ اس کو روک سکیں مگر اس کو اس گناہ سے نہ روکیں تو مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کو ضرور عذاب دے گا۔ **(ابوداؤد)**

احساس ذمہ داری: اسلامی معاشرے میں ہوئے ہر فرد کو اس بات کا مکلّف ٹھہرایا گیا ہے کہ وہ جو کام کرے گا اس کا خود ذمہ دار ہوگا۔ کسی کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com
03345504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جائے گا۔ یہ شخص اپنا خود احتساب کرے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ

ولا تکسب کل نفس الا علیھا ولا تزاوارۃ وازرا اخریٰ (الانعام : 164)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی برا فعل سرانجام دیتا ہے تو اس کا نقصان اسی کو ہوگا۔ اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان اجتماعی ذمہ داری سے بری ہو گیا ہے۔ وہ بھی ذمہ داری اسکے ذمہ ہے۔ آنحضورﷺ نے فرمایا کہ **"تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اپنے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔ (بخاری شریف)**

اسلام نے اپنی بین الاقوامی امت کے ارکان میں یک جہتی اور انکی معاشرت میں یکسانی پیدا کرنے کیلئے ضروری قرار دیا ہے کہ بیاہ شادی آپس میں کریں۔ تاکہ اولاد کی تعلیم و تربیت صحیح ہو اور اسلام کے عقیدہ و عمل کا پیروکار معاشرہ دیا ہے۔ معاملہ یہیں ختم نہیں ہو گیا بلکہ ارشاد نبویﷺ ہے کہ **"دو ملتوں کے افراد آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے"**۔ اسلام ایک ملت ہے تو اس کے مقابلے میں کافر دوسری مقابل امت یا ملت ہے۔

سوال نمبر 27- مکتب کی اہمیت تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: مکتب کی اہمیت: انسانی زندگی میں مکتب بڑا اہم پارٹ ادا کرتا ہے۔ آج کے بچے کل کے معمار ہیں۔ ان ہی پر قوم کی آئندہ زندگی اور ترقی کا انحصار ہے۔ کل کو یہی ملک و ملت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے والے ہوں گے۔ لہٰذا ان کی تربیت ازبس ناگزیر ہے۔ یہ تربیت بچوں کو صرف مکتب میں حاصل ہو سکتی ہے اگر استاد اپنے فرض کو سمجھ کر بچوں کی تربیت صحیح طور پر کریں گے انہیں ہر قسم کی بے راہ روی سے روکیں گے انہیں عمدہ اخلاق سکھائیں گے ان کے دل میں دین اسلام اور وطن کی محبت کے جذبات پیدا کریں گے تو یقیناً بچوں پر اس کا اچھا اثر پڑے گا۔ اور وہ آگے چل کر قوم کے معمار ثابت ہوں گے۔ تربیت دینے اور اخلاقی نگرانی کرنے میں استاد کا اپنا نمونہ سب سے زیادہ کارآمد ثابت ہوں گے۔ تربیت دینے والا استاد اعلیٰ اخلاق و اقدار کا حامل ہوگا تو یقیناً بچے بھی اس کا اثر قبول کریں گے لیکن اگر استاد کا اپنا نمونہ اچھا نہ ہوگا تو بچوں کو لاکھ اخلاق کا درس دیتا رہے ان پر کوئی اثر نہ ہوگا۔

مکتب، پہلی درس گاہ: والدین کے زیرسایہ ابتدائی تربیت حاصل کرنے کے بعد مکتب بچے کی اولین تربیت گاہ ہوتی ہے۔ جہاں اس کا ذہن نئے سانچے میں ڈھلتا ہے اور اسکے لئے زندگی کی نئی راہ متعین ہوتی ہے۔ اگر اچھے والدین کے بعد اچھا مکتب میسر آجائے تو اس نصیب اس دور میں بچے کی لوح و ذہن بالکل صاف ہوتی ہے اور اس کا ذہن نیک و بد خیالات سے پاک ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں جو بات اس کے ذہن نشین کرا دی جائے گی وہ پتھر پر لکیر ثابت ہوگی اور اس کے نقوش آئندہ زندگی میں کبھی نہ مٹ سکیں گے۔ اس کی درخشاں مثال آنحضورﷺ کے اولین صحابہ اکرامؓ کی ہے۔ جنہوں نے آنحضورﷺ کے زیر اثر صفہ کی درس گاہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ ان میں سبھی قسم کے لوگ تھے بچے بھی تھے۔ جوان بھی اور بوڑھے بھی۔ آگے چل کر یہی لوگ دین اسلام کے ستون ثابت ہوئے اور انہوں نے کائنات ارضی کے دور افتادہ گوشوں تک اسلام کا نام روشن کیا۔

مکتب کی تاریخ: اچھے مکاتب اور ممتاز اساتذہ اقوام عالم کیلئے سرمایہ افتخار ہوتے ہیں اور اچھے مکاتب قوم کی تاریخ پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ وہ قوم کو ایک نئی روح اور نیا جذبہ عطا کرتے ہیں جو علماء وہاں سے سند فراغت لیکر نکلتے ہیں وہ قوم کی ترقی میں نمایاں حصہ لیتے ہیں اور اس قوم کی تاریخ میں ان کا نام تابندہ و درخشندہ رہتا ہے۔ جو طلباء مدرسہ سے سند و فراغت حاصل کر کے نکلتے ہیں وہ زندگی بھر اسے فراموش نہیں کر سکتے۔ اساتذہ کو یاد کر کے ان کے سینے عقیدت کے جذبات سے لبریز ہو جاتی ہیں

مسلمان بغداد کے مدرسۂ نظامیہ کا ذکر بڑے فخر سے کرتے ہیں۔ یہ مدرسہ ایک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں 6,000 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ ان کی خوراک و لباس کا کفیل تھا۔ بغداد کے علوم و فنون ہندوستان، چین، اور یورپ پہنچے۔ اندلس کی جامع قرطبہ اور مصر کی ہزار سالہ ازہر یونیورسٹی تاریخ عالم میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء، لکھنو، جامع ملیہ دہلی، اور جامع عثمانیہ حیدرآباد دکن نے مسلمانوں کو علوم اسلامیہ اور اسلامی تہذیب و ثقافت سے روشناس کرانے میں جو نمایاں خدمات انجام دیں ان سے انکار کرنا عظیم کفران نعمت ہے۔

عہد نبویﷺ: مسلمانوں نے اپنے دور اقتدار میں علم اور علماء کو ہمیشہ قدردانی کی نگاہ سے دیکھا۔ علم کی اشاعت مکاتب کی تعمیر و تصنیف کی حوصلہ افزائی کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ مکاتب کی تعمیر کا سلسلہ اسلام میں عہد نبویﷺ سے شروع ہوا۔ مسجد نبوی اور اس کا سائبان جسے صفہ کہتے ہیں اولین اسلامی یونیورسٹی تھی۔ معلم اعظم حضرت محمدﷺ اولین استاد تھے۔ اور مدینہ کے نادر صحابہ جنہیں دنیا اصحاب صفہ کے نام سے جانتی ہے اس یونیورسٹی کے اولین طلباء تھے۔

عہد خلافت راشدہ: علم نوازی کا یہ سلسلہ خلافت راشدہ میں بھی رہا۔ اس عہد میں قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع کیا گیا اور اس کی تعلیم و تدریس کیلئے تنخواہ دار معلم مقرر کئے گئے۔ چاروں خلفائے راشدین خود عالم تھے۔ اور علم کے قدردان۔ تاہم خلافت راشدہ تک تعلیم و تربیت کا سلسلہ مساجد ہی میں جاری رہا۔

عہد بنو امیہ اور بنو عباس: مکاتب کی باقاعدہ تعمیر بنو امیہ، بنو عباس کے عہد ہائے خلافت میں ہوئی جب عجمی اقوام کے اختلاط سے زندگی کے سانچے بدلنے لگے۔ سادگی کی جگہ تکلف و تصنع نے لے لی۔ ان دوروں میں بھی مسجد کو مکتب کی حیثیت حاصل رہی۔ اموی خاندان کے بانی حضرت معاویہؓ تاریخ کے بڑے دلدادہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

تھے۔عباسی دور خلافت میں اشاعت علم کی طرف زیادہ توجہ دی۔دارالتصنیف قائم ہوا۔علم ریاضی، علم طب، علم ہیت، علم جغرافیہ اور علم تاریخ میں مسلم علماء نے حیرت انگیز مہارت حاصل کرلی اور یادگار کے طور پر زندہ وجاوید کتابیں چھوڑ گئے۔

سوال نمبر 28-   استاد کے فرائض پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

جواب: استاد کے فرائض: کسی بھی نظام تعلیم میں استاد کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ استاد ہی ایک رابطہ ہے جو کتاب اور طالب علم کو ایک لڑی میں پروتا ہے۔استاد نہ ہو تو علم اور طالب علم آپس میں ایک دوسرے سے بے گانہ ہیں۔استاد ہی کتاب کو پہلے خود سمجھتا ہے اور پھر اس میں موجود عالمی موتیوں کو طالب علم تک پہچاتا ہے۔استاد کے بغیر نہ درس گاہ قائم ہوسکتی ہے اور نہ ہی کوئی شخص طالب علم بن سکتا ہے۔

مسلمانوں کے ہاں نبی اکرم ﷺ کو استاد ہونے کا بلند مقام حاصل ہے اس لئے اسلامی معاشرے میں استاد کو نہایت ہی اونچا مقام حاصل رہتا ہے۔استاد کو باپ کے برابر درجہ دیا جاتا ہے اور اس کا بے حد ادب واحترام کیا جاتا ہے۔مسلمان معاشرے میں استاد کا ادب نہ کرنے والا شخص اپنی عزت کھودیتا ہے اور لوگ اس کی باتوں پر اعتماد نہیں کرتے۔استاد کو یہ اعلیٰ درجہ اسلیئے ملا کہ وہ نئی نسلوں کو علم کی روشنی پہنچاتا ہے۔

طالب علموں تک علم پہنچانا ایک فن ہے جس کے اپنے اصول ضوابط ہوتے ہیں۔اس لئے استاد کے بھی کچھ فرائض ہیں۔اسلامی نظام تعلیم وتربیت میں استاد صرف معلومات ہی نئی نسلوں تک منتقل نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے طالب علم کی سیرت سازی کا اہم کام بھی سرانجام دیتا ہے۔اس لئے اس کے فرائض میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے

ہم ذیل میں ان فرائض کا جائزہ لیتے ہیں۔

۱) **علم کو نفع بخش بنائے:** استاد کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اس کے پاس جو علم ہے اسے وہ انسانوں کیلیے نفع بخش اور فائدہ مند بنائے کیونکہ اس فریضہ کی نشاندہی خود نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے

مثل علم لا ینفع به کمثل کنز لا ینفق منه فی سبیل الله   **(مشکوٰۃ المصابیح باب العلم)**

ترجمہ: اس علم کی مثال جس سے فائدہ نہ ہو اس خزانے کی سی ہے جس میں سے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے۔

۲) **حق کو نہ چھپائے:** یہ بات استاد کے بنیادی فرائض میں سے ہے کہ وہ کسی بھی حالت میں حق اور سچ بات کو نہ چھپائے بلکہ اسے ظاہر کردے چاہے اسے کتنا ہی نقصان برداشت کرنا پڑے۔انسان کامل اور معلم اول ﷺ نے اس فریضہ کی خود نشاندہی ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ

من سئل عن علم علمه ثم کتمه الجم یوم القیامة بلجام من النار   **(ابوداؤد باب العلم)**

ترجمہ: جس شخص سے علم کی کوئی ایسی بات دریافت کی گئی جسے وہ جانتا ہے لیکن وہ چھپائے اور نہ بتائے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔

۳) **علم میں کمی بیشی نہ کرے:** استاد کو جو علم حاصل ہے اسے من وعن سے نئی نسلوں کو منتقل کرے۔دینی امور میں جو کچھ قرآن وسنت میں موجود ہے وہ سارے کا سارا صحیح صحیح بتلادے اس میں کچھ چھپائے اور نہ ہی اس میں اپنی طرف سے اضافہ کرے کیونکہ دین کے بارے میں اپنی طرف سے اضافہ ممنوع ہے۔

۴) **تیاری کے بغیر نہ پڑھائے:** استاد کے فرائض میں سے ہے کہ جب وہ کوئی مضمون یا کتاب پڑھانا چاہتا ہے تو پہلے اسے خود بغور پڑھے۔اس کے معنی و مطالب کو اچھی طرح سے سمجھ لے۔پھر خیالات مرتب کرے اور ان خیالات کو بیان کرنے کیلئے ایسے الفاظ کا انتخاب کرے جو عام فہم، سلیس اور شائستہ ہوں۔کیونکہ ایسا کرکے وہ طالب علموں کو بہتر طور پر پڑھا سکتا ہے۔بصورت دیگر وہ مرتب مواد نہیں دے سکے گا۔اور اگر وہ طلباء کو مطمئن نہ کرسکا تو استاد کے منصب کو نقصان پہنچے گا۔

۵) **کم علمی کا اعتراف کرلے:** استاد سے بجا طور پر توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایسے موضوع کی تدریس کرے جس پر اسے مکمل دسترس حاصل ہے تاکہ صحیح معلومات فراہم کرسکے لیکن اس کے ساتھ ہی اگر کوئی بات استاد کو معلوم نہیں یا وہ بھول جاتا ہے تو اس کی ذمہ داری ہے اپنی لاعلمی کا اعتراف کرلے اور کہہ دے مجھے یہ بات معلوم نہیں ہے۔آئندہ معلوم کرکے بتا سکوں گا کیونکہ اگر علم کے بغر کوئی بات کہہ جائے تو اس میں غلطی کا امکان زیادہ ہوتا ہے اور اگر طالب علم کو معلوم ہوجائے کہ استاد نے تحقیق کیے بغیر غلط بتادیا ہے تو اس کے دل سے استاد کی عزت جاتی رہے گی۔

اور معلّمی کے فرائض کی ادائیگی میں دشواری ہوگی اور طالب علم کو استاد کی غلطی معلوم نہ ہوسکی تو وہ ساری عمر غلط بات ہی یاد رکھے گا۔اسلیئے لاعلمی کے اعتراف میں عظمت ہے اور ایسا کرکے استاد پر طالب علم کا اعتماد قائم رکھا جاسکتا ہے۔

۶) **متانت کا انداز اپنائے:** استاد کا فرض ہے کہ تعلیم دیتے وقت ایسا انداز اپنائے جو سنجیدہ ہو۔اگر زیر بحث موضوع مشکل ہو تو اسے بار بار دہرائے۔چارٹوں اور نقشوں کی مدد سے سمجھانے کی کوشش کرے۔اگر کوئی طالب علم سوال پوچھے تو اسے تسلی بخش جواب۔درس کے دوران ایسی کوئی بات نہ کرے جس سے معلّمی کے بلند پایہ پیشہ کی تحقیر یا استاد اور طلباء کا رشتہ نہ رہ سکے۔

۷) **تدریس رضائے الٰہی کیلیے ہو:** استاد کو تعلیم دیتے وقت یہ حقیقت ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے طریقہ پر گامزن ہے۔اس لئے اسے تدریس

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس۔ گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کا کام اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی کیلئے کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں دنیوی لالچ یا شکریہ وغیرہ کی توقع نہیں رکھنی چاہئے۔ اگرچہ شاگردوں پر اس کا بڑا احسان ہے کہ وہ انہیں زیورِ علم سے آراستہ کرتا ہے لیکن پھر بھی طلباء پر اپنا احسان نہ جتائے۔

۸) **طلباء سے نرمی برتے:**۔ استاد کو چاہئے کہ وہ اپنے شاگردوں سے نرمی اور شفقت کا طریقہ اختیار کرے۔ انہیں اپنے بیٹوں کی طرح سمجھے۔ اگر طالب علموں سے کوئی کوتاہی یا غلطی سرزد ہو جائے تو استاد نرمی اور درگزر سے کام لے۔ بے جا سختی کے بغیر چارہ نہ ہو تو تب بھی ایسا طریقہ اختیار کرے کہ استاد اور شاگرد کا رشتہ نہ ٹوٹے۔

۹) **طلباء کی ذہنی استعداد کا لحاظ رکھے:**۔ گفتگو کا یہ عام طریقہ ہے کہ لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کی جائے اس لئے استاد کیلئے ضروری ہے کہ وہ شاگردوں کی ذہنی استعداد کو پہچانے اور اس کے مطابق ان کی تعلیم و تربیت کرے۔ اگر نفسیاتی عمل نہ اپنایا گیا تو تعلیم کا مقصد پورا نہیں ہوگا اور استاد کی بات شاگردوں کے سروں کے اوپر سے گزر جائے گی۔ اگر ایسا ہوا تو طالب علم کو علم سے نفرت ہو جائے گی اور وہ فرار کی راہ اختیار کرے گا۔

۱۰) **کند ذہن طالب علم کی رعایت:**۔ اگر کوئی طالب علم کند ذہن یا کم عقل ہو تو استاد کو چاہئے کہ اس کی تعلیم و تربیت اس کی ذہنی سطح کے مطابق کرے۔ اس کے ساتھ ہی یہ امر ملحوظ رہے کہ ایسے طالب علم کو یہ احساس نہ دلایا جائے کہ اگر وہ ذہین ہوتا تو اسے مزید باتیں بتائی جاتیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے شوق اور طلب میں کمی آجائے گی۔ نیز وہ استاد کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہو جائے گا کہ وہ اسے بتانے سے گریز کرتا ہے۔

۱۱) **دوسرے علوم کی برائی نہ کرے:**۔ اسلامی نظام تعلیم میں ہر علم کا حصول جائز ہے اس لئے استاد کا فرض ہے کہ وہ طالب علم کے دل میں زیادہ سے زیادہ علوم کے حصول کا شوق پیدا کرے۔ اسی طرح استاد کو چاہئے کہ وہ جس علم کی تدریس کرتا ہے اس کے علاوہ دیگر علوم کی برائی بیان نہ کرے کیونکہ اس طرح طالب علم کے دل سے علم کی قدر و منزلت نکل جاتی ہے۔

۱۲) **بداخلاقی پر طلباء کی سرزنش کرے:**۔ استاد کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ طالب علم کے کردار اور سیرت کو بھی سنوارے اور شاگرد کو بداخلاقی ترک کرنے کی بھرپور نصیحت کرے اور اس بارے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے۔ اور ماہر معالج کی طرح شاگرد کو برے اخلاق سے محبت، پیار اور اشارہ کنایہ سے منع کرے۔ یہی حکیمانہ طریقہ ہے جس سے طالب علم کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر 29- مختصر جوابات دیں۔

(1) ہجرت کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر کون سوئے تھے؟

جواب: حضرت علیؓ

(2) خالد بن ولید کے ہاتھوں ایک دن میں 9 تلواریں کون سی لڑائی میں ٹوٹیں؟

جواب: جنگ موتہ میں۔

(3) مکہ کس سن میں فتح ہوا؟

جواب: سن ۸ ہجری میں۔

(4) اولی الامر کسے کہتے ہیں؟

(5) قطع رحمی کسے کہتے ہیں؟

جواب۔

(6) مسجد کے کوئی دو آداب بتائیں۔

جواب: مسجد میں بیٹھ کر دنیاوی باتوں سے پرہیز کرنا۔ 2 مسجد کو صاف ستھرا رکھنا اور خود سے کوئی گندگی نہ پھیلانا۔

بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت: ارشاد نبوی ﷺ ہے:

ترجمہ: ”جو شخص اس بدبودار درخت (لہسن یا پیاز) میں سے کھائے وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔ اسلئے کہ فرشتے اس چیز سے تکلیف پاتے ہیں۔ جس سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔“

حدیث نبوی کا مقصد یہ ہے کہ بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہیں جانا چاہئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسکے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو پسند فرمایا ہے کہ نمازی مسجد میں خوشبو لگا کر جائے اور آپ نے خوشبو لگانے کو رواں دیا۔

تھوکنے کی ممانعت: آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔ اسکا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کیا جائے۔ آداب مسجد کو اس حد تک ملحوظ کیا گیا کہ اس میں تھوکنے تک کو گناہ قرار دیا گیا۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے، آئی کام ،بی اے ،بی کام، بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے آپ کی کے نمبر پر رابطہ کریں

''میرے سامنے امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے جاتے ہیں برے اعمال میں وہ تھوک بھی شامل ہوتا ہے جو مسجد میں تھوکا جائے مگر اسے دفن نہ کیا جائے۔''

(7) حلف الفضول کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب: مکہ کے قبائل کی آپس کی لڑائیوں میں آئے دن سینکڑوں گھرانے تباہ ہو رہے تھے۔اس لئے قریش کے سب قبیلوں نے مل کر ایک معاہدہ کیا کہ ملک میں

امن وامان قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔اور مکہ میں آئے مسافروں، غریبوں اور مظلوموں کی مدد کریں گے۔خواہ وہ کسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں۔آنحضرت ﷺ بھی اس معاہدے میں شریک ہوئے۔نبوت کے بعد اس معاہدے کا خوشی سے ذکر فرماتے تھے۔اس معاہدے کے لئے بانیوں کے ناموں میں اتفاق سے فضل کا لفظ تھا۔اس لئے ان کی نسبت سے اس کا نام حلف الفضول (فضل والوں کا قول وقرار) رکھا گیا۔

(8) پہلی اسلامی درس گاہ کی بنیاد کس نے رکھی؟

(9) جہاد کے لغوی معنی کیا ہیں؟

جواب: جہاد جہد سے نکلا ہے۔اسکے معنی ہیں کوشش کرنا۔اللہ کا نام بلند کرنے کیلئے کفار سے لڑنا۔

(10) بدر کی لڑائی میں کتنے کافر مارے گئے اور کتنے مسلمان شہید ہوئے؟

سوالنمبر 30: رذائل اخلاق کسے کہتے ہیں؟ غیبت پر قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: رذائل اخلاق:

انسان کے تمام برے اعمال کو رذائل اخلاق کہتے ہیں مثلاً جھوٹ، غیبت چغلی اور بدگوئی وغیرہ

☆ غیبت:

عن ابی برزة الاسلمی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ، یا معشر من امن بلسانه، لم یدخل الایمان قلبه لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتهم فانه من اتبع عورتهم یتبع اللہ عورته و من یتبع اللہ عورته یخلجه فی بیته (ابوداؤد)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرۃ اسلمیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے وہ لوگو جو زبان سے ایمان لاتے ہو،لیکن ایمان ان کے دلوں میں نہیں اترا ہے مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کو پیچھے نہ پڑا کرو (یعنی ان کی چھپی ہوئی برائیوں کی ٹوہ نہ لگایا کرو) کیونکہ جو ایسا کریگا اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرینگے اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ معاملہ کرینگے اسے اس کے گھر میں رسوا کردیں گے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی غیبت اور ان کی عیبوں اور برائیوں کی تشہیر کرنا ایک ایسی منافقانہ حرکت ہے جو صرف انہی لوگوں سے سرزد ہوسکتی ہے جو زبان کے مسلمان ہوں جو سچے اور پکے مسلمان ہونگے ان سے ہرگز یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی کمزوریوں کا کھوج لگائیں گے اور پھر ان کی تشہیر کریں گے۔غیبت کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کی ایسی بات یا ایسے عمل کا اس کے پس پردہ ذکر کیا جائے جس کے ذکر سے اس کو ناگواری ہوتی ہو اور جس سے وہ شخص ذلیل وحقیر ہو کیونکہ غیبت سے ایک شخص کی رسوائی اور بے وقعتی ہوتی ہے اور اس کے دل کے رنج وملال کا سبب بنتی ہے اس لیے اس سے آپس میں نفرت اور دشمنی پیدا ہوجاتی ہے اور بعض صورتوں میں اس کے بہت خطرناک اور دور رس نتائج نکلتے ہیں۔اسلام کے بنیادی مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ مسلمان کی عزت وآبرو کی حفاظت کی جائے اسے رسوا ہونے سے بچایا جائے اور ان کے باہمی تعلقات خوشگوار رہیں ان میں کوئی میل اور کدورت پیدا نہ ہو اسی بنا پر بطور خاص ان اخلاقی برائیوں کی زیادہ مذمت کی گئی ہے اور شدت کے ساتھ ان سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے جن کے سبب مسلمانوں کی عزت وآبرو کو صدمہ پہنچتا ہو۔یا ان کے درمیان محبت واخوت کے بجائے نفرت اور دشمنی پیدا ہوتی ہو۔

''قرآن کریم نے غیبت کو 'مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے' کے ہم معنی قرار دیا ہے ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: ''اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور تم کو گھن آئے اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے رحم کرنے والا ہے۔

مردار کا گوشت کھانا اور وہ بھی انسان کا سخت نفرت کا سبب ہوتا ہے جب غیبت کو مردار کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے تو وہ بھی ایک مسلمان کی نظر میں اتنی ہی قابل نفرت ہونی چاہیئے مردار کھانے سے تشبیہ دینے میں ایک نکتہ اور بھی ہے وہ یہ کہ بعض وقت اضطراب اور مجبوری کی حالتوں میں مردار کھانا جائز ہے اسی طرح بعض ایسی صورتیں پیش آتی ہیں جہاں غیبت جائز ہوتی ہے مثلاً اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کیلئے یا لوگوں کو کسی کے شر اور فتنہ سے بچانے کیلئے اس کی برائی کا بیان کرنا یا کسی شرعی اخلاقی اور تمدنی مقصد کا حصول اس پر موقوف ہو تو پھر یہ غیبت اس تعریف میں نہیں آتی جو شرعاً حرام ہے کسی حاکم کے سامنے ظالم کے خلاف گواہی دینا کسی پیشہ ور دھوکہ باز کے حالات سے لوگوں کو آگاہ کرنا غیبت میں داخل نہیں ہے۔

سوالنمبر 31: فضائل اخلاق سے کیا مراد ہے؟ اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے صدق پر روشنی ڈالیں؟

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

03345504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جواب: **فضیلت واہمیت:**

عن عبداللہ بن عمرو، قال: قال رسول اللہ ﷺ:

"ان من خیار کم احسنکم اخلاقا" (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

عن ابی ھریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ "اکمل المئومنین ایماناً احسنھم خلقا" (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان والوں میں زیادہ کامل والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔

ان دونوں حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اخلاق میں ایسی نسبت ہے کہ جس کا ایمان کامل ہوگا اس کے اخلاق یقیناً اچھے ہوں گے گویا کامل ایمان کا دوسرا نام حسن اخلاق ہے لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ایمان کے بغیر اخلاق بلکہ کسی بھی اچھے عمل کا کوئی اعتبار نہیں ہر عمل اور نیکی کیلئے ایمان کا ہونا ضروری ہے ایمان کی حیثیت جڑ کی سی ہے اور اچھے اخلاق سرسبز شاخوں اور خوش رنگ پھولوں کی طرح ہیں جڑ نہ ہوگی تو شاخیں اور پھول کہاں ہوں گے اللہ پر اور اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان کے بغیر جو اخلاق نظر آئے وہ حقیقی نہیں محض اخلاق کی صورت ہے اور اللہ کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں یہی وجہ ہے کہ رسول ﷺ نے ایک اور موقع پر فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کی میزان عمل میں سب سے بھاری چیز جو رکھی جائے اور اس کے پاکیزہ اخلاق ہوں گے۔ اسلام میں محاسن اخلاق کو جو اہمیت حاصل ہے وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نماز میں جو دعائیں منگا کرتے تھے ان میں ایک دعا یہ "اے اللہ! تو مجھ کو بہتر سے بہتر اخلاق کی رہنمائی کر تیرے سوا کوئی بہتر سے بہتر اخلاق کی راہ نہیں دکھا سکتا اور برے اخلاق کو مجھ سے پھیر دے اور ان کو تیرے سوا کوئی نہیں پھیر سکتا۔" (مسلم)

نماز اور روزہ اسلام کے عملی ارکان ہیں اور اللہ پر اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد نماز اور روزہ ہی کا مطالبہ اور ان کی اہمیت ہے حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن عبادات میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال کیا جائے گا لیکن نماز اور روزہ کی اس اہمیت کے باوجود بعض صورتوں میں اخلاق حسنہ کو ان کی قائم مقامی اور ہمسری کا رتبہ حاصل ہو جاتا ہے جناب محمد رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آدمی اپنے حسن اخلاق کی بدولت بسا اوقات وہ درجہ پا لیتا ہے جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

آپ ﷺ صحابہ کرامؓ سے فرمایا کرتے تھے "یعنی میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچا دوں۔"

قرآن حکیم نے اللہ کے نیک بندے انہی لوگوں کو قرار دیا ہے جن کے اخلاق بھی اچھے ہوں اور بہترین اخلاق ہی کو اللہ کے نزدیک ان کے مقبول ہونے کی نشانی قرار دیا ہے سورہ الفرقان میں ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب ناسمجھ لوگ ان سے بات کریں تو سلام کہیں اور جو اپنے پروردیگار کی خاطر قیام اور سجدے میں رات گزارتے ہیں اور جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر کہ اس کا عذاب بڑا تاوان ہے اور دوزخ بہت برا ٹھکانا ہے اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں بلکہ وہ ان دونوں کے درمیان سے بڑے اعتدال کے ساتھ گزرتے ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو "الہٰ" نہیں پکارتے جو کسی جان کا بے گناہ خون نہیں کرتے جس کو اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ ہی بدکاری کرتے ہیں۔"

☆ صدق:

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ وما یزال الرجل یصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقاً وایاکم والکذب فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار، وما یزال الرجل یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا"

(بخاری و مسلم)

ترجمہ:

"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے رویات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سچائی کو لازم پکڑ لو اور ہمیشہ سچ ہی بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستہ پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جن ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچائی کو اختیار کر لیتا ہے تو اللہ کے ہاں صدیق لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو کیوں کہ جھوٹ بولنے کی عادت انسان کو برائی کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور برائی اسے دوزخ تک پہنچا دیتی ہے اور جب آدمی ہمیشہ جھوٹ اختیار کر لیتا ہے تو انجام کار اللہ کے ہاں کذاب (بہت جھوٹا) لکھ لیا جاتا ہے۔" سچ بولنا بذات خود بھی نیک اور اچھی عادت ہے اور اس کی خاصیت یہ ہے کہ وہ آدمی کو زندگی کے دوسرے معاملات میں نیکوکار اور صالح بنا کر جنت کا مستحق بنا دیتی ہے اور ہمیشہ سچ بولنے والا آدمی اس اعزاز کا سزاوار ٹھہرتا ہے کہ اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ لیا جاتا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، الف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے آئی ڈی کے نمبر پر رابطہ کریں
Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03345504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہے اوراس طرح وہ صدیقین کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیم میں جن اخلاقی خوبیوں پر زیادہ زور دیا ہے اس میں سچائی اور امانت سرفہرست ہیں آپ ﷺ نے جھوٹ بولنے اور امانت میں خیانت کرنے کو نفاق کیخاص علامت قرار دیا ہے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ مومن جھوٹ بولنے کا عادی نہیں ہوسکتا۔"

صدق صفات ربانی میں سے بھی سب سے بڑی صفت ہے اللہ سے بڑھ کر کون سچا ہوسکتا ہے۔

" ومن اصدق من الله حديثا ۔یعنی بات میں اللہ سے زیادہ سچا کون ہوسکتا ہے صدق کو پیغمبروں کی بھی نمایاں صفت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

صدق یا سچائی کے صرف یہ معنی نہیں کہ آدمی زبان سے جو بات کہے وہ سچ کہے اسلام کی نظر میں اس کے بہت وسیع معنی ہیں مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ سچائی کی تین قسمیں ہیں۔

☆ زبان کی سچائی

☆ دل کی سچائی

☆ عمل کی سچائی

زبان سے جو بولا جائے وہ سچ بولا جائے اور منہ سے کوئی حرف سچائی کے خلاف نہ نکلے یہ زبان کی سچائی ہے سچائی کی دوسری قسم کا تعلق دل سے ہے یعنی جو کچھ دل میں ہے زبان اس کی صحیح ترجمانی کرے یہ دل کی سچائی ہے تیسری قسم یہ ہے کہ جو حق اور سچ ہے وہی دل میں ہے اسی کے مطابق عمل ہے سچائی کی سب سے اعلیٰ صورت یہ ہے کہ جو سچ اور حق ہے وہی دل میں ہو زبان پر ہو اور اسی کے مطابق عمل بھی ہو۔

سوال نمبر 32: ایفائے عہد سے کیا مراد ہے؟ قرآن حکیم کی روشنی میں ایفائے عہد کی اہمیت واضح کریں؟

جواب: ایفائے عہد:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ اية المنافق ثلاث اذا حدث كذب، و اذا وعد خلف، و اذا ئوتمن خان"

(بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

☆ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

☆ جب وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے۔

☆ اور جب اس کے پاس کوئی امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

جھوٹ بولنا امانت میں خیانت کرنا لوگوں سے کوئی وعدہ اور عہد و میثاق کر کے اسے پورا نہ کرنا یہ منافقوں کے خلاق ہیں وہ خواہ عقیدۃً منافق نہ ہو لیکن عمل اور سیرت میں منافق ہی ہوگا۔

وان صلی وصام ورعم انہ مسلم یعنی وہ آدمی اگرچہ نماز پڑھتا ہو روزے رکھتا ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ میں مسلمان ہوں پھر بھی وہ ان بد اخلاقیوں کی وجہ سے ایک قسم کا منافق ہے۔

یہ سمجھ لینا کہ نماز، روزہ اور حج کے بعد ان اخلاقی اوصاف کی ضرورت باقی نہیں رہتی اسلامی تعلیمات کو نہ سمجھنے کے مترادف ہے عقیدہ عمل اور اخلاق سب کچھ درست ہوگا تب مومن کامل بنے گا۔

کسی سے کئے گۓ وعدہ اور عہد کو پورا کرنے کی کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی خود اپنی نسبت بار بار یہ فرماتے ہیں: ان اللّٰہ لایخلف لمیعاد: تحقیق اللہ تعالی وعدہ کے خلاف نہیں کرت۔ ولن یخلف اللہ وعدہ: اللہ ہرگز اپنے وعدہ کو نہ ٹالے گا مومنین کی صفتوں میں اللہ نے ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے کہ: والموفون بعھدھم اذا عھدوا" وہ جب کسی سے کوئی وعدہ اور قول و قرار کرلیں تو اسے پورا کرتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وعدہ بھی ایک طرح کا قرض ہے (لہذا اسے ادا کرنا چاہیئے) یعنی جس طرح قرض لے کر آدمی کو یہ فکر رہتی ہے کہ اسے ادا کرنا ہے اور وہ لازماً ادا کرنا ہی ہوتا ہے اسی طرح وعدہ بھی ہے جب کسی سے کرلیا تو اب اسے ادا کرنا بہر صورت ضروری ہے۔

جس طرح امانت کے بارے میں بتایا گیا کہ روپیہ پیسہ تک محدود نہیں اسی طرح وعدے کو بھی قول و قرار تک محدود سمجھنا درست نہیں دفتر میں کمپنی میں کارخانے میں، یا کسی دکان پر آدمی ملازمت کرتا ہے ملازمت کی جو شرائط ہوتی ہیں وہ بھی عہد ہے اسے بھی پورا کرنا ضروری ہے قانون یا رسم و رواج سے جو اوزان اور پیمانے مقرر ہوجاتے ہیں وہ بھی معاہدہ ہے فروخت کرنے والے اور خریدنے والے پر ان کی پابندی لازمی اور ضروری ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اشتہاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اس طرح نہ صرف مسلمانوں کے آپس میں کیے گئے معاہدے کی پابندی لازمی ہے بلکہ مشرکوں کے ساتھ بھی اگر کوئی معاہدہ کرلیا جائے تو اس کو نبھانا اور اس کی بجا آوری کو بھی قرآن ضروری قرار دیتا ہے ارشاد ربانی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ''پھر جن مشرکوں سے تم نے عہد لیا تھا اور انہوں نے تم سے کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی کوئی مدد کی تو مقررہ مدت تک ان سے کیے گئے عہد کو پورا کرو۔''

سوال نمبر 33: عفوو درگزر کا مفہوم، فضیلت اور اہمیت تحریر کریں؟

جواب: عفوو درگزر:

مفہوم:

عفو کا لفظی معنی ہے مٹانا، بچنا اور فالتو ہونا۔ اصطلاح شریعت میں عفو سے مراد ہے کسی کی زیادتی اور برائی کو انتقام کی قدرت کے باوجود معاف کر دینا اور انتقام نہ لینا یعنی دوسروں کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنا اور دوسروں کی غلطیوں کو معاف کر دینا تا کہ رضائے الٰہی حاصل ہو سکے۔

فضیلت و اہمیت:

اسلامی اخلاق میں عفو کو بہت اہمیت حاصل ہے یہ حلم و تحمل کا ایک عملی مظہر ہے اگر ایک دوسرے کی غلطیوں اور خطاؤں کو معاف نہ کیا جائے تو تمدن کا نظام درہم برہم ہو جانے کا خدشہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس وصف کو بہت بڑے اخلاقی اوصاف میں شریک کیا ہے اور قرآن کریم میں بار بار اسے اختیار کرنے کی تاکید بیان فرمائی ہے عفوو درگزر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی صفت ہے اگر یہ نہ ہوتی تو گناہوں سے بھری ہوئی دنیا تہہ و بالا ہو جائے معاف کرنا اس کی شان ہے قرآن پاک میں ہے ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کرتا ہے۔'' اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے وہ خدا تمہیں معاف کرے اور اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''جو کوئی کسی کا قصور معاف نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کا قصور معاف نہیں کرے گا۔''

قرآن شریف میں جہاں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جن کیلئے جنت سجائی گئی وہاں ایسے لوگوں کا خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے، معاف کرنا مومن کی پہچان اور متقیوں کی علامت ہے قرآن بتاتا ہے اور جب غصہ کی حالت ہو تو معاف کرتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے وہ غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں غصہ کی حالت میں معاف کرنا انتہائی کشادہ دلی ہے اور اس سے معاف کرنے والے کی عالی ہمتی کا پتہ چلتا ہے اور یہ معاف کرنا ایسا نہیں ہے کہ آدمی انتقام نہ لے سکتا ہو تو معاف کر دے کیونکہ وہ تو سراسر کمزوری ہے معاف کرنا یہ ہے کہ انتقام اور سزا کی طاقت ہو لیکن اس سے کسی پائیدار اور شریفانہ عزت کے جذبات پیدا نہیں ہو سکتے یہ چیز عفو ہی سے پیدا ہو سکتی ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو عفوو درگزر کرتا ہے اس کی عزت بڑھاتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے عفو کی بہت سی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں مثلاً مسلمانوں کا افضل ترین اخلاق عفوو درگزر ہے غصے کے اس گھونٹ سے کوئی گھونٹ افضل نہیں جو خدا کی رضا کیلئے پی لیا جائے۔ فرمایا حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ تیرے بندوں میں تجھے عزیز ترین کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص جو قدرت کے باوجود معاف کر دے۔

رسول اللہ ﷺ نے اخلاق کی تلوار اور عفوو درگزر کی ڈھال سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا۔ آپ ﷺ کے خلق اور عفوو درگزر کے ہتھیاروں کی فتوحات اتنی دیرپا ہیں کہ دنیا اب تک ان کے اثرات دیکھ رہی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی مکی زندگی عفوو درگزر کی بہترین مثال ہے جن لوگوں نے آپ کے قتل کی سازش کی آپ ﷺ نے ان کیلئے دعائیں کیں۔ جنہوں نے آپ ﷺ کو لہولہان کیا آپ ﷺ نے انہیں دین رحمت کی دعوت دی اور جنت کی بشارت ان کے سامنے رکھی۔ فتح مکہ کے بعد جب حضور ﷺ کو اپنے دشمنوں پر غلبہ ہو گیا اور انتقام لینے کی پوری پوری قدرت حاصل ہو گئی تو آپ ﷺ نے ان سب کو معاف فرما دیا۔

سوال نمبر 34: درج ذیل پر نوٹ لکھیں

i غصہ ii قناعت

جواب: i غصہ:

" عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ: ان رجلاً قال للنبی ﷺ: اوصنی، قال: لا تغضب، فردد ذلک مراراً، قال: لاتغضب"

(بخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ غصہ مت کیا کرو اس شخص نے اپنی اسی درخواست کو کئی بار دہرایا (اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی اور وصیت فرمائیے اگر آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا غصہ مت کیا کرو'

معلوم ہوتا ہے کہ جن صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے نصیحت کی درخواست کی تھی وہ کچھ غیر معمولی قسم کے تیز مزاج اور غصہ والے تھے ان کیلئے مناسب اور مفید ترین

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

نصیحت یہی ہوسکتی تھی کہ غصہ نہ کیا کرو' اسی لیے آپ ﷺ نے ان کو ہر بار یہی فرمایا۔ یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ انسان کی بری عادتوں میں غصہ بہت بری خطرناک عادت ہے بسا اوقات اس کے نتائج بہت خطرناک ہوتے ہیں غصہ کی حالت میں آدمی کو نہ اللہ اور نہ اس کے رسول ﷺ کے حکموں کا خیال رہتا ہے نہ اپنے نفع نقصان کا انسان پر شیطان کا جتنا زور قابو غصہ کی حالت میں چلتا ہے اتنا کسی دوسری حالت میں نہیں چلتا انسان کو جب غصہ آتا ہے تو وہ بس میں نہیں رہتا بعض اوقات آدمی غصے میں اتنا بے قابو ہو جاتا ہے کہ اپنے ایمان اور عقیدے تک کے خلاف باتیں زبان سے نکال دیتا ہے اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! غصہ ایمان کو اس طرح خراب کردیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب اور کڑوا کر دیتا ہے۔''

نیز فرمایا'' جب آدمی غصہ میں لال پیلا ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کہے رسول اللہ ﷺ نے غصے کے تین علاج بتائے ہیں ایک روحانی اور دو ظاہری۔ روحانی تو یہی جس کا ذکر ہوا کہ اعوذ باللہ پڑھ لیا کرو اور ظاہری علاجوں میں ایک یہ ہے کہ جب کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں اور بیٹھے ہوں تو لیٹ جائیں نیت تبدیل ہونے سے مزاج کی کیفیت بدل ہو جاتی ہے اور توجہ بٹ جاتی ہے اس طرح یقیناً غصے کی حالت میں کمی آجائے گی دوسرا ظاہری علاج یہ ہے کہ وضو کرے غصے کی حالت میں خون کا دوران بڑھ جاتا ہے چہرہ سرخ ہو جاتا ہے جب آدمی ٹھنڈے پانی سے وضو کرے اور منہ ہاتھ دھوئے گا تو پانی پڑنے سے اعضاء میں ٹھنڈک آئے گی اور غصے کی گرمی کم کرنے کا سبب بنے گا۔

ii قناعت:

عن عبداللہ بن عمروؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "قد افلح من اسلم و رزق كفافا و قنعه الله بما آتاه"
(مسلم)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامیاب اور بامراد ہوا وہ شخص جس کو اسلام کی حقیقت نصیب ہوئی اور اس کو روزی بھی گزارے کے مطابق ملی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے تھوڑی روزی پر قانع بھی بنادیا۔''

اور اس حقیقت کو اور زیادہ وضاحت اور تفصیل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو مخاطب کرکے بیان فرمایا۔

''اے ابوذر غفاری! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مال و دولت کی فراوانی کا نام تونگی ہے ابوذر نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ مال کم ہونے کا نام فقیری اور محتاجی ہے ابوذر نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ایسا ہی خیال ہے آپ ﷺ نے اس بات کو تین بار دہرایا اس کے بعد ارشاد فرمایا اصل دولت مندی دل کے اندر ہوتی ہے اور اصل فقیری اور محتاجی بھی دل کے اندر ہوتی ہے۔'' (طبرانی)

حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے دل کو بے چینی اور اضطراب سے صرف اس صورت میں نجات ملتی ہے کہ اس میں قناعت کا مادہ ہو مال و دولت اور ساز و سامان کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو جائے قناعت کا جذبہ نہیں ہے تو کبھی سکون اور آسودگی حاصل نہیں ہوسکتی قناعت کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کو جو کچھ ملے اس پر راضی ہو جائے اللہ کا شکر ادا کرے اور زیادہ کی کوشش جائز اور مناسب طریقوں سے بغیر کسی حرص اور لالچ کے کرے۔

سوال نمبر 35: اسلامی تہذیب کا مفہوم بتاتے ہوئے اس کی کوئی سی دو خصوصیات تحریر کریں؟

جواب: اسلامی تہذیب اور اس کی خصوصیات:

☆ مفہوم:

تہذیب کے لفظی معنی کانٹ چھانٹ اور اصلاح کے ہیں۔ رفتہ رفتہ اس کے معنی میں وسعت پیدا ہوتی گئی چنانچہ اب یہ لفظ طرز زندگی اور طریق معاشرت کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ہر قوم ایک مخصوص طرز زندگی اور جداگانہ عادات و اطوار کی مالک ہوتی ہے جو اسے دوسری قوموں سے ممتاز کرتے ہیں اسی ظاہری شکل وصورت کو تہذیب کہا جاتا ہے گویا ایک قوم کے وہ خدوخال جو اسے دوسری قوموں سے ممتاز کریں اس کی تہذیب کہلاتی ہے۔ اسلام میں دین تہذیب کا سرچشمہ ہے اس لئے اپنے تمام جذبات، افعال طرز رہائش، عادات و اطوار طریق زندگی اور معیشت و معاشرت کو دین کے تابع بنانے کا نام اسلامی تہذیب ہے پس اسلامی تہذیب سے مراد مسلمانوں کی تہذیب نہیں بلکہ وہ تہذیب ہے جو اسلام کے بنیادی نظریات اور اسلامی عقائد کی پیداوار ہے پیغمبر اسلام نے اپنے انقلابی ارشادات اور حکیمانہ تعلیمات کے ذریعے جو ذہنی و عملی انقلاب پیدا کیا اس کا نام اسلامی تہذیب ہے اس تہذیب کے درخشاں پہلو تاریخ اسلام میں ملتے ہیں اور بعض اوقات تو وہ اپنی پوری شان سے جلوہ گر نظر آتی ہے مثلاً عہد نبوی اور خلافت راشدہ۔

☆ اسلامی تہذیب کی خصوصیات:

i توحید:

اسلامی تہذیب کی بنیاد توحید پر استوار کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے واحد کی بادشاہی اور حکومت میں کوئی اس کا شریک نہیں صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیئے اسی کے احکام کی اطاعت ضروری ہے اسی لئے اسلامی تہذیب میں شرک اور بت پرستی کی کوئی گنجائش نہیں۔

ii سادگی:

اسلامی تہذیب کی ایک امتیازی خصوصیت عیش وعشرت سے بیزاری ہے اسی لیے اسلام نے روزمرہ کی زندگی مین سادگی کو فہرست رکھا۔ اسے ایمان کی

03455504551 Download Free Assignment from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

علامت بتایا اور تاکید کی کہ سادہ کھاؤ، سادہ پہنو، تکلف، فضول خرچی اور عیاشی کا طریقہ اختیار نہ کرو آپ ﷺ نے دولت کی فراوانی کو امت کے اسباب زوال میں شمار کیا ہے اسلامی معاشرے سے رشوت کے خاتمہ کیلئے سادگی ایک نسخہ اکسیر ہے۔

سوالنمبر 36: درج ذیل آیات کا ترجمہ تحریر کریں؟

1 ان لعنۃ اللہ علیہ ان کان من الکاذبین

2 والذین ھم لا منتھم وعھدھم راعون۔

3 ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔

4 و اذا کالو ھم اووزنو ھم یخسرون۔

5 وا ذا ما غضبواھم یغفرون۔

جواب: ترجمہ:

1 جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

2 اور جو لوگ اپنی امانتوں اور قول وقرار کی پاسداری کرتے ہیں۔

3 اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق۔

4 اور جب لوگوں کو ناپ دیں یا تول کریں تو گھٹا کر دیں۔

5

سوالنمبر 8: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

1 **تدبر کا کیا مفہوم ہے؟**

جواب:

2 **حج زندگی میں کتنی بار ادا کرنا فرض ہے؟**

جواب: حج زندگی میں ایک بار فرض ہے۔

3 **جھوٹ کی کون سی قسم سب سے بدتر ہے؟**

جواب: کسی پر تہمت لگا کر جھوٹ بولنا

4 **حرام رزق کا دعا کی قبولیت پر کیا اثر پڑتا ہے؟**

جواب: دعا قبول نہیں ہوتی۔

5 **کیا اسلام کی رو سے کم سونا، کم کھانا اور آرام نہ کرنا نیکی ہے؟**

جواب: جی ہاں۔

6 **قیامت کے دن میزان میں مومن کی سب سے وزنی چیز کون سی ہوگی؟**

جواب: قیامت کے دن میزان میں مومن کی سب سے وزنی چیز نماز ہوگی۔

7 **لوگوں کو اسلام کی باتوں کا مذاق اڑاتا دیکھ کر آپ کیا کریں گے؟**

جواب: وہاں سے اٹھ کر چلے جائیں گے۔

8 **مسلمان اپنے کل معاملات میں کس کی پیروی کرنے والا ہوتا ہے؟**

جواب: مسلمان اپنے کل معاملات میں قرآن وسنت کی پیروی کرنے والا ہوتا ہے۔

9 **جہاد کی تین قسمیں کون کون سی ہیں؟**

جواب: ☆ ایک کھلے دشمن کا مقابلہ کرنا۔

☆ دوسرے شیطان اور اس کے پیدا کیے ہوئے فاسد خیالات کا مقابلہ

☆ تیسرے خود اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ۔

10 **رمضان کی پہلی دہائی سراپا رحمت اور دوسری دہائی کیا ہے؟**

جواب: رمضان کی دوسری دہائی سراپا مغفرت ہے۔

سوالنمبر 37 بدگوئی اور منافقت پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں؟

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے پیچر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی ایف اے، اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اعتمادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

جواب: **بدگوئی:**

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ کچھ یہودی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اپنے نفس کی خباثت کے سبب اسلام علیکم کی بجائے السام علیکم یعنی تم کو موت آئے کہا، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جواب میں فرمایا تم ہی کو موت آئے اور تم پر اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ (اتنی سختی نہیں) زبان کو روکو نرمی کا رویہ اختیار کرو اور سختی اور بدگوئی سے اپنے آپ کو بچاؤ۔'' (بخاری)

انسان کی اخلاقی زندگی کے جن پہلوؤں سے لوگوں کو سب سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے نیز جن کے نتائج اور اثرات بھی دوررس ہوتے ہیں ان میں اس کی زبان و بیان کی نرمی اور تلخی بھی ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے متعلقین اور پیروکاروں کو نرم گوئی اور خوش اخلاقی کی بہت تاکید فرماتے اور بدزبانی اور فحش گوئی سے شدت کے ساتھ روکتے یہاں تک کہ آپ ﷺ یہ بھی پسند نہیں فرماتے تھے کہ بری بات کے جواب میں بری بات کہی جائے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ایک دشمن اسلام یہودی نے جناب رسالت مآب ﷺ کی شان اقدس میں سخت گستاخانہ بات کہی جو ایک طرح کی بدعا تھی لیکن آپ ﷺ نے اس جواب میں بھی تلخی اور بدگوئی پسند نہیں فرمائی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کو نرمی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ اچھی اور میٹھی بات کو جناب رسالت مآب ﷺ نے صدقہ یعنی نیکی اور بھلائی کی ایک قوسم کہا ہے جس پر آدمی کو اجر ملات ہو کیونکہ کسی کے ساتھ پیار و محبت سے بات کرنا اس کی خوشی کا باعث ہوتا ہے اور اللہ کے کسی بندے کا دل خوش کرنا بڑی نیکی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: جو شخص اللہ پر اور روز جزا پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

اس ارشاد مبارک میں اس طرف اشارہ ہے کہ الٰہہ پر اور روز جزا پر یقین رکھنے کا نتیجہ یہ ہے کہ کلمہ خیر کے سوا اور کچھ زبان سے نہ نکلے کیونکہ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھنا یہ باور کراتا ہے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اس موقع پر یہ بات سوچنے کی ہے کہ کیا ہر معاملے میں آدمی کو نرمی اور شیریں گفتاری سے کام لینا چاہیئے یا ایسا بھی کوئی مرحلہ ہے جہاں سختی برتنی چاہیئے؟ اس کا فیصلہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی زبانی سن لیجئے۔ ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے ذاتی معاملہ میں کسی کبھی بھی کسی سے بدلہ نہیں لیا البتہ جب احکام الٰہی کی خلاف ورزی کی جاتی تو آپ ﷺ اس کو سزا دیتے تھے اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے۔''

☆ **منافقت:**

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم قیامت کے دن سب سے برے حال میں اس آدمی کو پاؤ گے جو کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے اور جب دوسرے کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور انداز میں ہوتا ہے۔''

قیامت کے دن ایسا شخص جس بدترین حالت میں ہوگا اس کی وضاحت رسالت مآب ﷺ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

''دنیا میں جو دو رخا ہوگا اور منافقوں کی طرح مختلف لوگوں سے مختلف قسم کی باتیں کرے گا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی''

اچھے اعمال اور اچھے اخلاق جن پر آخرت میں اجر و ثواب کے وعدے ہیں مختلف قسم کے ہیں اور ان کے درجے بھی مختلف ہیں اسی طرح برے اعمال اور برے اخلاق بھی جن پر سزا اور عذاب کی وعیدیں ہیں وہ بھی مختلف قسم کے درجے رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و حکمت سے ہر نیکی اور بدی کا عذاب اس کے مناسب مقرر فرمایا ہے دورخا پن جو ایک طرح کی منافقت ہے اس کی سزا یہ مقرر فرمائی کہ ایسے آدمی کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں بعض انتہائی خطرناک قسم کے سانپوں کے بھی دو زبانیں ہوتی ہیں۔ عام طور پر لوگ دورخے پن کو معمولی سمجھتے ہیں اور زیادہ اہمیت نہیں دیتے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے اسے سنگین جرم کہا ہے اور ایسی ہی کڑی سزا اس کی تجویز کی ہے اگر ہم غور کریں کہ ہر روز گھروں میں خاندان اور معاشرے میں کتنے جھگڑے اور ہنگامے لوگوں کے دورخے پن کی وجہ سے ہوتے ہیں اس سے دلوں میں نفرت اور کدورت بیٹھ جاتی ہے اور برسوں کے تعلقات اور خونی رشتے پل بھر میں ختم ہو جاتے ہیں۔

سوال نمبر 38 درج ذیل کا ترجمہ تحریر کریں۔

(1) خیر الناس من ینفع الناس

ترجمہ: لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے

(2) کان خلقہ القرآن۔

ترجمہ: قرآن حکیم ہی آپ کا خلق ہے۔

(3) انک لعلی خلق عظیم

ترجمہ: بے شک آپ بہت بلند اخلاق کے مالک ہیں۔

(4) لا ایمان لمن لا امانۃ لہ

ترجمہ: جس کا ایمان نہیں اس شخص کے لیے کوئی امانت نہیں۔

(5) وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین۔

ترجمہ: اور بلاشبہ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سوال نمبر 39۔ محمد ﷺ بچوں اور غلاموں سے کس طرح کی محبت و شفقت کا درس دیتے تھے؟ وضاحت کریں۔

جواب:۔ **بچوں پر محبت و شفقت کا درس:**۔ بچوں پر آپ ﷺ غیر معمولی شفقت فرماتے۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو رستے میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھا لیتے۔ راستے میں آپ ﷺ کو بچے مل جاتے تو ان کو خود سلام کرتے۔

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا تو مجلس میں جو سب سے زیادہ کم عمر بچہ ہوتا اس کو عنایت فرماتے۔ بچوں کو چومتے، پیار کرتے۔ ایک مرتبہ اسی طرح آپ ﷺ بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ اس نے کہا، آپ ﷺ لوگوں کے بچوں کو پیار کرتے ہیں، میرے دس بچے ہیں مگر میں نے آج تک ان میں سے کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ بچپن میں انصار کے کھجوروں کے باغات میں چلا جاتا اور پتھر مار کر کھجوریں گراتا۔ ایک روز پکڑا گیا اور لوگ مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، پتھر کیوں مارتے ہو۔ میں نے کہا کھجوریں کھانے کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو خود بخود گر جائیں ان کو اٹھا کر کھالیا کرو، پتھر نہ مارا کرو، یہ کہہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دُعا دی۔

ایک دفعہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تھیں۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک کھجور کہیں پڑی ہوئی مل گئی، وہی اٹھا کر دے دی۔ عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں میں برابر تقسیم کر دی۔ آنحضرت ﷺ باہر سے تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کو خدا اولاد کی محبت میں ڈالے اور وہ ان کا حق بجالائے وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا"۔

غلاموں پر محبت و شفقت کا درس:۔ آنحضرت ﷺ غلاموں کے ساتھ خصوصی شفقت سے پیش آتے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو اس سے روک دیا تھا کہ کوئی شخص "میرا غلام" یا "میری باندی" کہے۔ میرا بچہ اور میری بچی کہے۔ آپ ﷺ کا حکم تھا کہ: "یہ تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاتے ہو وہی ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو وہی ان کو پہناؤ"۔

غلاموں سے آپ ﷺ کا سلوک اس طرح کا تھا کہ زید بن حارثہ جو آپ کے غلام تھے ان کے باپ ان کو لینے کے لیے آئے اور آپ ﷺ نے انہیں ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی لیکن زید نے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور حضور اکرم ﷺ کی غلامی کو آزادی کی زندگی پر ترجیح دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا اور اپنی پھوپھی زاد سے ان کا نکاح کر دیا۔

ایک شخص خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ عرض کی "یا رسول اللہ (ﷺ) میں اپنے غلاموں کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ہر روز ستر بار معاف کیا کرو"۔

آپ ﷺ نے غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی اور کئی ایسے طریقے رائج کیے جن کے نتیجے میں بہت جلد غلامی ختم ہو گئی۔

اس کے علاوہ قبائل کے سرداروں، دوسرے ملکوں کے بادشاہوں اور ان کے حکمرانوں کے ساتھ تعلقات اور معاملات کے بے شمار نمونے سیرت اور حدیث کی کتابوں میں ہیں جو ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

سوال نمبر 40: درج ذیل عنوانات پر مختصر نوٹ لکھیں۔

1۔ محبت و ہمدردی:۔ آپ ﷺ کے دل میں انسانوں سے بے پناہ محبت اور ہمدردی کا جذبہ موجود تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس صفت کو خاص طور پر بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔ ﴿فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک﴾ (آل عمران:159)

"اللہ کے فضل سے آپ ﷺ لوگوں کے لئے نرم دل ہیں، اگر آپ ﷺ سخت مزاج، سخت دل ہوتے تو سب لوگ آپ ﷺ سے دور ہو جاتے"۔

آپ ﷺ اس بات کی کوشش کرتے کہ محفل میں کوئی ایسی بات نہ کی جائے اور نہ سنی جائے جس سے کسی کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میرے سامنے دوسروں کی ایسی باتیں نہ کیا کرو جنہیں سن کر میرے دل میں ان کے متعلق کوئی کدورت پیدا ہو جائے کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ میں سب سے صاف دل کے ساتھ ملوں"۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دو افراد کی شکایت آپ ﷺ کو پہنچائی آپ ﷺ نے فرمایا: "اس طرح کی باتیں مجھ تک نہ پہنچایا کرو"

آپ ﷺ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو ترغیب دلاتے تھے کہ دوسروں کے حق میں ہمیشہ اچھی بات کیا کرو۔ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے کسی کے بارے میں اچھی بات نہ کہہ سکے تو اس کی برائی نہ کرے بلکہ خاموش رہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اخلاق کی بلندی یہ نہیں کہ جو شخص تم سے اچھے طریقے سے پیش آئے اس سے اچھے طریقے سے پیش آؤ۔ اور جو تمہارے ساتھ برائی کرے تو اس سے برائی کرو بلکہ اخلاق بلندی یہ ہے کہ ہر شخص سے بھلائی کرو خواہ وہ تمہارے ساتھ بھلائی کرے یا برائی"۔

2۔ ایثار: ایثار کا مطلب ہے کہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دینا۔ ایثار حضور ﷺ کا ایک نمایاں وصف تھا۔ آپ ﷺ کو اپنی اولاد سے بے انتہا محبت تھی اور ان میں حضرت فاطمہؓ سے اس قدر تھی کہ جب وہ آتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی نشست پر بٹھاتے۔ لیکن حضرت فاطمہؓ کے گھر کا یہ حال تھا کہ ان کے گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی۔ خود چکی پیستیں، جس سے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں۔ خود پانی کی مشک بھر کر لاتیں جس سے جسم پر نیل پڑ گئے تھے۔ حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک دے دیں تا کہ گھر کے کام میں مدد مل سکے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی بدر کے یتیموں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ جب تک ان کا انتظام نہ ہو میں تمہیں خادمہ نہیں دے سکتا۔ ایک شخص نے اپنا باغ

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک کی تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی حل شدہ اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
0345-5504551
Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com
دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ،بی ایڈ، بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

حضورﷺ کی نذر کیا۔آپ ﷺ نے سب خیرات کر دیئے، جو کچھ ان سے پیدا ہوتا غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے ۔ یہ ایک ایثار کی دو مثالیں تھیں جس سے ہمیں ایثار کا بخوبی علم ہوتا ہے کہ ایثار کسے کہتے ہیں۔

سوال نمبر 41۔آنحضورﷺ کی زندگی کی روشنی میں سچائی کی تعریف اور اہمیت پر واضح نوٹ تحریر کریں۔

جواب:۔ **شخصی اوصاف**:۔ بلا شبہ آنحضرتﷺ کی شخصیت خوبیوں اور کمالات کا مجموعہ تھی جن کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

ا۔عزم واستقلال:۔کسی کام میں کامیابی کا باعث عزم استقلال ہی ہے اس کے بغیر کسی کام میں کامیابی ممکن نہیں رسول اکرمﷺ میں یہ صفت انتہا درجے کی تھی آپﷺ نے عرب کے کفرستان میں جب توحید کی آواز بلند کی تو آپﷺ بالکل اکیلے تھے لیکن کبھی آپ کو ایک لمحے کے لیے بھی خیال نہ آیا کہ میں اکیلا ہوں اتنا بڑا کام ہے اکیلا کیسے کرسکوں گا تیرہ برس تک آپ اہل مکہ کی ہر طرح کی سختیاں اور صعوبتیں برداشت کیں لیکن آپﷺ کے پاؤں کبھی بھی نہ ڈگمگائے اور آپﷺ کے حوصلے میں ذرا بھر پستی نہ آئی یہ صرف عزم واستقلال ہی تھا جس نے آپﷺ کو پاؤں پر کھڑے رکھا اور آخر کار آپﷺ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے حضور اکرمﷺ اکیلے توحدے کا پیغام لے کر کھڑے ہوئے لیکن آج دائرہ اسلام میں ایک ارب سے زائد لوگ موجود ہیں۔غزوہ حنین میں بنو ہوازن کے تیر اندازوں نے اچانک مسلمانوں کی فوج پر اتنی شدت سے نیزوں کی بارش کی کہ مسلمان فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور اکثر لوگ میدان سے بھاگ نکلے چند صحابہ کے علاوہ آپﷺ کے ساتھ کوئی نہ رہا دشمن نے تیروں کا رخ آپﷺ کی طرف پھیر دیا آپﷺ خچر سے نیچے اترے اور فرمایا میں خدا کا سچا رسول ہوں اور عبدالمطلب کا پوتا ہوں یعنی محمد جیسا شخص میدان سے نہیں بھاگ سکتا آپﷺ کی ثابت قدمی کی وجہ سے یہ ہارا ہوا معرکہ دوبارہ جیت لیا۔

۲۔شجاعت:۔اسلامی تاریخ آپﷺ کی بہادری کے واقعات سے بھری پڑی ہے لڑائی کے دوران بڑے بڑے بہادر آپﷺ کے پاس آکر پناہ لیتے تھے حضرت علیؓ جو کہ بڑے بہادر تھے فرماتے ہیں کہ جب بدر کی جنگ میں شدت آئی تو ہم لوگوں نے آپ کی آڑ میں پناہ لی ایک دن مدینہ میں شور ہوا کہ دشمن آگئے تو لوگ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاری کرنے لگے آپﷺ نے کسی کا انتظار نہ کیا اور نہ ہی گھوڑے پر زین کسی گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوکر دور دور تک تمام خطروں کے مقامات پر گشت لگا آئے اور واپس آکر لوگوں کو آگاہ کیا کہ کوئی خطرہ نہیں ہے۔

۳۔سخاوت :۔حضور اکرمﷺ کی سخاوت کے بارے میں عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آپﷺ چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے جس طرح چلنے والے ہوا سے ہر شخص فیضیاب ہوتا ہے اسی طرح آپﷺ کی سخاوت سے ہر فرد فیضیاب ہوتا تھا کیونکہ جو بھی آپﷺ کے دروازہ پر آتا آپﷺ اس کو خالی ہاتھ واپس نہ کرتے اگر کوئی سائل آپﷺ کے پاس آتا تو آپﷺ کے پاس اگر کچھ بھی نہ ہوتا تو قرض لے کر سائل کی ضرورت پوری فرماتے۔

غزوہ حنین میں تقریباً چھ ہزار مرد اور عورتیں قید ہو کر آئے اس وقت کے قانون کے مطابق آپﷺ ان کو غلام اور لونڈیاں بنا سکتے تھے لیکن آپﷺ نے ان سب کو رہا کر دیا اسی جنگ میں جو مال غنیمت ہاتھ لگا اس میں چوبیس اونٹ چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی حاصل تھی آپﷺ نے یہ تمام مال غنیمت لوگوں میں تقسیم کر دیا اور بعض کو کئی کئی سو اونٹ دیئے ایک مرتبہ آپﷺ کے پاس ستر ہزار درہم رقم آئی تو آپﷺ نے اس رقم کو مسجد میں چٹائی پر پھیلا دیا جو شخص آتا گیا آپ اس کو رقم دیتے حتیٰ کہ یہ رقم ختم ہوگئی آپﷺ اُٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔

۴۔سچائی:۔حضرت رسول اکرمﷺ سچائی کے پیکر تھے اعلان نبوت سے پہلے ہی لوگ آپﷺ کو صادق کہتے تھے اعلان نبوت کے بعد جب قریش کے بڑے بڑے سردار آپﷺ کے جانی دشمن بن گئے اور آپﷺ کو طرح طرح کی ازیتیں دینے لگے لیکن انہوں نے بھی آپﷺ پر کبھی جھوٹ کا الزام نہیں لگایا آپﷺ کے بدترین دشمن بھی اس بات سے پریشان تھے کہ جس شخص نے زندگی بھر جھوٹ نہیں بولا اس کے بارے میں لوگوں کو کیسے یقین دلائیں کہ یہ خدا کے بارے میں جھوٹ بول رہا ہے۔

ایک دن قریش کے بڑے بڑے سردار محفل جمائے بیٹھے تھے اور آپﷺ کا ذکر ہو رہا تھا اس میں سے ایک سردار نے کہا کہ اے قریش اب تک جو تم پر مصیبت آئی ہے اس کے لیے آپ کوئی تدبیر نہ کر سکے محمدﷺ آپ کے سامنے بچے سے جوان ہوا اور اب اس کے بولوں میں سفیدی آرہی ہے وہ تم میں سے سب سے زیادہ سچا اور دیانتدار ہے آپ اسے جادوگر کاہن اور شاعر کہتے ہیں لیکن میں نے اس میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی ابوجہل کہا کرتا تھا میں تم کو جھوٹا نہیں لیکن جو تم کہتے ہو اس کو درست نہیں مانتا۔روم کے بادشاہ کے پاس جب آپ کا خط پہنچا تو روم کے بادشاہ نے آپﷺ کے حالات جاننے کے لیے درباریوں سے کہا اگر حجاز سے کوئی آدمی ہمارے شہر میں آیا ہو تو اس کو میرے پاس لاؤ اتفاق سے ابوسفیان جو مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن تھے وہاں گئے ہوئے تھے اس کو دربار میں لے جایا گیا قیصر روم نے ابوسفیان سے پوچھا کہ تمہارے ہاں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کیا نبوت کے دعوے سے پہلے اس نے کبھی جھوٹ بولا ہے ابوسفیان نے کہا نہیں تو قیصر روم نے کہا جس شخص نے بندوں کے معاملات میں کبھی جھوٹ نہیں بولا تو وہ اللہ کے بارے میں کیونکر جھوٹ بولے گا۔

۵۔سادگی اور تواضع:۔حضور اکرم ﷺ سادگی پسند تھے آپ ﷺ کو نمود و نمائش سے نفرت تھی آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں صفائی اور نفاست کا بہت اہتمام کیا آپ ﷺ کو کھانے پینے کی چیز میں کوئی تکلف نہ تھا جو سامنے آتا تناول فرمالیتے اگر کوئی چیز پسند نہ آتی تو اس میں عیب نہ نکالتے زمین پر بچھی ہوئی چٹائی پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے کبھی کبھی مسجد سے نکل کر ننگے پاؤں گھر چلے جاتے تھے اور جوتا وہاں چھوڑ جاتے یہ اس بات کی علامت تھی کہ آپ واپس آئیں گے۔

۶۔امانت ودیانت:۔امانت ودیانت رسول اکرمﷺ کے اوصاف میں سے ایک وصف میں سے ایک وصف تھا۔نبوت ملنے سے پہلے آپ کی اس قدر شہرت تھی کہ لوگ آپﷺ کو امین کہتے تھے اعلان نبوت کے بعد مکہ کے قریش آپﷺ کے جانی دشمن ہو گئے تھے لیکن اپنی قیمتی اشیاء کی حفاظت کے لیے انہیں آپﷺ کے علاوہ کسی پر اعتبار نہ تھا یہاں تک کہ ہجرت مدینہ کی رات جب کفار نے آپ کو قتل کرنے کے لیے آپﷺ کے مکان کا محاصرہ کر رکھا تھا اس وقت بھی ان دشمنوں کی امانتیں آپﷺ کے ہاں محفوظ تھیں آپﷺ نے امانتیں حضرت علیؓ کے حوالے کیں اور تاکید کی کہ امانتیں واپس کرنے کے بعد مدینہ چلے آنا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے باہر ایک مختصر قافلہ ٹھہرا اُن کے پاس ایک خوبصورت سرخ رنگ کا اونٹ تھا تو آپ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ ﷺ کو اونٹ پسند آ گیا ان لوگوں نے اونٹ کی جو قیمت مانگی وہ آپ ﷺ نے منظور کر لی اور اونٹ بغیر جان پہچان کے ایک ناواقف آدمی کے سپرد کر دیا ہے اس پر ان کو ندامت ہوئی قافلے میں ایک دانشمند خاتون بھی تھی اس نے لوگوں کی پریشانی دیکھی تو کہا کہ مطمئن رہو میں نے آج تک ایسا روشن چہرہ نہیں دیکھا یہ شخص کسی سے دغا نہیں کر سکتا شام ہوئی تو رسول اکرم ﷺ کی طرف سے اونٹ کی قیمت اور کھانا پہنچ گیا۔

ے۔شرم وحیاء:۔ حضرت رسول اکرم ﷺ اس قدر شرمیلے تھے کہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے آپ ﷺ نے کبھی کسی کے ساتھ بدکلامی نہیں کی اور نہ ہی بدزبانی۔ بازار میں جب کبھی آپ ﷺ جاتے تو چپ چاپ بازار سے گزر جاتے اور کبھی اونچی آواز سے نہ ہنسے اور ہمیشہ تبسم فرماتے تھے۔
ایک دفعہ ایک شخص نامناسب لباس پہن کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب وہ چلے گئے تو آپ ﷺ نے کسی اور شخص سے کہا کہ ان سے کہیں کہ اس طرح کا لباس نہ پہنا کریں تو اس شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے بذات خود اس کو ایسا لباس پہننے سے کیوں منع نہیں فرمایا تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے حیا آتی ہے۔عرب میں گھروں میں بیت الخلاء نہیں تھے لوگ رفع حاجت کے لیے کھیتوں میں جاتے تھے لیکن اس وقت پردہ کرنے یا اوٹ میں بیٹھنے کا رواج نہ تھا لوگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ جاتے اور باتیں بھی کرتے رہتے تھے حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ اس پر اللہ ناراض ہوتا ہے آپ ﷺ کا اپنا معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ آبادی سے دو تین میل نکل جاتے تھے یہاں تک کہ لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے۔

سوال نمبر 42۔ عزم واستقلال کسے کہتے ہیں؟ آنحضور ﷺ نے بنی نوع انسان کے لیے عزم واستقلال کے کیا نمونے پیش کیے ہیں؟ تحریر کریں۔

عزم واستقلال:۔ عزم واستقلال ایک ایسی صفت ہے کہ اسکے بغیر کسی کام میں کامیابی ممکن نہیں رسول اللہ ﷺ یہ صفت انتہا درجے کی تھی۔ جب حضور ﷺ نے عرب کے کفرستان میں لا الہ الا اللہ کی صدا بلند کی تو آپؐ بلکل اکیلے تھے لیکن آپکو ایک لمحے کے لیے بھی خیال نہیں آیا۔ کہ میں اکیلا ہوں، اتنا بڑا کام کیسے کر سکوں گا۔ تیرہ برس آپؐ نے مکہ میں ہر طرح کی سختیاں برداشت کیں۔ لیکن آپؐ کے حوصلے اور عزم میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔
ایک موقع پر قریش نے آپؐ کے ہمدرد اور غم گسار چچا ابوطالب کو مجبور کیا کہ وہ آپؐ کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں۔ انہوں نے آپؐ کو بلا کر کہا۔ بھتیجے! مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جسے میں اٹھا نہ سکوں چچا کی اس بات کے بعد اس قبائل معاشرے میں آپ کا حمایتی کوئی نہیں رہا تھا۔ لیکن آپ نے جواب دیا۔

"اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند لا کر رکھ دیں تو بھی
میں اسلام کی تبلیغ نہیں روکوں گا۔ یا تو یہ کام مکمل ہوگا یا اسی میں میری جان چلی جائے گی"

غذوہ حنین میں بنوہوازن کے تیر اندازوں نے اچانک کمین گاہوں سے نکل کر مسلمانوں کی فوج پر اتنی شدت سے تیروں کی بارش برسائی کہ اکثر لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ گنتی کے چند صحابہ کے علاوہ آپؐ کے ساتھ کوئی نہ رہا۔ دشمن نے اپنے تیروں کا رخ آپؐ کی طرف پھیر دیا۔ تو آپؐ اپنے خچر سے نیچے اتر آئے اور فرمایا۔

میں خدا کا سچا رسول ہوں
اور عبدالمطلب کا پوتا ہوں

یعنی مجھ جیسا شخص میدان سے بھاگ نہیں سکتا۔ آپ ﷺ کے ثابت قدم رہنے کی وجہ سے اہل اسلام نے یہ ہارا ہوا معرکہ دوبارہ جیت لیا۔
آپ ﷺ کے عزم واستقلال سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ہم زندگی میں کامیابی چاہتے ہیں تو اپنی زندگی کے اچھے مقاصد متعین کریں۔ اور پھر انکے حصول کے لیے مستقل مزاجی کے ساتھ محنت کریں۔

سوال نمبر 43۔ حضرت عمرؓ کے نام ونصب، قبول اسلام اور جرات مندی کے بارے میں تفصیل سے تبصرہ کریں۔

جواب:۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:۔

نام ونسب:۔ آپ کا نام عمر کنیت ابوحفص اور لقب فاروق تھا۔ آپکے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام ختمہ تھا۔ آپ کا تعلق قریش کی شاخ بنوعدی سے تھا۔

قبول اسلام:۔ آپ کا تعلق ان لوگوں میں سے تھا جن کا بہت زیادہ اثر و رسوخ اور رعب و دبدبہ تھا۔ قبول اسلام سے پہلے آپ اسلام کے بدترین مخالفوں میں سے تھے۔ نبوت کے ساتویں سال رسول اللہ ﷺ نے دعا کی۔ الٰہی اسلام کو ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے کسی ایک کے ذریعے غلبہ عطا فرما۔ اس دعا کے بعد جلد ہی حضرت عمرؓ مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے مسلمان مشکلات کا شکار تھے اور چھپ چھپ کر عبادت اور تبلیغ کرتے تھے۔ آپ نے مسلمان ہو کر مسلمانوں کے جماعت کو ساتھ لے کر اعلانیہ خانہ کعبہ میں نماز ادا کی اور مشرکین کو توحید کی دعوت دی۔

جرات مندی:۔ قبول اسلام کے بعد آپ کی بہادری اور جرات میں اضافہ ہو گیا جب مسلمان ہجرت کر کے اِکادُکا مدینہ جا رہے تھے تو حضرت عمرؓ پوری تیاری کے ساتھ نکلے، بیت اللہ کا طواف کیا اور اعلان کیا کہ میں ہجرت کر کے مدینہ جا رہا ہوں جس نے اپنی بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرانا ہو آئے اور مجھے روکے۔ کسی میں یہ ہمت نہ ہوئی۔ بدر میں ستر کافر گرفتار ہو کر آئے، ان کے بارے میں آپ کی تجویز تھی کہ ان سب کو تہہ تیغ کر دیا جائے تا کہ کفر کا زور ٹوٹ جائے اور ہر شخص اپنے قریبی عزیز کو قتل کرے۔ اس سے پہلے آپ نے بدر میں اپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام کو خود اس کے خنجر سے واصل جہنم کیا تھا۔ صلح حدیبیہ میں جن شرائط پر مسلمانوں اور مکہ والوں کی صلح ہوئی وہ بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں۔ حضرت عمرؓ کو اصرار تھا کہ ہم حق پر ہیں اور جان کی بازی لگانے کو تیار ہیں کیوں دب کر صلح کریں لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا مجھے اللہ کا یہی حکم ہے۔

غزوہ تبوک میں جب رسول اللہ ﷺ نے چندے کی اپیل کی تو آپ اپنے گھر کا آدھا اثاثہ لے کر خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو گئے۔ حضور ﷺ سے آپ کو اس قدر محبت تھی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

کی جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آپ ﷺ وفات پا گئے ،اس کا سر قلم کر دوں گا۔اس نازک وقت میں حضرت ابوبکرؓ نے سب کو سنبھالا دیا۔یقیناً بنی ساعدہ میں آپ نے بروقت پہنچ کر اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے امت کو بہت بڑے فتنہ سے بچا لیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ پورے زمانہ خلافت میں انکے دست وبازو کے طور پر کام کیا حتیٰ کی ایک موقع پر کسی نے حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کیا کہ آپ خلیفہ ہیں یا عمر؟ تو انہوں نے جواب دیا عمرؓ

خلافت :۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مرض وفات میں آپ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔اسوقت کئی لوگوں نے حضرت عمرؓ کے مزاج کی سختی کا ذکر کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہہ کر انہیں مطمعن کر دیا کہ میں بہت نرم تھا اس لیے وہ سخت تھے۔جب خلافت کا بوجھ پڑے گا تو خود بخود نرم ہو جائیں گے۔

سوال نمبر 44۔ خلافت صدیقیؓ کے اہم کارنامے تفصیل سے بیان کریں۔

جواب:۔ **حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:۔** آپ کا نام عبداللہ کنیت ابوبکر اور لقب صدیق تھا۔آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ تھی۔آپ کی والدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت ام الخیر تھی۔آپ قریش کی شاخ تیم سے تعلق رکھتے تھے۔

خلافت صدیقیؓ کے اہم کارنامے

لشکر اسامہ کی روانگی:۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں رومیوں کے ساتھ ایک ہوئی۔جسے جنگ موتہ کا نام دیا گیا ہے۔اس میں صرف تین ہزار مسلمان ایک لاکھ کے لشکر سے ٹکرا گئے۔مسلمانوں کے کئی سپہ سالار شہید ہوئے۔آخر حضرت خالد بن ولید نے کمان اپنے ہاتھ میں کی۔ بہادری سے لڑتے ہوئے باقی ماندہ فوج کو دشمن کے نرغے میں سے نکالتے گئے مشہور یہ ہے کہ اس دوران میں ایک ہی دن میں حضرت خالدؓ کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں۔غزوہ موتہ میں حضورﷺ کے چہیتے صحابی حضرت زید بن حارثہؓ شہید ہو گئے۔رومیوں کی سرکوبی کے لیے آنحضرت حضرت زیدؓ کے بیٹے حضرت اسامہؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر ترتیب دیا۔یہ لشکر ابھی روانہ بھی نہ ہوا تھا۔کہ حضورؐ کا وصال ہو گیا۔اور لوگ واپس آ گئے۔اس کے بعد عرب میں ہر طرف شورش بپا ہو گئی۔بہت سے نومسلم قبائل مرتد ہو گئے اور کئی قبیلوں نے زکوۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔اس کے علاوہ نبوت کے کئی ایک جھوٹے دعوے دار اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بہت قوت حاصل کر لی۔ان حالات میں خود مدینہ کی حفاظت کا اندیشہ پیدا ہو گیا اور یہ سوال سامنے آیا کہ اگر لشکر اسامہ روانہ کر دیا گیا اور پیچھے سے یہ سب منکرین اسلام جمع ہو کر مدینے پر حملہ کر دیا تو دفاع کیسے ممکن ہو گا۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان حالات کے باوجود یہ فیصلہ کیا کہ جو لشکر رسول اللہ ﷺ نے روانہ کر دیا تھا میں اسے نہیں روک سکتا۔مدینہ لوگوں سے بالکل خالی ہو جائے۔

آپ نے لشکر اسامہ روانہ کر دیا۔جو چالیس دن بعد نہایت کامیابی سے واپس آیا۔اس لشکر کی روانگی کا دشمنانِ اسلام پر یہ اثر ہوا کہ جو لوگ یہ سمجھنے لگے تھے۔کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد مسلمان کمزور ہو گئے ہیں۔اور اب انہیں ختم کرنا آسان ہے۔انکی غلط فہمی دور ہو گئی۔

جھوٹے نبیوں کا خاتمہ:۔ دین اسلام کو جس تیزی سے کامیابی حاصل ہوئی اسے دیکھ کر بعض لوگوں نے سوچا۔کہ اگر وہ بھی نبوت کا دعویٰ کریں۔اور لوگوں کا تعاون حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔تو وہ بھی اس طرح قوت واقتدار حاصل کر سکتے ہیں۔چنانچہ مسلیمہ نام کے ایک شخص نے حضورﷺ کی زندگی ہی میں نبوت کا دعویٰ کر لیا تھا۔آپؐ کی وفات کے بعد اور کئی لوگ نبی بن بیٹھے۔

موتہ کی مہم کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان جھوٹے نبیوں کی طرف توجہ فرمائی۔مختلف صحابہؓ کی سرکردگی میں ان میں سے ہر ایک کے مقابلے کے لیے فوج بھیجی۔ ان میں سے کچھ قتل ہوئے ، کچھ بھاگ گئے اور بعض نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔اس طرح چند دنوں میں تمام مدعیان نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔البتہ مسلیمہ نے بہت قوت حاصل کر لی تھی۔حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک خون ریز جنگ کے بعد اسے شکست دی۔مسلیمہ قتل ہو گیا۔اسکی بیوی جو خود نبوت کی مدعیہ تھی بھاگ گئی۔ایک نقصان یہ ہو کہ اس جنگ میں بہت سے حفاظ قرآن صحابہؓ شہید ہو گئے۔

مرتدین کی سرکوبی:۔ بہت سے قبائل کے سردار مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی قوت دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔حضور ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ پر آزاد حکمران بن بیٹھے۔نعمان بن منذر نے بحرین میں ، لقیط بن مادک نے عمان میں اور کئی دوسرے سرداروں نے اپنے اپنے قبائل میں اسلام سے برگشتہ ہو کر آزادی کا اعلان کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سرداروں کے لیے فوجی کھیپس روانہ کیں اور ان کو دوبارہ زیر کر کے اسلام کا بول بالا کیا۔

منکرین زکوٰۃ کی تادیب:۔ حضورؐ کے وصال کے بعد ایک نازک مسئلہ یہ پیدا ہو گیا کہ کچھ لوگوں نے اسلام پر قائم رہتے ہوئے۔زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔پہلے تو ان کے بارے میں صحابہؓ کو تردد ہوا۔کہ کیا انکے خلاف کاروائی کی جائے یا نہیں لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ''جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔اس سے جہاد کریں گے ''آج اگر ایک زکوٰۃ کا انکار کر رہے ہیں۔تو کل دوسرے ارکان اسلام کا انکار کریں گے۔اس طرح اسلام کہاں باقی رہے گا۔آپ نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے فوجی دستے بھیجے۔اور تمام لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی گئی۔

تدوین قرآن:۔ قرآن حکیم کی موجودہ ترتیب اس ترتیب سے مختلف ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔لیکن جب آیت یا سورت نازل ہوتی۔تو رسول اللہ ﷺ اسے اسکی مقررہ جگہ لکھوا دیتے۔اس طرح سارا قرآن اکٹھا ہوا بھی تھا اور یاد بھی تھا۔لیکن جب تک حضورﷺ زندہ رہے۔اس بات کا امکان تھا۔کہ کوئی نئی بات آیت یا سورت نازل ہو اور وہ درمیان میں کسی جگہ لکھی جائے۔اس لیے اسے ایک کتاب کی شکل نہیں دی گئی تھی۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔اب قرآن کو کتابی شکل میں اکٹھا کیا جا سکتا تھا۔اس دوران میں مسلیمہ کے ساتھ مقابلے میں بہت سے حفاظ شہید ہو گئے تو اس کی ضرورت زیادہ محسوس ہوئی۔چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حفاظ اور کاتبان وحی پر مشتمل ایک کمیٹی ترتیب دی اور حضرت زیدؓ بن ثابتؓ کو اسکا سکریٹری بنایا اس کمیٹی نے قرآن حکیم کو ایک کتاب کی شکل میں ترتیب دیا۔

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com
0334-5504551

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

سوال نمبر 45: صحیح جواب کا انتخاب کریں۔

1۔ مسجد نبوی کی زمین کی قیمت **حضرت ابوبکر** نے ادا کی۔

2۔ حضورﷺ کے وصال کے بعد خلافت کرنے کے لیے لوگ **سقیفہ بنی ساعدہ** میں جمع ہوئے۔

3۔ حضرت زید بن حارثہ **غزوہ تبوک** میں شہید ہوئے۔

4۔ لشکر اسامہ **رومیوں** کے مقابلے کے لیے بھیجا گیا۔

5۔ سفر ہجرت میں آپ ﷺ **غار ثور** میں ٹھرے۔

سوال نمبر 46: مختصر جوابات دیں۔

1۔ مسلیمہ کون تھا؟ نبوت کا جھوٹا دعویدار تھا یہ مسلیمہ کذاب کے نام سے جانا جاتا ہے۔

2۔ جنگ بدر میں کتنے کافر گرفتار ہوئے۔ 70

3۔ حضرت ابوبکر کا نام کیا تھا۔ عبداللہ

4۔ یرموک کا معرکہ کس کے خلاف ہوا؟ رومیوں کے خلاف

5۔ بیت المقدس کس سال فتح ہوا؟ 16 ہجری

6۔ غزوہ حنین میں کتنے لوگ قید ہوئے؟ 6 ہزار

7۔ سائب کون تھے۔ عرب کے ایک تاجر اور رسول ﷺ کے شریک تجارت۔

8۔ آپ ﷺ نبوت کے بعد مکہ میں کتنے سال رہے؟ 13 سال

9۔ حضرت عمر نے تعلیم عام کرنے کے لیے کیا انتظام کیا؟ مدرسے قائم کیے اور مدرسین کی تنخواہیں مقرر کیں

10۔ غزوہ تبوک میں حضرت عمر نے کتنا چندہ دیا؟ گھر کا آدھا سامان

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ،پروپوزل ،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔